خوفناک ڈکیتی

(مؤلفہ مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی)

جس میں مسٹر حامد حسن صاحب سیاح انگلستان و امریکہ کے حیرت ناک کارنامے جاسوسی کے ساتھ ساتھ بمبئی کے بدمعاشوں کی محیر العقول چالبازیاں - آنریبل مرارجی۔ نان جی کے خلف الرشید مسٹر مول جی اور مسز مول جی کی افسوسناک مصیبتیں شاطر سراغرسانوں کی جاسوسیاں نہایت پرلطف انداز بیان - پاکٹ سائز لکھائی چھپائی عمدہ مع خوشنما رنگین بلاک قیمت عہ

خونی قلعہ

مؤلفہ مولوی عظمت علی صاحب حسرت لکھنوی

امیر قرار یبت کے جنگی کارنامے ناہید قمر طلعت سے محبت درد وغم فراق و وصال حسن و عشق خونی قلعہ کے طلسمی مناظر۔ عراق عرب مصر و شام و دیار بکر وغیرہ کی جنگیں سلطان الجزائر سے ربط و ضبط آخر میں فساد سلطان کا مارا جانا۔ امیر تیمور گورکان اور اس کی اولاد سے محاربے مع خوشنما بلاک قیمت ۱۲ر

ممتاز بیگم

بمبئی میں سیٹھ عبدالقادر باولے کا ہولناک قتل

ممتاز بیگم ناول میں حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں اور عجیب و غریب واقعات کا انکشاف شوخی شستہ شیریں ناز و انداز کی تحریر دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ر بارہ آنے

جنٹلمین بکڈپو امین آباد لکھنؤ

نظر آتا ہے اگر باغ کے کنارہ ایک مختصر سا مویشی خانہ نہو جس میں چند گائیں بھینسے اور کوئی بیل اور ایک کنارے عرب کے یادگار حضرت اونٹ اپنی لمبی لمبی گردن نکالے ہوئے کبھی ببول اور کبھی نیم کی پتیوں پر ایک منھ مار لیتے ہیں اور چپکے بیٹھ جاتے ہیں۔ باغ میں دو کنوئیں بھی ہیں مگر فی الحال پانی کا انتظام دریا سے کیا گیا ہے نلوں کے سلسلہ سے پانی اس بلندی پر چڑھتا ہے اور تمام باغ کو سیراب کرتا رہتا ہے

ہم کئی دن تک اس باغ کی سیر کو گئے۔ کسی نوکر سے اجازت لے کے اندر بھی گئے کوئی روک ٹوک نہ تھی بلکہ مالیوں نے بغیر ہماری خواہش کچھ تازے پھل عمدہ عمدہ آم کچھ لیچو کچھ شفتالو ہمارے سامنے رکھدیے اور خوشنما گلدستہ پھولوں کا بھی لایا بلکہ ہم نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ مالک مکان کی تاکید ہے کہ جو کوئی بھلا مانس سیر کو آئے وہ یہاں کے پھولوں اور پھلوں سے محروم نہ جانے پائے"

مالک باغ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُن سے ملاقات نہیں ہو سکتی رات دن دھیان گیان میں رہتے ہیں۔ بنگلہ کے باہر بھی کبھی نہیں نکلتے۔ کچھ اس دلفریب بوستان نے ہم کو ایسا گرویدہ کر لیا تھا کہ چند روز جانے کا اتفاق ہوا اور یہ بھی شوق تھا کہ کبھی کسی اتفاق سے مالک سے بھی روشناس ہو جائیں تو کیا خوب بات ہے ایک دن بہت سویرے گئے تو طنبورہ کی آواز آئی۔ پھر ٹھیر ٹھیر دل راگ میں ایک بھجن سنا یہ تو ہم بالکل نہیں سمجھے کچھ بعد اس کے رام کلی میں یہ خیال گوش گزار ہوا ؎

"نام کریم کو لمت تھے بھور رہیں۔ جب ہوت کستارے۔ دو ہو جگت میں کیسی ہو مشکل آسان کرت ہو۔ سو اس کے اور کون آمسے جگت میں"

———

مختلف قسم کے بانسوں کی ہے بانسوں کا سلسلہ پھاٹک تک چلا گیا ہے۔ پھاٹک کے دونوں طرف اونچے اونچے بانسوں کے دو گمج سے بن گئے ہیں۔ پھاٹک بھی سبز بانسوں کا بنا ہوا ہے یا اسپر سبز رنگ ہے جس کی تمیز بمشکل ہو سکتی ہے جو سمت باغ کی جمنا کی جانب ہے وہاں پہاڑی سے دریا تک جانے کے لیے پہاڑی کو تراش کے ایک زینہ سا بنا ہوا ہے زینہ کیا بلکہ قدرتی ڈھال کو جا بجا سے کچھ اس طرح بنا دیا ہے کہ اترنے والے بسہولت اتر سکیں اور مصنوعی بناوٹ بھی زیادہ نہ دکھائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنوعی نظم و ترتیب کو جہاں تک امکان تھا اس باغ کے ایجاد کرنے والے جان بوجھ کے اس خوش اسلوبی سے بنایا ہے کہ نظارہ قدرتی معلوم ہو ان میں قدرتی سیڑھیوں سے اتر کے ایک گھاٹ کی سی صورت نمودار ہوتی ہے مگر وہ بھی نہ پختہ ہے نہ خام محض یہ خیال رکھا ہے کہ بنانے والوں کو آسانی ہو۔

پہاڑی کے سب سے بلند مقام تک کئی ڈھال ہیں ان سب پہ سبزہ اور درخت ہیں ڈھالوں کا سلسلہ جب ختم ہو جائے پھر ایک چھوٹا سا قطع زمین مسطح نکال کے ایک بنگلہ بنا دیا ہے جس میں بہت سے گوشے ہیں جو بہت خوبصورت نظر آتے ہیں بنگلہ میں مکانیت بہت مختصر ہے مگر با ایں ہمہ دو منزلہ ہے یعنی ہندوستانی دیہاتی مکانوں کی طرح ایک روٹی اوپر کی طرف نظر آتی ہے اس میں رات کو جو روشنی ہوتی ہے وہ گویا اس پہاڑی اور میدان کے لیے اکاس سے دیا کا کام دیتی ہے دور سے کبھو بے بھٹکے مسافروں کو راستہ مل سکتا تھا۔ یہ سارا بنگلہ ڈھالوں کے سلسلہ میں ہے اور بالکل خوبصورت بیلوں سے پوشیدہ رہتا ہے خصوصاً برسات کے بعد عشق پیچاں کی بیلیں تو اسقدر رنگینی ہوئی ہوتی ہے کہ بنگلہ کی سطح سے تقریباً ہاتھ بھر بلند ہوا تک اسی کا خم و پیچ دکھائی دیتا ہے۔ یہ باغ اور بنگلہ بالکل آدمیوں سے خالی

ضمیمہ

دہلی سے کچھ فاصلہ پر نیلی چھتری سے دریائے جمنا کے بہاؤ کی طرف چھ سات میل اور آگے جاؤ تو تم دیکھو گے کہ دریائے جمنا ایک پہاڑی کے نیچے نیچے گذرا ہے یہ پہاڑی جنگلی درختوں میں چھپی ہوئی ہے۔ دور تک سبزہ زار ہے۔ اس پہاڑی کی ایک چوٹی اطراف سے زیادہ بلند ہے اور جب اس پہاڑی پر چڑھ جاؤ تو ایک مسطح قطعۂ زمین نظر پڑے گا۔ ٹھیک اس موقع پر ایک دس بارہ بیگہ کا باغ ہے۔ باغ کی صورت قدرتی جنگل سے زیادہ مشابہ ہے۔ اونچے اونچے درخت آم کھرنی کٹھل بڑھل کے یہاں خاصے کثرت سے ہیں مگر کسی خاص ترتیب سے نہیں لگائے گئے ہیں۔ اس باغ میں ایک تختہ گلاب کا اور کئی چمن ہندوستانی خوشبودار پھولوں کے بیلا چنبیلی موگرا وغیرہ مختلف مقامات پر چمپا کے درخت ہیں جب وہ پھولتے ہیں تو سارا جنگل مہک جاتا ہے۔ لیمو نارنگی کے پھول بھی جب کھلتے ہیں تو عجب طرح کی بھینی بھینی خوشبو پھیلتی ہے انگریزی خوشرنگ پھول اور تاڑ اور کھجور کے درختوں نے کسی کسی موقعۂ باغ کے لطف کو بڑھا دیا ہے۔ آرائشی بام اور فرن کے نانڈے جا بجا موجود ہیں اور اُن کے گرد چھوٹی چھوٹی نالیاں ہر وقت پانی سے بھری رہتی ہیں۔ نالیوں کے کنارے ہری دوب بھی عجب لطف دکھاتی اور اسی پر کہیں کہیں پھولوں کے چھوٹے چھوٹے درختوں سے جو پھول سبزہ پر پڑے ہوتے ہیں گویا مخملی سنجاب پر ریشم کے سرخ پھول بنے ہوئے ہیں۔ باغ یا پارک اس کو جو چاہے کہو۔ اس کے ہر چہار طرف کھائی بنی ہوئی ہے۔ اُس پر ایک باڑھ خاردار درختوں کی ہے جیسے ناگ پھنی دو دھارا تدھارا ہاتھی چنگھاڑ پھر اس کے بعد ایک باڑھ

سن بحیرہ کی طرف نظر آتا ہوا ۔۔۔ پر سوار ہوگیا۔ چند سکنڈ تک کشتی ہوا کے رخ پر جاتی ہوئی دکھائی دی یکایک وہ کشتی نہیں معلوم کہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی یا آسمان پر اڑ گئی"

کئی کوس کے فاصلہ پر شمالی جانب مگر ہی بابو کو ایک لفافہ ملا بہرام کا پہچان کے کھولا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا۔ دوستوں نے آخری پیام سلام۔

(۲۸)
باب
رخصتی ملاقات

پنجشنبہ کے دن گھاٹ پر لوگوں کا ہجوم ہے سب منتظر کھڑے تھے کہ بہرام اب آیا اور اب آیا - حالانکہ بہرام ایک بھیس بدلے ہوئے اس جماعت کے ساتھ خود شریک تھا اور گویا خود اپنا انتظار کر رہا تھا - تھوڑی دیر میں ایک کشتی نمودار ہوئی جسکی بناوٹ کشتی نما طیارہ کی تھی - وہ آہستہ آہستہ گھاٹ کے کنارے آلگی لوگ اس کی صناعی اور خوبصورتی کو غور سے دیکھنے لگے - اتنے میں بہرام خود ہی ا مجمع سے نکلا اور سب کے آگے جا کھڑا ہوا کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے ٹپکا پڑا ننھے منے کو اس نے آواز دی کر پکارا - یہ لوگ فوراً دوڑے - بہرام نے کہا تم سے منتظر ہو - انھوں نے کہا آپ کی رخصت کی خبر دیکھ کے ہم دونوں صبح سے گھاٹ پر چلے آئے - امید تھی کہ مجمع ہونے سے پہلے آپ سے ملیں گے - لیکن آپ کا کہیں پتہ نہ ملا - اب ٹھیک ۹ بجے ہیں - بہرام نے بھی اپنی گھڑی نکال کے دیکھی اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کے کہا میں آج اپنے دوستوں اور دشمنوں سے (اگر کوئی ہو) اول یہ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی قصور مجھ سے اُن کی جناب میں ہوا ہو تو اسکو معاف کر دیں - میری حالت اب ایسی ہے کہ میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہوں میرے افعال سے اکثر کو دلچسپی تھی اور ممکن ہے کہ چند لوگوں کو نقصان بھی پہونچا ہو - مگر اب مجھ سے نہ کسی کو فائدہ کی امید ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو نقصان پہونچ سکتا ہے - ایسی حالت میں معاف کرنا بہت مناسب ہے - (آواز بلند ہوئی ہم نے معاف کیا) بہرام نے بلند آواز سے شکریہ ادا کیا اور فوراً

جن کو میرے مرنے کا یقین نہ آیا ہوگا - یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر میں سچ مچ بھی مرجاؤں تو یہی کہتے رہیں گے کہ کوئی بہانہ کیا ہے - بہرام مرنے والا نہیں ہے - اچھا ان خوش عقل لوگوں کو جیتے جی ایک تماشہ دکھادوں تو کچھ دنوں میری یاد دلوں میں قائم رہے گی - اچھا اُڑنے والی کشتی جو میں نے بنائی ہے اُس کو دنیا نے ابھی تک نہیں دیکھا کیا اچھا ہو کہ میری آخری رخصت دوستوں سے اس کشتی سے ہو -

بہرام نے اخبار میں ایک نوٹس اس مضمون کی بھیجی -

"جناب ایڈیٹر صاحب - آپ نے اور دنیا نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ بہرام مرگیا اور یہ کسی حد تک صحیح ہے جب آدمی دنیا میں ناکام ہوکر مایوس ہوجاتا ہے تو اس کی یہ زندگی جو کسی وجہ سے باقی رہتی ہے وہ موت سے بدتر ہوتی ہے - مجھکو دنیا میں ایسی ہی ناکامی سے سامنا پڑا ہے - اس کے اظہار سے دوستوں کو رنج اور دشمنوں کو خوش کرنا خلاف مصلحت ہے - بہرحال میں یہ چاہتا ہوں کہ باقی عمر ایسے گوشہ میں بسر کروں جس کی کسی کو خبر تک نہ ملے - احباب سے رخصت ہونا ضرور ہے لہذا جن لوگوں کو مجھ سے تعلق خاطر ہے خواہ دشمن ہوں خواہ دوست وہ پنجشنبہ کے دن ۹ بجے مجھ سے جمنا .... گھاٹ پر ملیں

اگر میں مان لوں کہ کملاپتی ہنسراج سے محبت کرتی تھی - بالکل غلط وہ تو صرف یہ چاہتی تھی کہ اگر یہ راجہ ہو دیسا رانی - اسکا یہ مقصد حاصل ہونے کے بعد وہ بھی ٹھکانے لگا دیا جاتا اور جب ہمت سنگھ کو نہ چھوڑا ہمت سنگھ کیسا اپنے سگے بھائی اور سگی بہن کو نہ چھوڑا تو ہنسراج بیچارے کس قطار میں تھے - بہت جلد ان کا خاتمہ کر دیا جاتا مگر تقدیر تو یہ چاہتی تھی کہ جلد سے بھی جلد اور تھوڑا سے بھی پیشتر ہنسراج اپنی ہی حماقت سے جان دے - ایک مرتبہ اور پہلی اس نے اپنی جان دینے کی کوشش کی تھی مگر میں نے بچا لیا تھا - ابکی مرتبہ کملاپتی کے مردے پر اس نے اپنے گلے میں پھانسی لگالی - بچارا وہ تو ہی چکی تھی - اب اس عشقبازی کا کون سا محل تھا اور کون سی وفاداری اس نے ان کے ساتھ کی تھی جو اُنھوں نے جان دیدی ۔"

اس زندگی تک کے تمام تعلقات قائم رہتے ہیں جب کوئی مرگیا تو پھر اسپر مرنا کیا اور جان دینا کیسا - ہنسراج نے بالکل حماقت کی اگر وہ زندہ رہتا تو کچھ نہ کچھ آنسو پر پھر جاتے وہ راجہ ضرور ہوتا - مانا کہ کملاپتی بہت حسین تھی مگر کشمیر میں ایک سے ایک پری موجود ہے - کسی نہ کسی سے دل لگا لیتا - زندگی بھر چین سے رہتا - اور اس کی وجہ سے مجکو بھی آرام ملتا - اس نے تو کملاپتی اس نے تو کملاپتی کا مردہ دیکھتے ہی اپنے سر کا بوجھ سا اُتار کے پھینکدیا - یعنی بے فائدہ جان دیدی ۔"

خیر یہ تو عمر بھر کا رونا ہے اب مجھے کیا کرنا چاہیئے - اس کی تو میں نے قسم ہی کھائی ہے کہ اب ایسے خطرناک کاموں کی جرأت نہ کروں گا - جس میں میں نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ گزاردیا - اب اگر زمانہ مہلت دے تو ایک گوشہ میں بیٹھ کے آرام سے بسر کروں - میں دنیا کے مُنہ دکھانے کے لائق نہیں ہوں - نہ میرا کوئی دوست و آشنا ہے تنہائی خوب چیز ہے اور مجکو اس کی عادت بھی ہے - مگر ایک گوشہ کا ملنا شرط ہے - دہلی کے لوگ میرے منتظر ہیں ۔"

بعضوں نے تو یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بہرام مرگیا مگر ابھی کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں

باب (۲۷)

بہرام اپنی لڑکی کے دیکھنے کے لیے گیا - پلٹا تو اس کے خیال میں اناگلابو کی باتیں ایسی کھپ گئی تھیں کہ اگر ہر لفظ کو ایک تیر یا خنجر سے تعبیر کریں تو بھی غیر مناسب نہ ہوگا دل میں کہتا تھا کہ افسوس میں نے اپنی زندگی مفت ضائع کی - ایسے ایسے کارنمایاں کیے کہ جنکا کوئی جواب دینے والا نہیں مگر کس کام کے انانے سچ کہا کہ آخر پھر وہی چور رہے نا۔"
میں نے ایسا بُرا کام کیا کہ خود میری اولاد اگر مجھ سے نفرت کرے اور مجھ سے ملنے کو عار سمجھے تو کچھ بُرا نہیں ہے یہ گلابو میری ماں کے برابر ہے اور اسکو مجھ سے ویسی ہی محبت ہے جیسے ایک ماں کو بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے - میں کیسا ہی مجرم فاسق عاجز ہوں - مگر وہ میری بلا مثایا کرے گی - وہ چاہتی ہے کہ ایک ادنی صدمہ مجکو نہ پہونچے مگر سچی بات وہ بلا کی چیز ہے کہ آخر اُس نے منھ پر کہدیا اور جو کچھ کہا حرف حرف سچ کہا - اب میری زندگی گویا تمام ہو چکی میری تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں - دنیا میں کوئی ایسا بشر نہ ہوگا - جس نے کسی کو چاہا میں نے بھی اگر ایک عورت سے آنکھ لگائی تو کیا بُرا کیا - مگر کیا جانتا تھا کہ وہی عورت جسکو میں اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا وہ میرے قتل کے درپے ہوگی۔"

افسوس وہ یہ بھی نہ سمجھی کہ میں اُس کو چاہتا ہوں - اُس نے میرے لیے بھی وہی تیز کیا جو اوروں کے لیے کیا تھا - اس کے مقتولوں میں اکثر بے گناہ تھے اور یہ آخر خون جس وہ باعث ہوئی - سوراج بہادر بھی بیگناہ تھا - اس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا - مگر نام دو حرفوں (س ب) سے میں نے بھی دھوکا کھایا - اس کمبخت نے خدا جانے اسپر کیا جادو کیا تھا کہ اس نے ایک لفظ بھی اپنی صفائی میں نہ کہا چپکا پھانسی پر لٹک گیا -

کو پھانسنا چاہتی تھی ھنسراج میرا بنایا ہوا جعلی راجہ تھا

وہ بھی مر گیا"

راجہ۔ "تو پھر تمھارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے"

بہرام۔ "میں تو عرض کر چکا کہ کچھ نہیں"

م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مسکرا کے) "تو تم مجھے اپنا زیر بار رکھنا چاہتے ہو"

بہرام۔ "یہ حضور کیا فرماتے ہیں میں کس قابل ہوں؟"

م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہرام کو تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے ایک طرف کو چلے گئے۔

بہرام بھی رخصت ہوا

م...... اپنے پرانے پیشہ سے تم نے توبہ کرلی تو بہت اچھا کیا اگر ترک دُنیا کیا
میرے پاس آ لو میں تمہیں اپنی پولیس کا افسر مقرر کردوں گا۔ تم سے بہتر پولیس
کا کام میری اقلیم میں کون کرسکتا ہے ؟

بہرام...... حضور نے اس مشہور شعر کے مضمون کے موافق خوب کہی

دُزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را

م...... مسکرائے اچھا کچھ ہی سمجھ لو۔ پھر اس میں تمھیں کیا عذر ہو سکتا ہے

بہرام۔ جب ایک بار دنیا سے تعلق ترک کیا تو پھر اس میں دوبارہ اطمینان مناسب نہ
ہے۔ شاید قدم کو لغزش ہو جائے اور پھر وہی حرص و ہوا اور وہی دنیا کے پیچھے مار
مارے پھرنا۔ سچ یہ ہے کہ میں اپنے نفس کو اس قدر محفوظ نہیں دیکھتا کہ دنیا کے جال میں
پھنس سکوں ۔

م...... تعریف تو اسی کی ہے کہ دنیا سے تعلق بھی رہے اور پھر لالچ کے پھندے
میں بھی نہ پھنسے ۔

بہرام۔ یہ اور لوگ ہیں جو ایسا کر سکتے ہیں۔ میں شاید اس قابل نہوں ۔

م...... میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح تمھارے بار سے سبکدوشی حاصل کروں۔
تم نے بلا طلب اصلی خطوط لاکے میرے حوالہ کردیے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسکا کیا
معاوضہ ہونا چاہیئے ۔

بہرام۔ کچھ بھی نہیں صرف اس قدر کہ حضور اپنے گوشۂ خاطر سے۔ مجھے محروم
نہ کردیں۔ کبھی کبھی دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں۔ یہ خطوط تو آپ کی نذر
کا عہد کیا تھا۔ آج خدا نے میرا عہد پورا کیا اور آپ سے سرخرو ہوا ۔

م...... وہ کستاود کا معاملہ بھی یونہی رہا ۔

بہرام جی ہاں وہ شخص درحقیقت ہنس راج نہ تھا کوئی جلیہ دغا باز تھا

پیرمرد۔ بھیس اس لیے بدلا کہ آپ تک سائی ہوسکے۔ اصل صورت میں یہ غیر ممکن تھا اور حضور کو یہ خبر ہو چکی ہوگی کہ بہرام مرگیا پھر بغیر بھیس بدلے حاضر ہونا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اور آنے کی غرض حضور ہی کے فائدے کے لیے ہے اور اپنی کوئی غرض نہ تھی۔ عرض یہ کرنا تھا کہ کاغذات "ب" نے آپ کو دیے ہیں وہ جعلی ہیں۔ اصلی نہیں ہیں"

م......(گھبرا کے) ایں؟ واقعی کیا وہ جعلی ہیں"

بہرام۔ جی ہاں حضور"

م...... مگر وہ تو سورج بلی کی میز سے نکلے تھے"

بہرام۔ مگر وہ بیچارہ مجرم نہ تھا"

م...... پھر کون تھا"

بہرام۔ عرض کروں۔ ہمت سنگھ کی زوجہ کملا پتی"

م...... (متعجب ہو کے) تو یہ کہو"

بہرام۔ جی ہاں۔ اب تو وہ بھی مر چکی۔ اُس نے وہ جعلی خطوط رکھے تھے جو حضور کو ملے۔ اصلی خطو کملا پتی ہی کے پاس تھے"

م...... پھر اب کہاں ہیں۔ جہاں ہوں ڈھونڈھ کے لاؤ؟"

بہرام۔ لیجیے یہ حاضر ہیں"

م...... نے متحیر ہو کے پہلے لفافہ کی طرف دیکھا۔ پھر بہرام کی صورت دیکھی پھر لفافہ پہ ایک نظر ڈالی اور ہاتھ بڑھا کے لے لیا اور جیب میں ڈال لیا اسکے بعد پوچھا۔

م...... تمھارے تو مرنے کی خبر مشہور ہو گئی ہے"

بہرام۔ حضور میں نے اپنی زندگی کا اگلا طرز چھوڑ دیا اور توبہ کرلی۔ اب ایک گوشہ میں بیٹھ کے گیان دھیان میں زندگی بسر کروں گا تو پھر دنیا کے نزدیک میں گویا مر ہی گیا"

باب (۲۶)

وفائے عہد

م ...... ایک دلکشا مقام میں مصروف سیر وشکار ہیں۔ مصاحب نوکر چاکر حاضر ہیں۔ ہر طرف سبز سبز پہاڑیاں نگاہ کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ سامنے دریائے ستلج موجیں مار رہا ہے۔ م ...... سیر کرتے ہوئے ایک گھاٹ کے پاس پہونچے۔ یہاں پہونچ کر یہاں ٹھہر کے یہ سماں دیکھنے لگے۔ اتنے میں ایک طرف سے ایک پیر مرد جہاں دیدہ لکڑی ٹیکتا ہوا پھونک پھونک کے زمین پر قدم رکھتا قریب آیا۔ م ...... کو سلام کیا۔ م ...... سلام کا جواب دے کے اس کی طرف توجہ کی۔ پیر مرد نے عرض کیا کہ "میں ایک شریف آدمی ہوں اور عزت دار ہوں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر سب کے سامنے زبان یاری نہیں دیتی۔ اگر تخلیہ میں اس غریب کا حال سن لیجیے تو حضور کی غربا نوازی سے بعید نہیں۔"

م ...... (اس کے قریب جاکر) تمھارا نام کیا ہے؟"

پیر مرد۔ (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بہت آہستہ سے) خود ہی پہچان لیجیے؟"

م ...... آواز اور انداز سے جو کچھ سمجھے اس سے دنگ ہو گئے۔ اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ ذرا کنارے ہو جاؤ۔ میں اس پیر مرد کا حال سننا چاہتا ہوں۔ شریف آدمی ہے شاید کچھ حاجت رکھتا ہے۔ سامنے کہتے ہوئے شرماتا ہے۔"

سب لوگ یہ سن کے ادھر اُدھر ہو گئے۔ م ...... نے پوچھا۔ کہاں آئے۔ کیوں آئے۔ اور یہ بھیس کیوں بدلا؟

تو رتن بائی اندر کے دالان میں بیٹھی کچھ سی پرو رہی ہے۔ دیر تک عجب مایوسی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کے دروازے سے ہٹ گیا اور اَنّا سے رخصت ہونے لگا۔ گلا بولنے کہا۔ دیکھو بیٹا ایک بات میری بھی ان لو۔ آخر میرا بھی کچھ حق تم پر ہے۔ تم آج کل بہت گھبرائے ہوئے ہو۔ اس میں کہیں اور کچھ ارادہ نہ کر بیٹھنا۔ رتن بائی کی خوشی سے تم کو خوش ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے دل کو خدانخواستہ کوئی صدمہ پہونچا تو تمھارا دل بھی بیتاب ہو جائے گا۔ جاؤ اللہ نگہبان۔

———·———·———

گلابو۔ تم اپنی توبہ کو تو جانے دو آج کی اور کل توڑ دی۔ تو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی "

بہرام۔ نہیں انا اب کی مرتبہ کچھ ایسا ہی صدمہ پہونچا ہے کہ میرا دل جانتا ہے "

گلابو۔ آخر بیان تو کرو کو نسا صدمہ پہونچا ؟"

بہرام۔ کیا بیان کروں۔ ذرا سی چوک میں دو بے گناہ مارے گئے۔ اور ایک تو اسی قابل تھی۔ انا یہ میری غلطی کا نتیجہ تھا۔ اب دل کہتا ہے کہ ہائے یہ تو نے کیا کیا ؟"

گلابو۔ ایک بات کہوں یہ نہ کہنا کہ انا کو میری محبت نہیں۔ رتن بائی کو مجھ سے زیادہ چاہتی ہے "

بہرام۔ جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو کہو اور تم کو رتن بائی کی محبت ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں "

گلابو۔ میں یہ کہتی ہوں دیکھو برا نہ ماننا۔ شاید تمہارے دل کو ناگوار نہ گزرے اتنے صدمے اٹھا چکے ہو "

بہرام۔ کہو بھی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ لکھا ہے وہ بھی پورا ہو گا "

گلابو۔ میں یہ کہتی ہوں کہ اگر رتن بائی کو یہ معلوم ہو جائے کہ تمہارے یہ کرتوت ہیں تو اس کو کیسا صدمہ ہو گا۔ تمہاری محبت عورتوں کی سی محبت ہے جس سے محبت کرتے ہو اس کے نیک و بد کو تو سوچ لو۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ رتن بائی میرے ساتھ خوش رہے گی اور میں اس کے ساتھ خوش رہوں گا اور بھی تو کچھ خیال کر لو۔۔۔۔

بہرام۔ (بیتاب ہو کے) بس بس انا میرے دل کو زیادہ نہ دکھاؤ۔ بہتر ہے رتن بائی بھی یہی سمجھتی رہے کہ بہرام مر گیا۔ مگر میری انا ایک مرتبہ تو میں اس کی صورت دیکھ لوں۔ پھر میں [illegible] جاؤں گا۔

گلابو نے [illegible] کی آہٹ سے بہرام کو چھپ جانے کا اشارہ کیا۔ بہرام نے دیکھا

(فوراً کوئی خیال آیا) اس کے بعد آپ ہی آپ کہنے لگی) کہیں یہ بات تو نہیں ہے
بہرام خدا کیلیے سچ سچ کہدو کیا رتن بائی......... تمھاری بیٹی ہے؟
بہرام کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو ٹپکنے۔ عجب مایوسی کے ساتھ اتنا زبان سے
گلابو ہاں ہے تو یہی بات۔ گلابو سر پکڑ کے دہلیز پر بیٹھ گئی دیر تک ٹھنڈی سانسیں بھرتی رہی
پھر کہا تمھاری بتائی بیجا نہیں۔ مگر میں ابتک اسے سہراب جی کی بیٹی سمجھتی تھی۔
بہرام۔ رتن بائی تین مہینے کی تھی کہ اس کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کے پالنے کی فکر
ہوئی۔ میں مرد ذات اتنی سی بچی کیونکر پالتا میں نے اسے ایک عورت کے سپرد کر دیا۔ یہ
عورت سہراب جی کے یہاں نوکر تھی اور سہراب جی کی بیوی کے تمام اسرار جانتی تھی۔
اتفاقاً اُسی زمانہ میں ان کی لڑکی جو رتن بائی کے برابر تھی مر گئی۔ سہراب جی کی بیوی نے
یہ حال اپنے شوہر سے چھپا ڈالا اور رتن بائی کو اپنی لڑکی مشہور کیا۔ اس عورت اور
سہراب جی کی بیوی کے سوا کسی کو کانوں کان اس کی خبر نہ تھی۔ سب رتن بائی کو سہراب جی
کی لڑکی سمجھتے تھے۔ جب میں نے فیروزہ بائی کے ساتھ شادی کر لی تو اُس کو بھی اس
سے ہمیں آگاہ کیا۔ فیروزہ بائی رتن بائی کو اپنے چچا کی بیٹی سمجھتی تھی اور بہت محبت
تھی۔ افسوس میری تقدیر ایسی بُری تھی کہ فیروزہ بائی بھی چل بسیں۔ مرتے وقت اُ
وصیت کی تھی کہ رتن بائی کی خبر رکھنا اور کسی اونچے گھرانے میں اسے بیاہ دینا۔ سہراب جی
نے مرتے وقت رتن بائی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے اسکو تمھارے پاس رکھا۔
اب تو سارا بھید کُھل گیا؟"

گلابو۔ (آنسو پونچھ کے) تو کیا اب تم ضرور رتن بائی کو لیجاؤ گے؟"
بہرام۔ انا تمھیں بتاؤں کہ اگر رتن بائی بھی میرے پاس نہ رہے گی تو میری زندگی کیونکر
ہو گی۔ اب میں نے سب کاموں سے توبہ کر لی۔ ایک گوشے میں بیٹھ کے زندگی بسر کر دے
اس حالت میں اگر رتن بائی سہارا نہ دے گی تو میں کیونکر اس رنج و غم کا بوجھ اُٹھا سکوں گا

گلابو۔ تو پہلے کیوں اس طرح کی خبریں اُڑائیں ؟"

بہرام۔ کچھ ایسا ہی بن پڑا تھا مگر اب رتن بائی کو دیکھنے کو میرا جی ترستا ہے۔"

گلابو۔ کچھ تمھارا مطلب تو کھلتا نہیں۔ نہیں یہ سمجھ سکتی ہوں کہ تم کو رتن بائی سے مح
ہے۔ تھیں تو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ ذرا بھی اس کا خیال نہیں کیا۔ تم اپنے منصو
میں گرفتار ہو۔ وہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ تم اس کی پروا نہیں کرتے۔ اپنے کام سے
کام رکھتے ہو۔"

بہرام۔ خیر وہ سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ میرا بھی اب اخیر وقت ہے مگر رتن بائی
میں دم اٹکا ہوا ہے۔ تم اُس کو ایک نظر دکھلا دو تو آسانی سے دم نکل جائیگا۔ یا شاید
پھر زندہ ہو جاؤں۔ یہ جانکنی کی تکلیف مجھ سے نہیں اُٹھائی جاتی۔"

گلابو۔ (حیران ہو کے) تم کہتے کیا ہو میں تو کچھ سمجھتی نہیں۔"

بہرام۔ زبان سے کہا نہیں جاتا۔ کیا بیان کروں کہ مجھپر کیا گزر گیا۔ اور اب گزر رہا ہے۔
اتنا سمجھ لو کہ میری زندگی کا دارومدار رتن بائی پر ہے۔ اگر وہ میرے ساتھ رہے تو میں زندہ
رہوں ورنہ سمجھ لو.............

"اتنا کہہ کے بہرام کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔"

لابو۔ (بیتاب ہو کے) یا خدا یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بھید ہے۔ رتن بائی کی محبت
نہیں گوارا کرتی کہ اُسے بہرام کے ساتھ رکھوں اور نہ بہرام کی محبت یہ چاہتی ہے کہ
ے جدا کرکے اس کی جان لوں.......بیٹا آخر کچھ تو بتاؤ یہ کیا بھید ہے
ری کیا حالت ہوئی اور کیونکر ہوئی۔"

م۔ (گردن ہلا کے) جتنا تم سن سکتی تھیں وہ میں نے کہدیا۔ اس کے بعد
بان بند ہو گئی۔"

تو پھر رتن بائی کے لیے اسقدر کیوں بیتاب ہو؟"

باب (۲۵)

رتن بائی

بہرام کی انا گلابو اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی تھی۔ اتنے میں کوئی شخص آکے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جوں ہی گلابو کی نظر اُس کے چہرے پر پڑی۔ ایک چیخ ماری اور گرنے ہی کو تھی کہ دروازے کے پٹ کو پکڑ کے سنبھل گئی۔"

گلابو۔ "اے ہے کون؟ تم...... تم بہرام۔ اے میرے اللہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ مشہور تو یہ ہو گیا کہ دشمن ...... اخباروں تک میں چھپا تھا۔"

بہرام۔ "ہاں سب کے نزدیک میں مرچکا ہوں۔"

گلابو۔ "اے ہے بچے یہ تیری کیا حالت ہو گئی۔"

بہرام۔ "انّا تم سے اپنا حال کیا کہوں۔ اس قصہ کو جانے دو۔ سچ تو یہ ہے کہ اب دنیا سے میرا دل بھر گیا۔ میں نے ایسے ایسے صدمے اُٹھائے کہ میرا دل ٹوٹ گیا۔ اب میری طبیعت بحال نہیں ہو سکتی۔ اب میں وہ بہرام ہی نہیں جو پہلے تھا۔"

گلابو۔ (حیرت کے ساتھ) "آخر تمھیں کیا ہو گیا۔"

بہرام۔ "کیا بتاؤں کہتا تو ہوں کہ ایسی کہانی نہ چھیڑو۔ میرا دل دُکھتا ہے۔ ایک احسان کرو رتن بائی کو ایک نظر دکھا دو۔"

گلابو۔ "اس بات کے پیچھے نہ پڑو۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ تم ...... اسے دیکھنے کی تو دہل جائے گی۔"

بہرام۔ "اچھا تو میں یہ کیونکر گوارا کروں کہ میں زندہ رہوں اور وہ یہ سمجھے کہ میں مر گیا۔"

کسی کی محبت میں جل کے مرجانا یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہندووں کی عورتیں ایسا کرتی آئی ہیں مگر میری موت میں تھوڑی سی جدت ضرور ہے کہ میں قاتل محبوب پر جان دیتا ہوں "

راقم ننگ انام بہرام ناکام

اس رقعہ کو ایک بوتل میں رکھ کے اور کاگ لگا کے کھڑکی باہر گھاس میں پھینک دیا اور دل میں کہتا تھا جو اسے پائیگا سمجھ لیگا کہ بہرام نے خودکشی کرلی"

اس کے بعد دونوں لاشوں کے قریب بہت سے پرانے کاغذ اور کچھ کپڑے اور کچھ گھاس پھونس جمع کر کے مٹی کا تیل چھڑکا اور ایک شمع جلا کے اس ڈھیر پر ڈالدی تھوڑی دیر میں ایک شعلہ اُٹھا۔ اور آگ بھڑک اُٹھی بہرام کمرہ سے نکل گیا اور باغ کی دیوار پھاند کے ایک جانب کو روانہ ہوا تھوڑی دور جا کے جو پلٹ کے دیکھا تو آنچیں اُڑ رہی تھیں شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ بہرام نے دل میں کہا بنگلہ لکڑی کا بنا ہوا تھا جبتک آس پاس کے لوگ اُٹھائے آئیں گے۔ دونوں لاشیں جل کے خاکستر ہوجائیں گی شاید کچھ ہڈیاں ملیں تو ملیں۔ ایک لاش کملاپتی کی سمجھی جائے گی اور ایک میری۔ رقعہ سے اس کی تصدیق ہوجائیگی۔ چلیے فراغت پائی۔ اہل دنیا کی نظر میں بہرام آج مرگیا"

مرنے کے دن قریب ہیں شاید کہ اے حیات
تجھ سے طبیعت اپنی بہت سیر ہو گئی

ہر وقت کے تہلکوں میں پڑا رہنا یہ کون سی دانشمندی ہے گناہ اور بے لذت جان جوکھوں - اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گوشۂ عافیت اختیار کروں - بہت گناہ کیے توبہ کرنا چاہیئے ''

اس کے بعد بہرام کو کچھ خیال آیا تو بیٹھے بیٹھے ایک رقعہ لکھ ڈالا '' سے

آتی ہے ہوا میں بوسے کافور | کیا کہتا ہوں اس کی جان سے دور
اے دل کس کا جنازہ اٹھا | شاید میرا جنازہ اُٹھا

اے ہمت عشق ہوش میں آ | اسے غیرت عشق جوش میں آ

شمع جل گئی پروانے کے آنچ تک نہ آئی - یہ کون عشق تھا - شاید جھوٹا عشق تھا جب کملاپتی نہ رہی تو پھر بہرام کا جینا ہیچ تھا - اُف ری سخت جانی - مرنے کو جی نہیں چاہتا یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ اب جی کے کیا کرونگا - شعر

کوئی نہیں ہے تیرا مقدور ہے تو آتش
دے رکھ اجرہ دست غسال و گورکن ہیں

حضرت آتش نے یہ شعر خوب کہا - اہاہا اس سے تو اور بھی اشارہ نکلتا ہے -
یاک اگنی مجھ غریب کا دنیا میں نام لیوا اور پانی دیوا نہیں ہے - دیکھ آبرو نہ کھوتا - سرد نہ ہونا ذرا دنیا کو دکھا دے کہ مرنے والے یوں مرتے ہیں - زندگی میں تو لوگ میری کارستانیاں دیکھ تعجب کرتے تھے کاش میری موت بھی ایسی ہی ہو کہ دنیا مبہوت ہو جائے - اسے اہل دنیا بہرام کا رخصتی سلام قبول کرو - یہ میرا آخری پیام ہے - ایسا تو کون ہو گا - جو میرے مرنے سے خوش ہو گا - شعر

بُرے ہیں ہم مگر ایسے بُرے بھی کم ہوں گے | کسی زمانہ کے اچھے ہمیں کریں گے یاد

اسکا دماغ بیکار ہو جائے تو اسے اپنے ڈھب پر لگا لوں۔ جو کام چاہوں اس سے
لوں۔ آخر وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوئی۔ آفت ری سنگدلی۔ اس بیگناہ کو بھی
تو اس نے بےبس کرکے مارا۔ یہ جان دینا اسی شربت کا اثر تھا۔ افسوس وہ شربت
اس کے حق میں زہر قاتل کا کام کر گیا کہ اپنے ہاتھوں اپنی جان دی۔ ذرا سا اشارہ
اپنی بےخبری کا کرتا تو صاف بچ جاتا۔ اس کے منہ پر تو جیسے کسی نے مہر لگا دی۔ یہ
اس زہر کا اثر تھا۔ کمبخت کس بلا کی عورت تھی۔ کیا کیا ترکیبیں جان لینے کی یاد تھیں
اور جس کو تاکا اس کو مارا۔ کوئی اس کے تیر ظلم سے بچ نہ سکا۔ فقط میں وہ سخت جان ہوں
جو ابتک زندہ ہوں مگر مجھے بھی اس نے مُردے سے بدتر کرکے چھوڑا۔ بہرام نے دونوں
کی لاشوں پر دوشالہ اُڑھا دیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کے اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ بہرام
دل ہی دل میں کہتا تھا کہ میں کامیاب رہا کہ ناکام رہا۔ جب تک ہنسراج زندہ تھا
میدان میرے ہاتھ تھا۔ ہنسراج کے مرنے سے لڑائی بگڑ گئی۔ تقدیر کے آگے تدبیر کا کچھ
بس نہیں چلتا۔ دم بھر میں کملاپتی جیتی ہوئی بازی ہار گئی۔ فتح وظفر کا رخ میری طرف
پھر گیا۔ مگر قسمت میں کامیابی نہ تھی۔ ہنسراج کی موت آگئی جس پر ساری بازی کا دارومدار
تھا وہی مہرہ ہاتھ سے نکل بادشاہ مات ہوگیا۔ سچی بات تو یہ ہے۔ نہ مجھے فتح ہوئی نہ
کملاپتی کو۔ تقدیر ہی غالب رہی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ کملاپتی مجھ سے بڑھی رہی۔ میں ہی نے
دھوکا کھایا۔ ہنسراج میرا بنایا ہوا تھا۔ مگر میرے قبضے میں نہ تھا کملاپتی نے اسکو بندہ بے دام
بنا لیا تھا۔ اگر میں مرجاتا تو کملاپتی کی پوری فتح ہوتی۔ مگر کملاپتی مر گئی تو میری کامیابی کی راہ
میں ہنسراج کا عشق رہا۔ بس اتنا فرق مجھ میں اور کملاپتی میں رہا۔ اس سبب سے اسی کو
مجھ پر فوقیت ہے دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے + لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہے +
دیر تک بہرام اسی فکر میں بیٹھا رہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا کہ
جب نہ ایکا ہو تو میری ہمت بھی پست ہوگئی اب ایسی زندگی سے دل بھر گیا

سچ ہے ایک تصویر خیالی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے موجود رہتی ہے۔ مگر پھر انتظار ہے اور پھر دعائیں ہیں۔ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ دن بیتابی میں کٹ جاتا ہے۔ میرے ساتھ تم نے بڑی کج ادائی کی۔ ایسی بیوفائی کسی نے کسی کے ساتھ نہ کی ہوگی۔ تمھارے ظلم نے تو آسمان کو بھی بھلا دیا۔ وصال کا کیا ذکر بدتوں صورت دیکھنے کو ترس گئے۔ تمھارے سر کی قسم زندگی تلخ ہوگئی مگر آج خدا جانے کیا جا ن دنیا دیکھ لی۔ جو تم کو میری بیکسی پر رحم آیا یہ کیا تھا جو آج شربت بنا کے بھیجا اور اس پر یہ اصرار کہ میرے سر کی قسم ضرور پی لینا۔ یہ تو شربت ہے اگر تم زہر پلا دو تو ہمیں عذر نہ کریں۔ مگر اتنی منتوں کی کیا ضرورت۔ ہاں اسکا ایک فائدہ ضرور ہوا کہ عاشق کا دل بڑھ گیا کہ معشوق کو اس کی طرف توجہ ہے۔ شربت پینے کے بعد شربت دیدار کی تمنا ہوگی تو کیا کرینگا۔ اب اتنی مہربانی کی ہے تو کچھ اور بھی رحم کرو۔ ایسا نہو کہ دفعتہً التفات کرکے بے التفاتی کرو۔ اب اگر ایسا ہوا تو سمجھ لینا کہ میری اجل آگئی"

راقم عاشق جاں نثار
سوراج

بہرام نے یہ خط پڑھ کے کہا خیر اتنا تو معلوم ہوا کہ سوراج کملا پتی پر مرتا تھا۔ کملا پتی اس سے بے رخی کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اس نے شربت بھیجا اور اصرار کیا کہ اسے ضرور پی لینا۔ سوراج خوشی خوشی اس کو پی گیا اس شربت اور اس اصرار کا بھید کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ کملا پتی اور کسی کو بیکار شربت پلائے یہ تو کس کو یقین آسکتا ہے۔ عجب نہیں کہ اس میں کسی قسم کی دوا یا زہر ملا دیا ہو جس سے کم از کم یہی مطلب ہو کہ دماغ بیکار ہو جائے۔ حافظہ خراب ہو۔ کوئی بات یاد نہ رہے۔ سوراج نے شربت پیا۔ ممکن نہیں کہ اثر نہ ہوا ہو۔ بہرام دیر تک سوچتا رہا۔ یکایک خیال آیا تو خود بخود کہنے لگا۔ اہا ہا ہا رقعہ کی تحریر سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ لکھنے والے کا دماغ صحیح تھا۔ یقیناً یہ شربت ویسا ہی جیسی چائے مجکو پلائی گئی تھی۔ دماغ کو بیکار کر دینے والی۔ کملا پتی کا منشا یہ تھا کہ

اسی طرح کی موت لکھی تھی - ایک دفعہ میں نے بچا لیا تو کیا ہوا کوئی تقدیر سے لڑ سکتا ہے؟
بہرام کو اپنے دماغ کی کیفیت سے یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں دیوانہ
ہو جاؤں - ایک کرسی پر لیٹ کے اپنے خیالات پر غور کرنے لگا - پہلے تو یہ حال تھا کہ کوئی
سلسلہ جمتا ہی نہ تھا پھر رفتہ رفتہ ذرا خیالات سلجھے اور اب فکر کام کرنے لگی - ایک بات پر
علی الاتصال غور کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی - اب اس نے آنکھیں بند کر لیں اور
بڑی دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا - تھوڑی دیر کے بعد بیہوشی سی طاری ہونے لگی
اور آنکھ جھپک گئی - تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد بہرام خود بخود چونکا - اب اسکو معلوم ہوا
کہ دماغ قابو میں ہے - اب دیوانگی کا خطرہ دور ہو گیا - غور کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہیئے - یہ تو
ظاہر ہے کہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں - سارے منصوبوں پر پانی پھر گیا - ہنسراج کی
موت نے اور بھی قیامت کی ڈھا -

آخر بہرام نے کرسی سے اُٹھ کے ہنسراج کی لاش کو اُتار کے فرش پر کملا پتی کے قریب
لٹا دیا پھر اس کی جیبیں ٹٹولیں مگر کچھ نہ نکلا - اس کے ساتھ ہی کملا پتی کی دوسری بیاض
کا خیال آیا - جیب سے اُسے نکالا کھولا تو اس میں سے ایک بھاری سا لفافہ نکل کے
زمین پر گر پڑا - بہرام نے اسے اُٹھا کے دیکھا تو پہچان لیا یہ تو وہی لفافہ ہے جو سوراج بہادر
کمرہ میں میں نے پایا تھا اور "ب" کو دیا تھا - "معلوم ہوتا ہے کہ کملا پتی "ب"
دھوکا دے کے اُڑا لائی پھر دفعتاً کچھ سوچ کے کہنے لگا - آہا - میں نے خود دھوکا کھایا
اصلی خطوط ہیں جنکو کملا پتی نے اپنے قبضہ میں رکھا تھا - اور جو مجکو ملے تھے وہ اُن کی
تھی - کملا پتی نے نقل کرا کے سوراج بہادر کی میز میں رکھ دیئے تھے - اُف ثریا حرّہ
ل - خدا بچائے - بیاض کے اور ورق اُلٹے تو سوراج بہادر کے ہاتھ کا ایک رقعہ نکلا
نے بڑے شوق سے اُسے پڑھنا شروع کیا -
نے کہا - ! ارے کچھ مجھکو سمجھا دو
کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

تمام ہوا جب منزل پہ پہنچا اسٹیشن پر اُترا صبح کا وقت تھا۔ ٹھنڈی ہوا سے طبیعت ذرا ٹھہری تو خیال آیا کہ سوراج بہادر کی موت کا میں ذمہ دار نہیں۔ اس نے تو جان بوجھ کے خودکشی کر لی بیشک میں اس کے مرنے پر افسوس کرتا ہوں مگر اس میں میری کوئی خطا نہ تھی۔ ہاں مجھ سے ایک ذراسی چوک ہو گئی اگر وہ اپنے بچاؤ کی فکر کرتا تو میں آگاہ ہو جاتا۔ خیر اپنی ناکامی پر بھی آخر بہرام ہی کامیاب رہا۔ کملاپتی مرگئی۔ اس نے اپنے کیے کی سزا پائی۔ لہذا ہنسراج بالکل میرے قابو میں ہے۔ رتن بائی کے ساتھ شادی کر کے راجہ بنا دوں گا۔ رتن بائی رانی ہوگی ہنسراج بالکل بیوقوف ہے۔ مہاراج میرے قبضہ میں ہوگا۔ پھر جو میرا ارادہ ہے کہ دنیا بھر کی سیر کروں یا اور جو کچھ خیالات ہیں وہ بھی پورے ہو جائیں گے۔"

جب بہرام ریل سے اُتر کے پاپیادہ اپنے قیام گاہ کی طرف گوٹھی اور بنگلہ بالکل خالی ہے۔ کملاپتی کی لاش میرے کمرے میں پڑی ہوگی باغ کے قریب پہونچا تو دیکھا بالکل سناٹا ہے۔ مگر پھاٹک کھلا ہوا ہے۔ بہرام کو تعجب ہوا کہنے لگا کیا ہنسراج نے میری بات نہ مانی اور کوٹھی کو نہیں چھوڑا۔ یہ سوچ کے کوٹھی میں پہونچا۔ ہر طرف ہنسراج کو پکارا مگر کوئی جواب نہ ملا پھر اپنی جگہ کا خیال آیا کہیں ہنسراج وہاں تو نہ پہونچا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی بہرام نے کہا غضب ہوا۔ وہاں کملاپتی کی لاش پڑی ہوگی بہرام دوڑ کے اپنے بنگلہ میں آیا۔ بنگلہ بالکل خالی تھا۔ ہنسراج کو کئی بار پکارا جب کوئی آواز نہ آئی تو گھبرا کے اپنے کمرہ میں گیا۔ دروازہ کھول کے دہلیز میں قدم رکھا دیکھا کہ جہاں کملاپتی کی لاش پڑی تھی اُسی پر ہنسراج گلے میں رسی باندھی ہوئی لٹک رہا ہے"

یہ دیکھ کے بہرام کو سکتہ ہو گیا۔ تصویر کی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا چکر آنے لگا بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنبھالا اور ہنسراج کی لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ او بیوقوف یہ تو نے کیا کیا اپنے ساتھ مجھے بھی کھو یا اتنا بھی خیال نہ آیا کہ چند دن میں تو کستاور کا راجہ ہوتا۔ کستاور کیا چیز ہے میں تجھے کہاں سے کہاں پہونچا دیتا۔ مگر تیری قسمت میں

باب ٢٤

خودکشی

بہرام چیف کمشنر کے کمرہ سے نکلا ایک عجیب عالم اس پر طاری تھا۔ اس کو یہ بھی یاد
نہ رہا کہ میں کمرہ میں کب تک بے ہوش پڑا رہا۔ کچھ خواب سا یاد تھا۔ کہ کمشنر صاحب نے اپنے
ہاتھوں سے منہ پر چھینٹے دیے اور ایک شیشی سونگھائی اور چپکے چپکے کچھ کہا بھی تھا۔ بڑی مشکل سے
یاد آیا کہ شاید یہ کہا تھا۔ بہرام ممکن ہے کہ وہ بے قصور ہو مگر اب وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اب
یہی مناسب ہے کہ اس خبر کو چھپاؤ۔ اگر یہ بات مشہور ہو گئی تو خدا جانے اس کا کیا خراب اثر
پرست۔ اب تم جاؤ اور کملا پتی کی لاش کا انتظام کرو دیکھو کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔"
بہرام کو یاد آیا کہ کمشنر صاحب نے یہ سمجھا کے مجھے رخصت کر دیا۔ میں مدہوشی کے عالم
میں کمرہ سے نکلا۔ اور بالکل بلا ارادہ چھاؤنی کی طرف چلا۔ اسٹیشن پہونچا۔ ٹکٹ خریدا۔ تھوڑی
دیر کے بعد ریل آئی سوار ہوا۔ سوچا کہ تھوڑی دیر سو رہوں تو شاید دماغ کو ذرا تسکین ہو۔
آنکھیں بند کیں بیٹھا۔ مگر نیند نہ آنا تھی نہ آئی۔ اور جو آنکھ کھل گئی تو ایسے خواب پریشان دیکھے
پھر آنکھ کھل گئی۔ جب سونے کی کوشش کر کے تھک گیا اور آنکھیں بند کیے دل گھبرانے لگا
پھر اٹھ کے بیٹھ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ سورج بہادر نے اپنی بے گناہی کا ثبوت کیوں
دیا۔ سوائے دیوانہ کے اور کون ایسا کر سکتا ہے چپ چاپ پھانسی پر لٹک جانا خدا جانے
اس میں کیا بھید ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کملا پتی پر عاشق تھا۔ وصال سے
مایوس ہو کے اس نے اپنی جان دیدی۔ اس خیال سے اسکا اطمینان تو نہ ہوا مگر خیالات
ف - ہو گئے تو وہ پریشانی ذرا دور ہو گئی۔ بہرام کا پورا سفر اسی قسم کے خیالات میں

مرجانا چاہیئے"۔
بہرام برابر موٹر والے کو تاکید کرتا جاتا تھا اور موٹر کی چال میں ذرا بھی فرق نہ آنے دیتا تھا۔ دوپہر سے پہلے موٹر چیف کمشنر کے بنگلہ پر پہونچ گئی۔ بہرام اُترا۔ سیڑھیوں پر چڑھا۔ برآمدے میں بہت سے لوگ ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ بہرام نے ایک کارڈ راجہ مہراسنگھ لکھ کے ایک چپراسی کو دیا اور پوچھا تم نے مجھے پہچانا۔ میں بہرام ہوں۔ میرے احسان کو تم نہ بھولے ہوگے۔ میں ہی نے تمکو یہ نوکری دلوائی تھی کہ تمھاری زندگی آرام سے گزرے۔ آج وفاداری کا حق ادا کرو۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ یہ کارڈ چیف کمشنر صاحب تک پہونچا دو جلد جاؤ۔ نہایت ضروری کام ہے۔ خود صاحب تم سے بہت خوش ہوں گے۔ تم تو بیوقوفوں کی طرح میرا مُنھ دیکھ رہے ہو۔ ارے جلد جاؤ"۔
وہ کمرے میں گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چیف کمشنر صاحب نے خود پکارا راجہ صاحب کو اندر بلاؤ۔ بہرام جلد کمرہ میں داخل ہوا اور دروازے بند کر کے کہنے لگا۔ اسوقت میری گرفتاری کے خیال کو بھول جائیے۔ ورنہ سرکار کی بڑی بدنامی ہوگی۔ میں ایک عجیب بات کہنے آیا ہوں۔ ایک بے گناہ قتل ہوتا ہے اس لیے میں مجبور ہو کے آپ کے پاس آیا ہوں کہ کسی طرح اُس کی جان بچ جائے"۔
کمشنر صاحب۔ کون بیگناہ ؟"
بہرام۔ سورج بلی بالکل بے گناہ ہے۔ میں اس کا ثبوت دوں گا۔ بالفعل اسکی سزائے موت ملتوی کر دیجیے (چیف کمشنر کو خاموش اور متحیر دیکھ کے) حضور اگر سورج بلی جو درحقیقت سوراج بہادر ہے قتل ہو گیا تو عدالت کی سخت بدنامی ہوگی جلدی کیجیے ایسا نہو آپ سوچتے ہی رہیں اور وہ قتل ہو جائے
کمشنر صاحب (بہرام کی صورت دیکھ کے) اب تمھارا اصرار بیکار ہے میرا حکم بھی کچھ نہیں کر سکتا جو ہونا تھا وہ ہو چکا انسان کا مار ڈالنا انسان کے قبضہ میں ہے مگر جلانا کس کا مقدور ہے"۔ یہ سنکر بہرام کے دل پر ایک تیر لگا۔ ہاتھ پیروں میں سنسنی ہونے لگی۔ دماغ کو چکر ہوا۔ اور ایک کرسی پر گر پڑا"۔

ڈرائیور۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی حادثہ ہو جائے"
بہرام۔ کچھ پروا نہیں"
ڈرائیور۔ دیکھیے دیکھیے۔ روکیے۔ روکیے وہ سامنے ....
بہرام۔ کیا فضول بک بک مچائی۔ آخر کیا ہوا؟"
ڈرائیور۔ وہ کیا ٹریم آ رہی ہے۔ آپ تو کچھ دیکھتے ہی"
بہرام۔ ٹریم سے ہمیں کیا کام آنے دو"
ڈرائیور۔ میں کہتا ہوں کہیں ہماری گاڑی اس سے لڑ نہ جائے"
بہرام۔ تو کیا وہ اندھے ہیں اپنی گاڑی کیوں نہیں روک لیتے"
ڈرائیور۔ تو ذرا آپ ہی رفتار کم کر دیجیے"
بہرام۔ نہ"
ڈرائیور۔ سرکار راستہ بہت کم ہے"
بہرام۔ ہونے دو"

اتنے میں موٹر نے ٹریم کے ساتھ ایک زور سے ٹکر کھائی کہ موٹر ایک طرف کو گری اور پرخچے اڑ گئے۔ اور ٹریم دوسری طرف کو گری۔ مگر بہرام اپنی دھن کے پکے تھے۔ زمین پہ پڑے پڑے ایک کرائے کی موٹر کو آواز دی"

کچھ لوگ موٹر کو دیکھ رہے تھے کچھ ڈرائیور کو اٹھا رہے تھے اتنے میں بہرام کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کرایہ کی موٹر پر بیٹھکر چیف کمشنر کے بنگلہ کا پتہ دیدیا اور کہا چیف کمشنر صاحب کے بنگلہ پہ چلو جلد۔ بیس روپیہ انعام دونگا"

بہرام کی بیتابی اب حد سے بڑھ گئی تھی۔ موٹر پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ چاہے میری جان کام آئے مگر اس بے گناہ کی جان بچانا ضرور ہے۔ میں تو کہیں کا نہ رہا ایک عورت نے مجھے ... میرے ہاتھوں اپنا مطلب نکالا اگر سورج مر گیا تو بہرام کو بھی

کہ اگر میں سیاہ مردانے کپڑے پہن لوں تو کوئی تمیز نہ کر سکے کہ کملاپتی ہے یا سوراج - احتیاطاً اس نے اپنے شوہر کو رجسٹر میں نام بدلوانے پر آمادہ کیا اور سورج بلی لکھوا دیا جو اس کے بھائی راج بلی کے نام سے بھی ملتا ہوا تھا اور اس کے ابتدائی حروف بھی وہی تھے جو سوراج بہادر کے تھے - پھر اس نے اپنے رفیقوں کو اس کے مکان کے پیچھے ٹھہرایا۔ خود ہی مجکو اپنے ایک رازدار کا پتہ بتایا اس ترکیب سے اُس نے میری نگاہوں میں سوراج بہادر کو قاتل ٹھہرانا چاہا - پھر اُس نے ایکدن مجھے مکر سے اکیلا اپنے سات جوانوں سے بھڑوا دیا خیریت ہوئی کہ میری تدبیر چل گئی - اس نے میرے قتل کرانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا جب دیکھا کہ رفیقوں کو شکست ہوئی تو خود وہاں سے بھاگ نکلی مجھے معلوم ہوا کہ سوراج بہادر پکڑ لیگیا - میں اُس کی تلاش میں پُرانے احاطے سے سوراج بہادر کے مکان کے صحن میں پہونچا وہاں وہ خود موجود تھی اُسی کے بتانے سے میں سیڑھی پر چڑھ کے سوراج بہادر تک پہونچا اور اُس بیگناہ کو باندھ کے پولیس کے حوالہ کردیا - کملاپتی نے وہاں وہ خطوط کا لفافہ رکھدیا تھا جن کی مجکو تلاش تھی - اس نے وہ جعلی دستاویزیں اُس کی میز میں رکھدی تھیں جس کے ذریعہ سے میں نے یہ ثبوت پہونچایا کہ یہ شخص سوراج بہادر نہیں ہے - سوراج بہادر مر گیا اور اس نے اُس کا نام چھین لیا - اصل میں اسکا نام سورج بلی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ سوراج بہادر بچارہ قتل کا مستوجب قرار پایا اس جنگ میں فتح کملاپتی ہی کی رہی سوراج بہادر کا قاتل قرار پایا اس کی کامیابی کی حد ہے - اب کسی کو قاتل کی تلاش نہ تھی - کملاپتی نے ان لوگوں کو جن سے افشائے راز کا خوف تھا ایک ایک کرکے ٹھکانے لگا دیا - وہ سات رفیق باقی تھے - وہ بھی میرے ہاتھوں جان سے مارے گئے - اب کملاپتی کے ہاتھ آیا - میں باقی رہا تھا تو میری بھی اجل آ ہی گئی تھی - خدا کی طرف سے زندگی تھی جو بچ گیا ورنہ میرے مرجانے میں دیر ہی کیا تھی اتنے میں ڈرائیور نے کہا شہر قریب آگیا اب رفتار کم کیجیے۔

بہرام - تم دخل نہ دو - تم نہیں سمجھتے کیا معاملہ ہے ؟

دے کے رخصت کیا موٹر پر بیٹھ کے ہانکنے کا اشارہ کیا۔
ڈرائیور۔ کہاں"
بہرام۔ دہلی"
ڈرائیور معمولی رفتار سے موٹر کو لے چلا۔ بہرام نے جھلا کے اسکو الگ کر دیا۔ خود اس کی جگہ پر بیٹھ کے موٹر کو چلانے لگا اور پوری رفتار سے موٹر کو چھوڑ دیا"
ڈرائیور۔ حضور غضب کرتے ہیں۔ اسقدر تیز کوئی کچل نہ جائے۔ یا پولیس روک ٹوک کرے"
بہرام۔ چپ رہو پولیس کی کیا مجال کہ ہمیں روکے۔ توپ کے گولے کو کون روک سکتا ہے"
واقعی موٹر ایسی تیز چال سے چل رہی تھی کہ ہوا اسکی گرد کو نہیں پہونچ سکتی تھی جس گاؤں میں پہونچی تیر کی طرح گزر گئی۔ لوگ ڈر ڈر کے راہ سے ہٹ جاتے تھے دیکھتے دیکھتے موٹر نظر سے غائب ہو جاتی تھی۔ بہرام کو دہلی پہونچنے کی دھن تھی۔ بار بار بیگناہ کے قتل کا خیال دل کو تڑپا دیتا تھا۔ ایک مرتبہ کملاپتی کی طرف خیال گیا۔ سوچنے لگا کہ اسکا ارادہ کیا تھا؟ یہ تو ظاہر ہے کہ اسی کی تدبیروں سے سوراج بہادر سزائے موت کا مستوجب ٹھہرا۔ کملاپتی ہنسراج کے ساتھ شادی کر کے کستاور کی رانی بننا چاہتی تھی۔ بلا کی فہیم طبیعت پائی تھی۔ مجھے کانوں کان خبر نہوئی اور وہ کامیابی کی حد کو پہونچ چکی تھی میری کوششوں سے پریشان تھی تو اس نے یہ تدبیر کی کہ ایک بے جرم کو قاتل بنا کے پھنسایا اور میرا اطمینان کر دیا وہ تو کہیے محض اتفاق سے میں سمجھ گیا۔ اسکی طرف سے تو بالکل غافل تھا۔ مگر ابتک یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ سوراج بہادر کون ہے عجیب قسم کا آدمی ہے کہ چپ چاپ مجرم بن گیا۔ خدا جانے اس میں اور کملاپتی میں کیسے تعلقات تھے وہ بیشک کملاپتی پر عاشق تھا۔ مگر اب یہ حال کسی طرح نہ ــــ ۔ اتنا معلوم ہوا کہ کملاپتی اس سے واقف ــــ قد و قامت سے اتنا مشابہ ــــ

باب (۲۳)

قتل بے گناہ

بہرام نے جیب سے گھڑی نکالی دیکھا چھ بج چکے تھے۔ فوراً کوٹھی کی طرف چلا۔ دل میں کہتا تھا چاہے جو کچھ ہو سورج کی جان بچانا چاہیے غضب ہوا میں نے بڑی غلطی کی ایک بے گناہ کو قتل کے الزام میں قید کرا دیا۔ افسوس میں نے پولیس کو مدد دی۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ تیر از کمان جستہ کا معاملہ ہے خیر دہلی پہونچ کے کوشش کرونگا مگر دہلی پہونچنا شرط ہے۔ لیکن دشواری یہ ہے کہ آج پھانسی کا حکم ہے۔ یہ سوچتا ہوا کوٹھی پہونچا۔ گھبرا گھبرا کے ہنسراج کو پکارا۔ ہنسراج ہنسراج۔ کسی نے ہنسراج کو دیکھا ہے ہنسراج گھبرا کے اپنے کمرے سے نکل آیا بہرام ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ میں لیگیا اور کہا ہنسراج کملا پتی کل شب کو بہت جلدی میں دہلی گئی ہیں۔ میں بھی جا رہا ہوں سنتے جاؤ بیچ میں کچھ نہ بولنا۔ جو میں بتاتا جاؤں فوراً اسپر عمل کرنا ورنہ بہت بڑا نقصان ہوگا۔ اسوقت کل حال بتانیکا وقت نہیں ہے۔ دہلی سے آکے سب حال کہدونگا۔ اب تم پہلے یہ کرنا کہ جتنے نوکر ہیں سب کی تنخواہیں دے دے کے رخصت کر دینا (جیب سے نوٹ نکالے کہ یہ روپیہ ان کی تنخواہوں کا ہے۔ اس کے بعد آدھ گھنٹہ کے اندر کوٹھی خالی کر دینا۔ میرے آنے سے پہلے۔ کوئی اس کوٹھی میں نہ آنے پائے۔ تم بھی نہ آنا۔ لو یہ کنجی ہے۔ سامنے جو گاؤں نظر آتا ہے اُس میں ٹھہر کے میرا انتظار کرو۔ خدا حافظ۔

ہنسراج کو حیران چھوڑ کے بہرام کوٹھی سے چلا۔ اور چند منٹ میں اپنی موٹر کے پاس پہونچ گیا۔ سوائے ڈرائیور کے جو اسکا ہمراز تھا اور سب ملازمین کو تنخواہ دیکے

عبارت پڑھی نہ گئی - غالباً یہ خط کملا پتی نے اپنے رفیقوں کو لکھے تھے - اس کے علاوہ بیاض میں سے ایک اور چیز بھی نکلی - جسے بہرام بڑے غور سے دیکھنے لگا - یہ سوبج بلی کا فوٹو تھا جو دہلی میں قید تھا اسے دیکھتے ہی بہرام نے فرش پر پھینک دیا اور کمرہ سے نکل کے دوڑتا ہوا باغ کی طرف جانے لگا "

کی تصویر سامنے آگئی۔ اس کے بعد بہرام نے اس کی جیبوں کو ٹٹولا۔ چھوٹی چھوٹی دو ڈبیاں
نکلیں۔ ایک کو کھولا تو اس میں رقعہ نکلا جس پر گنیش کے دستخط تھے۔ بہرام نے فوراً رقعہ
کو پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا:۔

"زندگی کا کیا اعتبار خدا جانے اس راز کے فاش ہونے تک زندہ رہوں
یا نہ رہوں لہذا سب کی اطلاع کے لیے لکھے جاتا ہوں کہ راجہ ہمت سنگھ کی قاتل انہی
کی زوجہ ہے "س ب"

در اصل اسی کے نام کے حروف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمت سنگھ کملا پتی یا
کملا بائی ہرگز نہ کہتے تھے بلکہ انھوں نے سندر بائی نام رکھا تھا۔ اسی کے حرف "س ب"
ہیں جو کملا پتی کی ہر چیز پر لکھے ہوئے تھے۔ شاید ہوٹل میں جو بٹوہ ملا تھا اس پر بھی یہی حرف
لکھے تھے اس کو اٹھا کے رکھ لینے کی سزا میں فراش جان سے گیا۔ پرتاب سنگھ اس بٹوہ
اور "س ب" کے بھید سے واقف تھا۔ اسے بھی ٹھکانے لگایا۔ اس عورت نے تین چار
برس اپنے شوہر کے ساتھ بڑی مکاری اور ہوشیاری سے کاٹے۔ ان پر یہ ظاہر کر رکھا تھا
کہ یہ ان پر شیدا ہے اور وہ درحقیقت جان دیتے تھے مگر یہ کمبخت انھیں کی جان لینے کی
فکریں کرتی رہتی تھی۔ مجھے قاتل کا نام پہلے ہی بتا دینا چاہیئے مگر کچھ اپنے شفیق اور مربی
کی عزت کا خیال آیا اور کچھ اپنی جان کا خوف۔ جب میں نے پولیس کے دفتر میں حیدر خاں
کے سامنے ارادہ کیا کہ راز کھول دوں تو کملا پتی کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ میرا
کیا انجام ہوتا ہے۔ اسیوقت مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور زبان سے کچھ نکل نہ سکا۔ اسپر بھی مجھے
اپنی زندگی سے یاس ہے۔ گنیش

بہرام۔ ارے کمبخت جب تجھکو زندگی سے نا امیدی تھی تو پہلے ہی راز کھول دیا ہوتا
مگر تو کیا کرے۔ تیری قضا نے تیری زبان پر قفل لگا دیا تھا۔ اب بہرام نے
اس بیاض کے ورق الٹنے دیکھنا شروع کیے۔ کئی خط اور تحریریں

جلدی میں بند نہ کٹ سکے تو افشائے راز کے خوف سے اس کا بھی کام تمام کر دیا کملاپتی نے چالاکی سے۔ بہرام کے کپڑوں کا بنڈل الماری میں بند کر دیا جسکی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا ورنہ حیدر خاں کا بھیس کر کے نکل جاتا۔

اس کے بعد چمپا اور چندن کو بھی ایسا ایک کر کے مفقود کر دیتا شاید اُنکو بھی مار ڈالا گنیش اس بھید سے واقف تھا اُسے بھی مار کے کانٹا نکال ڈالا۔ پھر کستاورین اپنی بہن رادھا بائی کو زہر دے کے ٹھکانے لگا دیا"

معاذ اللہ اس ظلم کی کوئی حد ہے قتل سے جی نہیں بھرتا تھا کوئی انسان بھی ایسا سفاک اور بے درد نہ ہوگا۔ بہرام نے گھبرا کے نوکروں کے نام لے کے پکارنا شروع کیا۔ پھر فوراً خیال آیا کہ اُن کو تو میں روانہ کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ اور جبر کر کے کملاپتی کی طرف دیکھا اور کانپ گیا پھر دل میں کہا جو کچھ ہوا انصاف یہی چاہتا تھا یہ میرا کام نہ تھا بلکہ زبردست غیبی طاقت کا کام تھا اس کمبخت کی قسمت میں یہ سزا بدی ہوئی تھی پھر اس کے عالم شباب کا خیال کر کے کڑھنے لگا اور کہا کہ آج میرے ہاتھ سے یہ پہلا خون ہوا اور وہ بھی کس کا کملاپتی کا جسکی محبت کا میں دیوانہ تھا۔ ہائے کملاپتی تیری موت میرے ہاتھ سے بدی تھی۔

اس دردناک منظر کو دیکھکر شاید کالی رات سے بھی نہ ٹھہرا گیا۔ ستارے ڈوبنے لگے۔ روز روشن ہوا۔ گویا صبح نے اپنا گریبان چاک کیا۔ بہرام ابھی اسی طرح سر کپڑے ہوئے لاش کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔ جب صبح کی روشنی کمرے میں آئی۔ بہرام کی نظر کملاپتی کی کھلی ہوئی آنکھوں پر پڑی جن سے حسرت ٹپک رہی تھی۔ بہرام حیرت سے تکنے لگا۔ کہاں یہ آنکھوں کی نرمی اور بیدردی کی سختی۔ کیونکر یقین آسکتا ہے کہ یہ قاتل ہے۔ بہرام نے آہستہ سے کملاپتی کی آنکھیں بند کر دیں منہ پر نقاب ڈال دی۔ کملاپتی کی صورت ان آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گئی اور سیاہ پوش قاتل

بالکل نہ سمجھ سکا۔ بہرام کی اب آنکھیں کھل گئیں اور اپنی غلطیوں پر نظر پڑنے لگی۔ راجہ ہمت سنگھ کے قتل سے اسوقت تک کے جملہ واقعات اصلیت کی روشنی میں نظر آنے لگے:۔

کملا پتی کا اپنے شوہر کے منصوبوں سے واقف ہوجانا! ایک طرف ہمت سنگھ کا ہنسراج کی جستجو میں رہنا۔ دوسری طرف۔ کملا پتی کا اپنے بھائی راج بلی یعنی ارجن سنگھ یعنی جسبیر سنگھ کے ساتھ اسکی فکر میں رہنا اب بہرام کی سمجھ میں آیا کہ اسکا کیا منشاء تھا۔ ہنسراج کے ساتھ شادی کرکے کستاور کی رانی بن جانا۔ جہاں سے اس کے والدین بدنام ہوکے نکلے تھے۔ کملا پتی کا اپنے بھائی کے ساتھ شاہی ہوٹل میں رہنا اور شوہر کو اس دھوکے میں رکھنا کہ وہ آگرہ میں ہے کملا پتی کا بھیس بدلے ہوئے چلنا پھرنا اور اپنے شوہر کے حرکات وسکنات کو نظر میں رکھنا آخر ایک شب ہمت سنگھ کو بڑھا ہوا پاکے قتل کرنا دوسرے دن ہوٹل کے فراش کو اس صفائی سے قتل کرڈالنا کہ سب کو حیرت ہوگئی فراش کے ساتھ پرتاب سنگھ سے بھی افشائے راز کا خوف تھا اسے بھی سب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر بھائی کے کمرے میں لیجانا اور قتل کرکے باہر ڈالدینا پھر اپنا زنانہ لباس پہنے ہوئے اس طرح ظاہر ہونا جیسے ابھی ابھی آگرہ سے آئی ہو شوہر کے قتل کی خبر سُن کے اس طرح بظاہر آہ وزاری کرنا کہ دیکھنے والوں کو ترس آئے جس طرح ایک وفادار زوجہ کو اپنے شوہر کے مرنے کے بعد زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ کملا پتی نے اسکی پوری صورت دکھائی۔ بہرام کے مقابلہ میں کملا پتی نے اپنا کمال دکھادیا۔ اتنے بڑے زیرک کو چوٹ پر چوٹ دیتی رہی۔ چندن اور چمپا کو دھوکہ دیکے اپنا شریک بنالیا۔ ارجن سنگھ، گنیش سنگھ کو بھی حیدر خاں کے سامنے اُڑا لیا اسکے بعد اندر بھون کے تہ خانہ میں حیدر خاں اور شب سنگھ اسی کی ہوشیاری سے قتل ہوئے۔ شب سنگھ غریق دریا ہوا۔ بہرام یعنی حیدر خاں قسمت سے بچ نکلا۔ پھر کملا پتی نے اندر بھون میں اپنے بھائی ارجن سنگھ ... پہلے تو بہرام کو قید سے چھڑانا چاہا مگر جسبیر

باب (۲۲)

انکشاف راز

کملاپتی کی صورت دیکھ کے بہرام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ حواس گم ہو گئے جلدی سے نظر اُس کے چہرے سے ہٹالی اور گھبرا گھبرا کے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر یہ خیال آیا کہیں نگاہ کو دھوکا تو نہیں ہوا۔ کملاپتی جس کی نگاہ تیر و شمشیر کا کام کر سکتی ہو اور جس کے کہنے سے عاشق خود اپنا گلا کاٹ کے رکھ سکتا ہو اُسکی نازک کلائیوں کو کٹاری اور خنجر سے کیا کام اس خیال سے لمحہ بھر کے لیے ذرا تسکین ہوئی ہاتھ ابھی اُسی طرح گلے پر تھا۔ بہرام نے پھر ایک مرتبہ صورت دیکھنے کی جرأت کی اب وہ شک یقین سے بدل گیا کہ میں نے خود اپنی معشوقہ کی جان لی۔ الگ ہٹ کے سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ بڑی دیر تک جنون کی سی حالت طاری رہی۔ ممکن تھا کہ دماغ مرکز سے ہٹ جاتا مگر بہرام بڑا بہادر آدمی تھا۔ اس نے اپنے آپکو سنبھال لیا اور اب شدنی واقعہ پر غور کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کی فکر تھی کہ سارا معاملہ آئینہ کی طرح صاف آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ کملاپتی یا کملا بائی کو ضرور ایک خاص جنون تھا۔ جسکا تقاضا خونخواری اور مردم کشی ہے۔ اس جنون کی پہچان یہ ہے کہ قاتل جا و بیجا دوست و دشمن میں امتیاز نہیں کرتا۔ اُس کی دیوانگی یہ چاہتی ہے کہ جہانتک ممکن ہے بنی نوع انسان کو قتل کرنا چاہیئے اس جنون کی زیادہ تر خطرناک حالت یہ ہے کہ مجنون بشرے اطوار۔ انداز۔ رفتار و گفتار سے کوئی علامت خلل دماغ کی ظاہر نہو مگر قلب و دماغ میں کچھ نہ کچھ فتور ضرور ہوتا ہے۔ اس جنون میں دماغ اپنا کام بڑی ہوشیاری سے کرتا ہے۔ اور ایسی مکاریاں سوجھتی ہیں کہ عقلمند سے عقلمند آدمی بھی نہیں سمجھتا۔ کملا بائی کو ایسا ہی جنون تھا کہ بہرام سا ہوشیار شخص

کہیں دبی تو نہیں۔ بہرام کو جوش اور غصہ میں اسکا خیال نہ رہا کہ گلے کے دبنے سے حریف کا دم گھٹ رہا تھا اور زور سے گلا دبایا۔ ایک زور اور . . . .
اب معلوم ہو کہ حریف کی طاقت بالکل گھٹ گئی۔ آخر کار اس کے جسم نے حرکت مذبوحی سی کی۔ پھر یہ حرکت رفتہ رفتہ کم ہو گئی یہاں تک کہ وہ بالکل موقوف ہو گئی مٹھی ڈھیلی ہو گئی۔ خنجر چھوٹ کے فرش پر گر پڑا۔ بہرام نے ایک ہاتھ سے اپنی جیب سے بجلی کا لمپ نکالا۔ قاتل کی نقاب الٹی اور لمپ کی گھنڈی دبا کے اس کی روشنی قاتل کے چہرے پر ڈالی صورت دیکھتے ہی بہرام نے زور سے ایک چیخ ماری"

"ہائیں کون ؟ رانی کملا پتی !-

— • — • — • — • —

شوق کے مارے کلیجہ اچھو رہا تھا اُچھلنے لگا بہت خوش تھا کہ آخر اتنی کوششوں کے بعد حریف کا مقابلہ ہو ہی گیا - اتنے میں کھڑکی کے نیچے ایک اور آہٹ معلوم ہوئی بہت خفیف تھی مگر پہلے سے ذرا زیادہ کھلی ہوئی تھی - بہرام اُٹھ کے پلنگ پر بیٹھ گیا کمرے کی شمع گل کی - دوسرے چاند اور تارے بھی گویا خوف کے مارے ابر میں چھپ گئے تھے ابھی تاریکی چھائی ہوئی تھی - ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا - بہرام بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنے حواس کو جمع کیے ہوئے انتظار میں تھا - دفعتہً بغیر کسی آواز کے ایک ہلکی سی پرچھائیں کھڑکی میں سے ہو کے کمرے میں اُتری اور آہستہ آہستہ پلنگ کی طرف بڑھنے لگی پاؤں ایسی سبکی سے اُٹھتے تھے کہ ذرا بھی آہٹ نہ ہوتی تھی - اتنے میں بہرام کو معلوم ہوا کہ کوئی پلنگ کے پاس آگیا ہے اور بستر کو ٹٹول رہا ہے کہ کس جگہ وار کروں - بہرام کے کان میں اس کے دل کے دھڑکنے کی آواز آرہی تھی - اسپر بہرام دل ہی دل میں فخر کررہا تھا کہ میرا دل ساکن ہے اور دشمن پر میرا رعب غالب ہے اور دل دھڑک رہا ہے یکایک اس نے خنجر اونچا کیا بہرام اس انتظار میں تھا کہ خنجر سر پر آئے اور میں توڑ کروں مگر دو تین لمحے گزر گئے اس نے وار نہ کیا - بہرام کو تعجب تھا کہ قاتل کیوں تامل کررہا ہے آخر خود ہی بول اُٹھا - ہاں وار کرو - جھجکنا کیسا ؟" اس کے جواب میں اس کے منھ سے ایک چیخ نکلی - ہاتھ میں جو خنجر پکڑے ہوئے بلند تھا - اسطرح گرا جیسے شل ہو گیا ہو بہرام نے زور سے کلائی پکڑ لی اور پلنگ سے اُٹھ کے بڑے جوش اور غصہ سے اُس کا گلا دبا کے فرش پر گرا دیا - قاتل جب بہرام کی گرفت میں آگیا تو اُس نے ہاتھ پاؤں بالکل چھوڑ دیے - بہرام کا زبردست ہاتھ گلے پر تھا - اب اسکا کیا دم نکل سکتا تھا - کمرہ میں بالکل خاموشی تھی - بہرام کی زبان سے بھی کوئی لفظ نہ نکلی اس کو سب سے زیادہ ... کا شوق تھا کہ دیکھوں یہ کون شخص ہے جو اسوقت میرے قبضہ میں آگیا ہے ... ہے جن ہے - بھوت ہے - سورج بلی تو خود ہی موت کا منتظر جیل خانہ میں پڑا ہے

بہرام تین بجے سویا تو شام کی خبر لایا۔ سات بجے کے قریب۔ اُٹھ کے ہاتھ منھ دھویا جا کے کھانا کھایا مگر تھوڑا سا۔ سگریٹ پی۔ پھر دونوں تمنچہ نکال کے گولیاں بھر لیں۔ ان سب باتوں سے فراغت ہو لی تو پھر موٹر ڈرائیور کو آواز دی وہ حاضر ہوا تو یہ کہا آج تم کوٹھی میں جا کے وہاں کے نوکروں کے ساتھ کھانا کھاؤ اور اُن سے باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر کرنا کہ میں آج بنگلہ کے نوکروں کو لیکر دہلی جانے والا ہوں۔"

ڈرائیور۔ اور یہ بھی کہدوں کہ ہم حضور کے ساتھ جا رہے ہیں"

بہرام۔ نہیں کہنا وہ کل تک کسی کا انتظار کریں گے۔ کھانا کھانے کے بعد موٹر پر بیٹھکر دہلی کی طرف چلے بھی جانا۔"

ڈرائیور۔ مگر دہلی تو نہ جاؤں۔"

بہرام۔ نہیں۔ دو تین میل کے فاصلہ پر جا کے ٹھہر جانا اور میری راہ دیکھنا۔"

وہ بہت خوب کہہ کے چلا گیا۔ بہرام تھوڑی دیر تک مختلف کتابوں کو پڑھتا رہا۔ پھر روشنی بجھا دی۔ کھڑکی کو کھلا چھوڑ دیا۔ میز کھڑکی کے راستے میں تھی اُس کو بھی ایک طرف سرکا دیا اور بھرے ہوئے تمنچے سرہانے رکھ کے پلنگ پر لیٹ گیا اور کسی کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ یہ انتظار کسی معشوق کے انتظار سے کم نہ تھا جس کے آنے پر زندگی کا بھروسہ ہو بلکہ یہ اُس شخص کا انتظار تھا جس کے ساتھ اجل آنے کو تھی بہرام بڑی جرأت سے کام لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں اس کے دل میں آپ سے آپ کچھ خوف پیدا ہوا۔ جھنجھلا کے تمنچے سرہانے سے نکال کے الگ پھینکدیے اور کہا بہرام کے ہاتھ کافی ہیں۔ اس بودے پن کے حربے کو پاس رکھنے سے بیکار خوف پیدا ہوتا ہے۔ انتظار کرتے کرتے بارہ بج گئے۔ بڑے انتظار کے بعد ایک بجا ابھی تک کسی کی آہٹ نہ معلوم ہوئی بہرام کو اُلجھن ہونے لگی۔ اب دو بجے ایکبار کی کمرے کے باہر تھوڑی دور پر کچھ سرسراہٹ سی معلوم ہوئی۔ بہرام سمجھ گیا کہ یہ کسی کی آمد ہے۔ اُلجھن بالکل جاتی رہی

بہرام ایک بات ہے ذرا اچھی طرح سوچ لو- اتفاق سے کسی ایسے شخص پر نظر پڑا ہو جو کہ کوٹھی میں چھپتا پھرتا ہو- تم نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا ہو فقط اُس کے موجود ہونے کا شک یا شبہہ گزرا ہو"

ہنسراج (متحیر ہوکے) جی نہیں مجھے تو کبھی ایسا کوئی شک نہیں ہوا- کیا آپ کو...!

بہرام - ہاں ہاں ہاں - بلکہ مجکو یقین ہے جبھی تو تم سے دریافت کر رہا ہوں - مگر اب تک میں نہیں سمجھا وہ شخص کون ہے اور اسکا منشا کیا ہے مگر اب ایک آدھ دن میں پتہ لگ جائیگا تم بھی اپنی جگہ پر ہوشیار رہا کرو- اور ہاں اسکا ذکر کملا پتی سے بھی نہ آنے پائے "بیکار خوف دلانے سے کیا نفع - یہ کہکر بہرام ایک طرف چلا گیا راستہ میں گھانس پر اس نے ایک پرچہ کاغذ پڑا دیکھا - پرچہ اُٹھا لیا - دیکھا ایک تار تھا - اور کسی نے جسونت سنگھ کے نام بھیجا تھا"

ناظرین کو یاد ہوگا کہ بہرام نے اس نام سے اپنے تئیں مشتہر کیا تھا تار کا مضمون یہ تھا

"مجھے سب حال معلوم ہو چکا ہے - آج رات کو روانہ ہونگا - ریل کے وقت اسٹیشن پر میرا انتظار کیجیئے گا"

"ادھر ہنسراج تار پڑھ رہا تھا - ادھر بہرام درختوں کے پیچھے چھپا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا - جب یہ سمجھ لیا کہ ہنسراج نے تار پڑھ لیا تو دل میں کہنے لگا - بس اب مطلب حل ہوجاویگا - یہ بیوقوف کملا پتی سے سب حال کہہ دے گا - دو دنوں میں شام تک اسی کا [illegible] - حریف کملا پتی کی تاک میں تو لگا ہی ہوا ہے کہیں نہ کہیں سے وہ بھی سب حال [illegible] سمجھتا ہے اور آج رات کو میرے قتل کا ارادہ کرکے آئیگا - بہرام اپنے بنگلہ کی طرف [illegible] نوکر کو آواز دیتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور پلنگ پر لیٹ رہا - اتنے میں [illegible] حاضر ہوا بہرام نے کہا میں ذرا سوؤں گا - تم اتنی دیر پہرہ دو - خبردار سونا نہیں [illegible] ہوگے تمہے مگر آج تمہاری وفا کا امتحان ہے"

باب (۲۱)

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

دو بجے کے قریب بہرام کا پیام جو لے گیا تھا پلٹ آیا - یہ جواب لایا کہ مجرم ابھی تک قید ہے اور منشی نے آپ کا دیا ہوا تار آپ کے نام روانہ کر دیا ہے - آتا ہی ہوگا"

بہرام - خیر یہ تو معلوم ہو گیا کہ جس کو میں قید میں چھوڑ آیا تھا وہ ابھی آزاد نہیں ہوا ہے یہ شخص جو دو دن سے پریشان کر رہا ہے کوئی اور شخص ہے اب اس مکار کو کسی طرح جیل میں پھانسنے کی فکر کرنا چاہیئے (مسکرا کر) بس آج رات کو فیصلہ ہے یا تو وہ پھنس گیا یا ہم بھی گئے"

تھوڑی سی دیر میں ملازم تار لیکر حاضر ہوا - بہرام نے لفافہ کھول کے پڑھا اور مسکرا کے جیب میں رکھ لیا - ملازم کو رخصت کر کے خود بھی بنگلہ سے نکلا اور کوٹھی کی طرف چلا - باغ میں ہنسراج سے ملاقات ہوئی تو بہرام نے کہا وہ ہنسراج میں تمھارے پاس جاتا تھا - اچھا ہوا تم یہاں اکیلے مل گئے - دیکھو تم کو معلوم نہیں - معاملہ بہت نازک ہو گیا ہے - میں جو پوچھوں ٹھیک ٹھیک بتا دینا"

ہنسراج - فرمایئے اگر معلوم ہو گا تو عذر نہ کروں گا"

بہرام - جب تم اس کوٹھی میں آئے تھے تو نوکروں کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا تھا؟"

ہنسراج - جی نہیں تو ...... ؟ کیوں ؟"

[illegible] اپنے کمرہ میں آیا۔ روشنی کی اور کمرہ کا ایک ایک کونا دیکھ ڈالا
[illegible] آیا تھا اور مجھے خوب معلوم ہے کہ اُس کا ارادہ بد تھا۔ ابھ
[illegible] یا۔ کل جان بچ گئی۔ اب حفاظت کرنا چاہیئے۔ بہرام نے احتیاطاً
[illegible] شہ میں بسر کی۔ کمرہ میں نہ سویا۔"
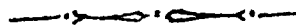
رات کو میرے کمرے میں گھس آیا تھا اور اگر دیوار گرنے کا دھماکا نہ ہوا ہوتا تو میرا کام تمام کر دیتا وہی کملا پتی کو بھی ڈرا رہا ہے۔"

بہرام انھیں خیالات میں غرق تھا کہ کملا پتی نے کہا۔ "اچھا بہرام اب تم سدھارو۔"

بہرام اُٹھا مگر پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گیا۔ یہ فکر تھی کہ ایسے خطرہ کی حالت میں کملا پتی کو اکیلا چھوڑنا دور اندیشی کے خلاف ہے۔ مگر کملا پتی نے پھر کہا۔ اب جاؤ مجھے نیند آئی ہے۔ بہرام کا دل تو نہ چاہتا تھا مگر مجبور ہو کے اُٹھنا پڑا۔ باہر آ کے باغ کے درختوں میں چھپ رہا کہ اگر حریف کوٹھی میں کہیں پوشیدہ ہے تو ضرور نکلے گا۔ ہاں میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا۔"

کملا پتی کے کمرہ میں تھوڑی دیر اور روشنی رہی پھر بالکل اندھیرا ہو گیا۔ بہرام بھی دو گھنٹے تک انتظار کرنے سے اُکتا گیا تھا خیال کیا کہ وہ اور کسی طرف سے نکل گیا۔ اب باغ میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا بیوقوفی ہے۔ یہ سوچ کے بہرام اپنے بنگلہ کی طرف چلا۔ چند ہی قدم گیا ہو گا کہ بنگلہ کی طرف سے ایک پرچھائیں آتی ہوئی دکھائی دی۔ بہرام ٹھٹک کے دیکھنے لگا۔ پرچھائیں درختوں کی آڑ سے ایک روش پر آ گئی۔ چاندکی روشنی جو اُس پر پڑی۔ بہرام نے پہچانا کہ وہی سیاہ پوش قاتل ہے وہی قد وہی قامت نقاب پوش۔ یہ دیکھتے ہی نقاب پوش اُس کی طرف جھپٹا مگر آناً فاناً وہ پرچھائیں درختوں کے سایہ میں غائب ہو گئی۔ بہرام سکتہ میں رہ گیا۔ ناکام پھرا۔ بنگلہ میں پہونچ کے موٹر ڈرائیور کو جگایا اور اُس سے کہا کہ تم اسیوقت موٹر پر سوار ہو کے فوراً دہلی جاؤ صبح ہوتے وہیں ہونا ننھے سے مل کے دو باتیں کہنا ایک تو یہ پوچھنا کہ قاتل قید خانہ میں موجود ہے یا نہیں دوسرے میرے نام کا ایک خط روانہ کر دینا۔ مضمون میں خود لکھے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کے کاغذ پر کچھ لکھ دیا اور کہا جاؤ مگر کسی کو تمھارے جانے کی خبر نہو۔"

کملا پتی۔ "اہا تم نہیں سمجھے؟"
بہرام۔ "ہرگز نہیں"
کملا پتی۔ (کانپ کے) یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس رجسٹر سے یہ پتہ چل سکتا تھا کہ میں بدمعاش جبیر کی بہن ہوں۔ بھلا راجہ صاحب بیکنٹھ باشی کو کیوں گوارا کرتے اس لیے رجسٹر میں نام بدلوا دیا۔ کملا پتی مشہور کر کے دہلی میں میرے ساتھ شادی کی
بہرام۔ (تھوڑی دیر غور کر کے) سچ ہے مگر...... مگر ایک اور دقت پیدا ہوئی کہ سورج بلی فقط فرضی نام ہے۔ اصل میں اسکا بھی کچھ وجود نہیں اور تمھارے بھائی بہن کے قاتل کا نام یہ نہیں ہے"
کملا پتی۔ (بیتاب ہو کے) اے ہے کیں اس دھوکے میں پڑ کے اسے چھوڑ دو نہ دیجیگا "س۔ب" سے دونوں نام نکلتے ہیں۔ سورج بلی اور سوراج بہادر۔ تم اس قدر جلد سب باتیں بھول گئے۔ بھلا وہ کچھ بھی اپنی بے گناہی کا ثبوت دے سکا اور لطف یہ ہے کہ وہ خود سورج بلی کے نام سے انکار کرتا ہے۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ تم سے سارا بھید کہدوں مگر زبان بند ہوئی جاتی ہے۔ (بہت چپکے سے) اُنھوں نے میرے نام کی جگہ اُس شخص کا نام لکھوا دیا تھا کانپ کے بس بس۔ اُنا میں نے غضب کیا! اے خدا تو ہی مجکو بچائیگا" بہرام خدا کیلیے بتاؤ میں کہاں بھاگ جاؤں" اے خدا میں نے اس جنم میں کیا ایسا بُرا کام کیا تھا جس کی سزا اب بھگت رہی ہوں۔ جہنم میں جلنا اس کرب و بے چینی سے بہتر ہے"
بہرام نے اس کے ماتھے کا پسینہ پوچھا اور سر پر ہاتھ پھیر پھیر کے تسلی دینے لگا۔ کملا پتی کو ذرا تسکین ہوئی۔ بہرام دیر تک اس کی سہمی ہوئی صورت دیکھا کیا۔ حیران تھا کہ اسپر اسقدر ڈر کیوں غالب ہے۔ قاتل تو قید خانہ میں ہے۔ پھر خیال آیا کہ قید سے نکل آیا۔ کیا تعجب جو وہ یہیں کہیں چھپا ہوا ہو۔ وہی تو کل

کملا پتی - اچھا۔

بہرام - اب جس امر کا میں نے ذکر کیا تھا وہ یہ ہے کہ رجسٹر میں میں نے خوردبین لگائی تو معلوم ہوا کہ دوسرا نام مٹا کے کچھ اور بنا دیا گیا ہے۔

کملا پتی - (نرم آواز سے) اچھا پھر۔

بہرام - میں نے خوردبین سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مٹا ہوا نام کچھ اور تھا اور سورج بھی اسکو کھرچ کے بنایا گیا ہے۔ بلی تو بالکل بدل کے بنایا ہے اور سورج کی جگہ پر۔

کملا پتی - بس بس - خدا کے لیے چپ رہو۔ اس بات کو نہ چھیڑو۔

کملا پتی یہ کہہ کے ٹھنڈی سانسیں لینے لگی اور بے اختیار آنسو نکل آئے۔

بہرام اسکی اس حرکت پر افسوس کر رہا تھا۔ دل میں کہتا تھا میں نے ناحق ایسا سوال کر کے کملا پتی کے نازک دل پر ایک خنجر مارا۔ مجھے ایسی بات پوچھنا نہ تھی مگر بغیر پوچھے بھی تو رہ سکتا تھا؟ اس لیے کہ یہ سب باتیں کملا پتی کی حفاظت کے لیے کی گئی ہیں۔ کسی نہ کسی طرح اس کو خونخوار قاتل کے ظلم سے بچانا ہے۔

بہرام - (تھوڑی دیر کے بعد) اچھا یہ تو بتائیے۔ یہ جعلسازی کیوں کی گئی۔

کملا پتی - میں نے نہیں کی۔ میرے شوہر نے کی تھیں۔ انھوں نے رشوت دے کر ایک منشی سے یہ کام لیا تھا۔

بہرام - نام بھی بدلوا دیا اور عورت سے مرد بنا دیا۔

کملا پتی - (ٹھنڈی سانس لے کے) ہاں۔

بہرام - تو میرا خیال درست تھا کہ سورج کی جگہ پہ آپ ہی کا نام تھا "کملا" پورا نام کملا پتی ہے۔

کملا پتی - ہاں۔

بہرام - آپ کے شوہر کا اس سے کیا مطلب تھا؟

خادمہ۔ حضور وہ تو کھانا نوش کرکے آرام کے لیئے گئی ہیں۔ سو بھی گئی ہوں گی "
بہرام۔ نہیں کمرہ میں روشنی ہے جاگتی ہوں گی "
بہرام نے رانی کے جواب کا انتظار ہی نہ کیا خادمہ کے ساتھ ہی کمرہ میں چلا گیا
اور کہا رانی صاحبہ۔ معاف کیجیئے گا۔ آپ کو ذرا تکلیف ہوگی۔ مگر کچھ ضروری باتیں ہیں "
رانی ۔ اسوقت تو معاف ہی رکھیئے کل دیکھا جائیگا "
بہرام۔ جی نہیں بہت ضروری باتیں ہیں۔ وقت نہ ضائع کرنا چاہیئے "
کملا پتی ۔ (مجبور ہوکے) اچھا تو کہیئے ۔ ایسی کون سی باتیں ہیں "
بہرام۔ مجھے ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اسکا کیا مطلب ہے
شاید اس مشکل کو حل کردیجیئے "
کملا پتی۔ آخر وہ ایسی کون سی بات ہے جس سے آپ اسقدر پریشان ہیں ؟"
بہرام۔ کستاور کے پیدائیش کے رجسٹر میں تین نام نکلے تھے . . . . . .
کملا پتی ۔ ہاں ہاں۔ یہ تو میں پہلے ہی سن چکی ہوں "
بہرام۔ تو پہلا نام راج بلی کا تھا۔ یہ شخص دہلی میں جسبیر سنگھ کے نام سے مشہور تھا
اندربھون میں اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مارا گیا "
کملا پتی ۔ یعنی اپنے بھائی کے ہاتھ سے "
بہرام ۔ ذرا سن تو لیجیئے۔ بھائی کیسا ؟"
کملا پتی ۔ (حیران ہوکے) پھر کون ؟"
بہرام ۔ اول سے آخر تک سنیئے پھر کچھ کہیئے گا " اچھا دوسرا نام سورج بلی کا
تھا یہ وہی قاتل ہے جو دہلی میں قید ہے "
کملا پتی ۔ پھر ؟"
بہرام۔ تیسرا نام رادھا بائی کا تھا جو کستاور میں زہر سے ہلاک ہوئی "

بعض باتوں سے جو طبیعت مشتبہ ہو گئی تھی تو بدگمان دل کملا پتی کا اشارہ دیتا تھا۔ مگر بہرام اس کی زور سے تردید کر دیتا تھا "یہ وسوسہ ہے۔ وہ کیوں مجھے زہر دینے لگی۔ ہو نہو اس مردود قاتل کی یہ کرتوت ہے۔ سیر اکوئی آدمی ضرور مل گیا۔ مگر پھر کہتا تھا وہ تو قید ہے۔ کیونکر آیا۔ اور رات کو جو کرشمہ دیکھا وہ خواب و خیال تھا۔ بہرام نے یہ کہہ کے موٹر کی تیاری کا حکم دیا۔ پھر نوکروں سے پوچھنے لگا۔ یہ رات کا دھما کا کیسا تھا؟"

ملازم۔ جی غلام گردش کی دیوار آرہی تھی"

بہرام۔ کچھ نقصان تو نہیں ہوا؟"

ملازم۔ خدا نے جانیں بچالیں"

موٹر تیار ہو چکی تھی۔ کستاور۔ پہونچا۔ قلعہ میں داخل ہوا "سبا" سے ملاقات کی اور کہا ابھی چند روز راجہ دیبی سنگھ بہادر کی ملاقات کو نہ آئیے گا۔ میں خود اطلاع کروں گا تو تشریف لائیے گا۔ یہ باتیں کر کے ننھے کی تلاش میں نکلا۔ آہستہ آہستہ ایک سڑک پہ جا رہا تھا۔ اتنے میں ایک میوہ فروش نے جھک کے سلام کیا اور کہا "حضور غریبوں سے بھی کچھ خرید لیجئے" بہرام نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا میاں ننھے ہیں۔ "کہو جی اچھے رہے"

ننھے۔ آپ کے اقبال سے اچھا ہوں"

بہرام۔ یہ تم نے کیسی خبر بھیجی تھی؟"

۔ وہ رجسٹر کے متعلق؟ چلیے منشی جی سے مل کے رجسٹر دیکھ لیجئے"

بہرام ننھے کے ساتھ محکمۂ پیدائش و اموات کے دفتر میں گیا۔ دیر تک باتیں رہیں۔ پھر بہرام رخصت ہوا اور موٹر پہ بیٹھ کے واپس آیا۔ رات کے دس بجے کملا پتی کی کوٹھی پر اترا۔ معلوم ہوا رتن بائی کو اُس کی دادی نے بلا بھیجا تھا۔ وہ وہاں چلی گئی"

بہرام ۔ رانی صاحبہ کو اطلاع دو میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں"

دو گھنٹے اسی حالت میں گزر گئے - اپنی بےچینی پر آپ ہی نفرین کرتا تھا - اور کہتا تھا آج معلوم ہوا کہ ساری بہادری زبانی تھی دل کو ٹٹولا تو ویسا ہی بودا نکلا جیسے عام لوگوں کا ہوتا ہے - مجھے اپنے اوپر ایسا گمان نہ تھا - ہا انسان ذلیل ہو اور دنیا بھر میں ذلیل ہو جائے - مگر اپنے نزدیک ذلیل نہ ہو جائے - پھر ایک بار دل میں آیا - یہ میرے خیالات اسقدر پست کیوں ہیں! ہو نہو یہ اس چائے کا اثر ہو - باغ سے پھرا اور اپنے پلنگ پر لیٹ گیا - نیند آگئی - مگر بُرے بُرے خواب دیکھتا رہا - چونک چونک پڑتا تھا - کئی دفعہ جی میں آیا اُٹھ کے روشنی کردوں مگر اُٹھا نہ گیا - آخر مجبور ہو کر پلنگ پر گر پڑا - دماغ کی عجب حالت تھی نہ بیہوشی نہ ہوشیاری نہ خواب نہ بیداری - ہاتھ پاؤں بیکار ہو گئے - مگر کان اپنا کام کر رہے تھے - گھنٹوں کے بجنے کی خبر ہوتی رہی - رات بھر بہرام اسی عالم میں رہا - ایکدفعہ آہٹ ہوئی خیال ہوا کوئی کھڑکی کھول رہا ہے - اب وہ کھڑکی پر سے نیچے اُترا اور میری طرف آرہا ہے پھر یہ معلوم ہوا کہ آنے والا سرہانے کھڑا ہو کے میرے اوپر جھک گیا - بہرام یہ بھی نہ سمجھتا تھا کہ میں جاگ رہا ہوں یا سو رہا ہوں - بڑی کوشش سے آنکھیں کھولیں - اسی سیاہ پوش قاتل کو سرہانے دیکھا - ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی مگر بیکار - آخر مجبور اور بے بس ہو کے چلانے لگا - "قاتل قاتل .... تل ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ نظروں غائب ہو گیا - بہرام دل میں کہتا تھا - یقیناً یہ خواب دیکھا تھا - کچھ شرمندہ ہوا اور دل کہنے لگا - یہاں بھوت پریت کا تو ذکر نہیں ہے - مگر میں تو ان باتوں کو مانتا نہ تھا - پھر بہرام کو یاد آیا کہ آج جو چائے پی تھی اسکا وہی ذائقہ تھا جیسا کستاورمیں چائے پلائی گئی تھی اس خیال کے آنے کے بعد بہرام نے پھر اُٹھنے کی کوشش کی مگر پھر چکر کھایا اور گر پڑا - اسی اثنا میں بہرام کو پھر معلوم ہوا کہ وہی سیاہ پوش قاتل موجود ہے اور میرے قمیص کے بوتام کھول رہا ہے - اب میری گردن کھل گئی اور اس نے خنجر اونچا کیا - اُس کی چمک سے بہرام کی آنکھ جھپک گئی اور ابھی خنجر گرنے نہ پایا تھا کہ باہر سے دھماکے کی آواز آئی - بہرام نے پھر

باب (۲۰)

شک اور یقین

کمرہ سے نکل کے بہرام اپنی فرودگاہ کی طرف چلا۔ راہ میں باغ کی سرد ہوا نے دماغ کو ذرا ٹھکانے لگایا۔ مگر دل ہی دل میں اُبھر رہا تھا کہتا تھا۔ بہرام نے بڑا دھوکا کھایا۔ یہ تو مہنراج رتن بائی، کملا پتی، سب کو مٹی کے کھلونے سمجھے ہوئے تھا۔ یہ کون جانتا تھا۔ کہ ان میں بھی جان ہے۔ اور یہ اپنے خیال میں ہیں۔ مجھے تو اپنی بے وقوفی پر غصہ آتا ہے کہ میں آجتک آدمیوں کے پہچاننے میں ایسا بھی نادان ہوں جیسے ایک بھولا بھالا بچہ۔ خیر جو کچھ ہو۔ مجھے استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ قدم کو لغزش نہو۔ کملا پتی کو دیکھو قاتل کو جانتی تھی اور نہ بتایا۔ خدا جانے ان دونوں کا کیا معاملہ ہے۔ کیا گنیش کی طرح کملا پتی بھی قاتل سے ڈرتی ہے۔ مگر اب کیا خوف۔ وہ تو قید سخت میں گرفتار ہے۔ شاید عورت ذات ہے یہ خیال ہے کہ قید سے نکل کے پھر کوئی حربہ نہ کرے۔ انھیں خیالات میں غلطاں پیچاں بنگلہ تک پہونچ گیا سارا دن اسی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتا تھا مگر نہ سلجھ سکی۔ رات کو طبیعت اور بگڑ گئی۔ آدمی چائے لایا تو بالکل بدمزہ معلوم ہوئی۔ آدمی پر پیالی کھینچ ماری "ادنا معقول مردود یہ کیسی چائے لایا کمبخت تجھے اچھی چائے بھی نصیب نہوئی۔ کوئی بھی ایسی چائے پیتا ہے۔ خدا جانے کیا بلا ہے" پھر بہرام باغ میں ٹہلنے لگا۔ دل بہلانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر رہ رہ کے وہی خیالات سامنے آجاتے تھے آخر اس نتیجہ پر پہونچا کہ سورج بلی ضرور قید سے نکل گیا ہے۔ کملا پتی کو اس حال کی خبر ہے۔ مگر ڈر کے مارے نہیں بتاتی۔ سورج بلی یہیں کہیں ہوگا اور آج ہی رات کو مجھپر وار کریگا۔ اور میرا کام تمام کردیگا"

اسکے بھید کو تم اسطرح چھپاتی ہو؟"
کملا پتی - ایک بات میری سن رکھو۔ اس بارے میں مجھ سے کبھی کچھ نہ پوچھا میرا دم بھی نکل جائیگا تو یہ بھید زبان سے نہ نکلے گا"
بہرام سخت متحیر تھا - کملا پتی کا چہرہ بار بار دیکھتا تھا - پھر خیال کیا گیتش کلا بھی اس قاتل کا حال بتانے سے انکار کرتا تھا - اس کی سخا کی اور خوش خوابی نے ہر شخص کو ایسا مرعوب کر دیا ہے کہ منھ سے کچھ نہیں نکلتا - اب اصرار سے کیا فائدہ؟ یہ سمجھ کے کمرہ سے باہر چلا گیا"

لکھدیا جائے مگر آئینہ کو دیکھ کے بہوت ہو گیا۔ اس کے چوکھٹہ پر دو حرف لکھے ہوئے تھے۔ س
گھبرا کے کملا پتی سے دریافت کیا کہ یہ کس کا آئینہ ہے ؟"
کملا پتی۔ (آئینہ اُٹھا کے) میں نہیں جانتی کس کا آئینہ ہے۔ میں نے تو اسے آج ہی یہاں
پڑا ہوا دیکھا۔ عجب نہیں کوئی نوکر ڈال گیا ہو گا ؟"
بہرام۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ مگر اس آئینہ کا یہاں تک پہونچنا بے سبب نہیں ہو سکتا۔
بہرام پردہ کے باہر کھڑا ایک قدم اندر اور ایک قدم دہلیز کے باہر رکھے ہوئے
یہ باتیں کر رہا تھا اتنے میں دوسرے دروازہ سے رتن بائی کملا پتی کے کمرے میں داخل ہوئی
رانی نے آئینہ بہرام کے ہاتھ سے لے کے میز پر رکھدیا۔ رتن بائی کی آتے ہی اسی پر نظر پڑی
بہرام پردہ کے پیچھے تھا۔ رتن بائی نے اسے دیکھا "
رتن بائی (آئینہ اُٹھا کے) یہ تو یہاں رکھا ہوا تھا۔ اور تم سارے مکان میں ڈھونڈھتی
پھرتی تھیں۔ بھلا اتنے سے آئینہ کے لیے تم کیوں حیران پریشان تھیں "یہ تو کمرہ ہی میں
موجود تھا۔ ع۔ ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں "
خیر مل تو گیا نوکروں پر بیکار خفا ہو رہی تھیں۔ بیچارے ابھی تک اسے ڈھونڈھتے
پھرتے ہوں گے اب میں جا کے کہے دیتی ہوں کہ حیران نہ ہو آئینہ مل گیا "
بہرام۔ رتن بائی کی ساری تقریر سن رہا تھا اور بہت حیرت میں تھا جب وہ چلی گئی تو اس نے
پردہ اُٹھا کے کملا پتی سے پوچھا " رانی کیا تم سورج بلی سے آگاہ ہو ؟"
کملا پتی۔ (بہرام کی صورت دیکھکر) ہاں "
بہرام۔ تم نے آج تک مجھ سے نہ کہا۔ اس موذی خونخوار سے تم کب سے واقف ہو ؟
بتاؤ۔ جلدی کہو یہ کون ہے ؟ کہاں کا رہنے والا ہے۔ اے لو تم تو پھر چپ ہو رہیں "
کملا پتی (گردن ہلا کے) نہیں "
بہرام۔ (جز بز ہو کے) نہیں کی ایک ہی کہی۔ غضب خدا کا سورج بلی سا موذی قاتل اور

سہم گیا۔ بہرام نے اُٹھا کے زمین پر دے پٹکا اور سینہ پر زانو رکھ کے دابا۔ اور کہا "ذلیل ذ
اور رانی سے کہا۔ آپ بھی اس مکار جعلساز کے فقروں میں آ گئیں۔ آپ اس کو ہنسراج
میں۔ یہ ایک قلاش بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ ستم کردۂ رستم داستان۔ کہیں راجاؤں کی ا
صورت ہوتی ہے۔ فاقوں کے مارے گور کنارے ہو گیا تھا۔ میں نے اسے اس مرتبہ پر
پہنچایا اور یہ اتنی جلدی اپنی کو بھول گیا۔ یا تو ایسا کم ہمت تھا کہ انگلی کٹوانے سے د
نکالا جاتا تھا اور بار بار بہانے کرتا تھا اور آج اتنی جرأت ہوئی کہ رانی کملاپتی پر ہاتھ
ڈالنے لگا۔ ٹھہر تو جا ابھی تیرا ارمان مٹی میں ملائے دیتا ہوں۔"

اس کے بعد ہنسراج کی کمر پکڑ کے ایک ہکا جو مارا تو دروازے سے سر ٹکرا گیا
اور پھر کمرے کے باہر جا کے مہندی کی روش پر گر پڑا "ہائے ترے کی" ایسا جو پلٹ
کے دیکھا تو رانی کملاپتی قہر کی نظروں سے بہرام کو دیکھ رہی تھی۔ بہرام حیران ہو گیا۔

بہرام۔ یہ غصہ کس لیے؟ کیا آپ کو اس شخص کے گداگر ہونے کا یقین نہیں آتا؟"

کملاپتی۔ ہائیں راجاؤں کے ساتھ اور ایسا سلوک؟"

بہرام۔ کہاں کا راجہ بے نامعقول؟"

کملاپتی۔ تو کیا سچ مچ اس موئے نے مجھ سے جھوٹ کہا۔"

بہرام۔ بالکل جھوٹ (غصہ میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا) احمق بے عقل کے پیچھے لاٹھی لیے
پھرتا ہے۔ ابھی سے ایسے پھولے کہ رانیوں سے رشتہ جوڑنے لگے۔ یہ نہ سمجھا کہ بہرام کے
صدقہ میں یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ میں نے تو کیا چاہا تھا۔ اور اس نے کیا کیا! میں اس کو
راجہ بنا دیتا مگر یہ اس لائق نہیں۔ لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے۔ اسکی قسمت
میں وہی جوتیاں چٹخانا لکھا ہے۔ دیکھ تو اس خودسر کی کیا سزا دیتا ہوں۔ تو نہیں جانتا
کہ بہرام کی قوت کس قدر ہے؟ ارے تجھے یہ بھی نہ یاد رہا کہ میں نے تجھے مرنے سے
بچا لیا۔ ورنہ تو اپنے ہاتھوں جہنم واصل ہو چکا تھا۔"

باب (۱۹)

آئینہ دیکھ کے حیرانی

یہ نظارہ دیکھ کے بہرام کی آنکھوں میں اندھیر آگیا۔ ہنسراج سے یہ امید نہ تھی پھر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کملا پتی ہنسراج کو دیکھ دیکھ کے مسکرا رہی ہے۔ بہرام دل پر سانپ لوٹ گیا۔

رقابت کے رنج نے انتقام پر آمادہ کیا لیکن عقل نے روکا۔ اور یوں سمجھایا۔ کملا پتی تجھ پر مہربانی کرتی ہے مگر تیرا اُس کا کیا جوڑ ہے۔ وہ امیرزادی اور تو گو کہ قوم کا شریف ہے مگر انتہا کا بدچلن اور بدنام آخر سوائے چور کے تیرا اور کوئی لقب یا خطاب نہیں ہو سکتا۔ مثل ہے بد اچھا بدنام بُرا کیا تجھے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ کملا پتی چاہے گی۔ ایں خیال است و محال ست و جنوں۔

کملا پتی کا بھی قصور نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہنسراج سے محبت کرتی تو بیجا بات نہیں ہے۔ کملا پتی تو اسے راجہ ہی سمجھتی ہے۔ تو نے جس طرح اسکو راجہ بنایا ہے کملا پتی اسے کیا جانے۔ البتہ اس کی شرارت اسقدر ضرور ہے کہ رتن بائی کو چھوڑ کے اسطرف متوجہ ہوا اتنے میں ہنسراج کے ہونٹ ہلے۔ کملا پتی مسکرائی۔ ہنسراج نے ہاتھ بڑھانا چاہا۔ بہرام نے غصہ کو روک کے للکارا اور خبردار معاش کملا پتی کو ہاتھ لگایا تو تو جانے گا۔ ہنسراج اسوقت نشۂ عشق میں چور تھا اور اسیر شاعر۔ اسے کیا خبر تھی کہ فلک سا در پے آزار ہے بے تکلف کملا پتی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بہرام ملک الموت کی طرح سر پہ پہونچ گیا۔ ہنسراج اسے دیکھ کر

اس اثنا میں کملا پتی کا نام بار بار زبان پر آیا۔ اور دل کو سرور ہوا۔ آخر وہ کملا پتی کے کمرہ تک پہونچ گیا دروازہ بند تھا۔ درار سے جھانک کر دیکھا تو سکتہ سا ہو گیا۔ کملا پتی درخت سے لگی ہوئی کھڑی ہے۔ اور ہنسراج قریب کھڑا ہوا اسکو شوق کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔

آرام کریں اور کہا کہ مجھے اچھی طرح رخصت ہو۔ میں تمام دنیا کا دورہ کرنے والا ہوں۔ اب میں حیات سے جی گھبرا گیا ہے۔"

شعر

مرنے کے دن قریب ہیں شاید کہ اے حیات
تجھ سے طبیعت اپنی بہت سیر ہو گئی

چند دن کے بعد سنگھ کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ "راجہ دیبی سنگھ کی بحالی منظور ہو گئی ہے اب" اور دو آدمی اور دیبی سنگھ کی شناخت کے لیے بھیجے گئے ہیں یہ سب ملاقات کے لیے روانہ ہونے والے ہیں۔"

بہرام کے دل میں اس خط کے پڑھنے سے غرور آیا۔ اور یوں کہنے لگا کہ "اے بہرام دنیا میں آج تیرا کوئی مثل نہیں ہے۔ تو بہرام گور سے بھی کئی درجہ بڑھا ہوا ہے۔ جہاں تو جاتا ہے کامیابی تیرے ساتھ ہے۔"

رات کو بہرام اپنی موٹر پر بیٹھ کے دہلی سے روانہ ہوا۔ دوسرے دن اس کوٹھی کے پاس پہنچا جس میں رتن بائی اور گمنا بائی اور جسونت راج رہتے تھے۔ بہرام نے موٹر روک لی یہ خیال کر کے کہ دفعتاً ان سب کے سامنے پہنچنے میں بڑا لطف ہوگا آدمی سے کہا آدھ گھنٹہ تک یہیں ٹھہرنا۔ اس کے بعد باغ کی دوسری طرف موٹر لے آنا۔ وہاں ایک بنگلہ ہے۔ سامان اسی میں رکھوا دینا آج شب کو وہیں رہوں گا۔ بہرام وہاں سے بہت خوش خوش کوٹھی کی جانب چلا۔ باغ کے موڑ پر جب پہنچا تو وہاں سے ذرا چکر کھا کے راستہ گیا تھا۔ تھوڑی دور چل کے وہ مقام نظر آنے لگا۔ جہاں جاتا تھا۔ تھوڑی ہی دور کے بعد دیکھا کہ رتن بائی باغ میں پھول توڑ رہی ہے۔ بہرام کے دل میں ایک چٹکی سی ہوئی اور کہنے لگا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ رتن بائی کے پھول کھلنے والے ہیں۔ خدا نے چاہا تو [illegible] ہو گی میری [illegible] بھی [illegible] گا تو مجھے پھول سا کھلتا دیکھ کے خوش ہوا رہوں گا [illegible] سے بچتا ہوا درختوں کی آڑ میں کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔ اس

سے ہکو حکم احکام ملتے تھے۔ اسی کے موافق ہم کام کرتے تھے لیکن قاتل کے مکان اور ان سبکی سکونت کے درمیان ایک راستہ تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ کوئی اور شخص ان کا سرغنہ نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ کوئی اور امر بھی پیچیدہ معلوم ہوا تو اُس کو بہرام نے صاف کر دیا۔ کوئی گتھی ایسی نہ تھی جسکو بہرام نے سلجھا نہ دیا ہو۔ ملزم نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ موت آنکھوں کے سامنے تھی مگر اس کے استقلال اور سکون میں ذرا فرق نہ آیا۔ سب کو حیرت تھی کہ آخر یہ کن خیالات میں غلطاں پیچاں رہتا ہے۔ بعض کو خطرہ تھا کہ اس کے اطمینان کا کوئی سبب ہوگا عجب نہیں کہ مقدمہ کے فیصل ہونے پر جیل سے نکل جائے"۔

عدالت نے کملاپتی کو بھی شہادت میں طلب کیا تھا۔ سمن تعمیل نہ ہوا۔ کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ وہ مکان پر ہیں مگر علیل ہیں۔ عندالطلب عدالت میں حاضر ہوئی۔ جب اس کی نظر قاتل پر پڑی چہرہ پر مردنی سی چھاگئی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا۔ اُف کہا اور بیہوش ہوگئی ناظرین کو خیال ہوا کہ اس کا سبب خوف ہے۔ قاتل کو ہٹا دیا اور رانی کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کیں جب ہوش آیا ذرا آنکھ کھولی اور بند کر لی۔ جب یقین ہو گیا کہ اب قاتل موجود نہیں ہے تو آنکھیں کھولیں اور چاروں طرف اس طرح دیکھا جیسے کوئی ڈرا ہوا ہو اور کہا یہ شخص وہی ہے جو مجھے میرے مکان سے پکڑ لیگیا تھا۔ میں خوب پہچانتی ہوں۔ اس کے دوسرے دن قاتل کو حکم سنانے کے پہلے پوچھا گیا کہ تمھیں کچھ کہنا ہے اس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر عدالت نے سزائے موت کا حکم دیا ان ساتوں بدمعاشوں کے حق میں کچھ رعایت کی گئی۔ صرف تھوڑی سی قید کی سزا دی گئی۔ مقدمہ ہو چکا۔ بہرام نے پھر کملاپتی کو رتن بائی کے پاس بھیجدیا اور اب اطمینان سے اپنے کام کی طرف توجہ کی۔ ننھے کو کستاور کی طرف روانہ کیا کہ راجہ دیبی سنگھ کی نسبت جو خط و کتابت ہو اُس سے مجھے آگاہ کرتے رہنا۔ ننھے کے جانے کے بعد بہرام نے یہ انتظام کیا کہ جن کاغذوں سے اسے اپنے گرفتار ہو جانے کا پتہ [illegible] ۔۔۔ ڈالا۔ اپنے [illegible] اپنے رفیقوں کو اسقدر روپیہ دیا کہ وہ زندگی بھر بیٹھ کے

باب (۱۸)

ہنسراج اور کملاپتی

بہرام دہلی پہونچا۔ مقدمہ کا انتظار شروع کیا۔ کبھی کسی اخبار میں مضمون شائع کیا۔ کبھی سرکاری وکیل سے خط وکتابت کی۔ غرض مختلف ذریعوں سے پولیس کی ہدایت کرتا رہا۔ بہرام نے وہ سوالات دفتر میں لکھ بھیجے تھے جو مجرموں سے پوچھنا تھے۔

ادھر تو بہرام کی یہ سرگرمی اور اُدھر سورج بلی کی بے پروائی اور اطمینان کہ عدالت بھی اس سے پریشان ہو گئی۔ کبھی کاہے کو ایسے کم سخن سے سابقہ ہوا تھا۔ اول تو کسی بات کا جواب ہی نہ دیتا تھا گویا جواب جاہلاں باشد خموشی۔ جب اس کو تنگ کرتے تھے تو کہتا تھا میرا نام سوراج بہادر ہے۔ بہرام ثبوت دیتا تھا کہ یہ فرضی نام ہے اسکا اصلی نام سورج بلی ہے۔ اب اس نے یہ بھی کہنا چھوڑ دیا۔ اور کہتا بھی تو کیا کہتا لاجواب ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ کے تیس پینتیس خط نکلے جو اس کے دستخطی تھے۔ ان کی تحریر میں کوئی فرق نہ تھا۔ یہ خط اس معاملہ سے متعلق تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے نوکروں کو یہ خط لکھے تھے اور پھر واپس بھی لے لیے تھے۔ مگر ان کا جلانا غفلت سے رہ گیا کسی خط میں حیدر خاں اور شب سنگھ کے پھانسنے کے لیے ہدایت لکھی تھی کسی میں اندربھون اور عشرت منزل کے چور دروازے اور خفیہ راہوں کا تذکرہ تھا کسی میں گنیش کے پیچھا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اب یہ کس کس کی تردید کرتا۔ مقدمہ صاف تھا۔ دو تین باتوں میں شک ہو سکتا تھا جو اس کے مفید تھیں۔ جب اس کو ان بدمعاشوں کے سامنے پیش کیا تو اُنھوں نے کہا ہم اُسکو نہیں پہچانتے نہ کبھی اس کی صورت دیکھی اور نہ آواز سنی۔ خط یا تار کے ذریعہ سے

تار بارہ کے خط دوڑا ہوا تھا۔ اور اس دوسرے نشان سے ایک تار دس کے خط تک جاتا تھا۔ بس سلسلہ قائم ہو گیا۔"

سیما۔ "یہ کیونکر معلوم ہوا؟"

بہرام "محض عقل سے۔"

سیما "کوئی ثبوت؟"

بہرام۔ "ان نشانوں کے نیچے دیوار کھود دی جائے تو ملے گا۔ دیکھنا ہو تو دیکھ لیجیے مگر میرا قیاس غلط نہیں ہو سکتا۔"

سیما۔ "اگر تم یقین کرتے ہو تو مجھے یقین بھی ہے۔ میں تو تمہاری طبیعت کو آزما چکا ہوں۔ اب بھی ضرورت ہے۔"

بہرام کو ابھی سورج بلی کے مقدمہ کی فکر کرنا تھی اسی شب کو وہاں سے رخصت ہو کے دہلی روانہ ہوا۔"
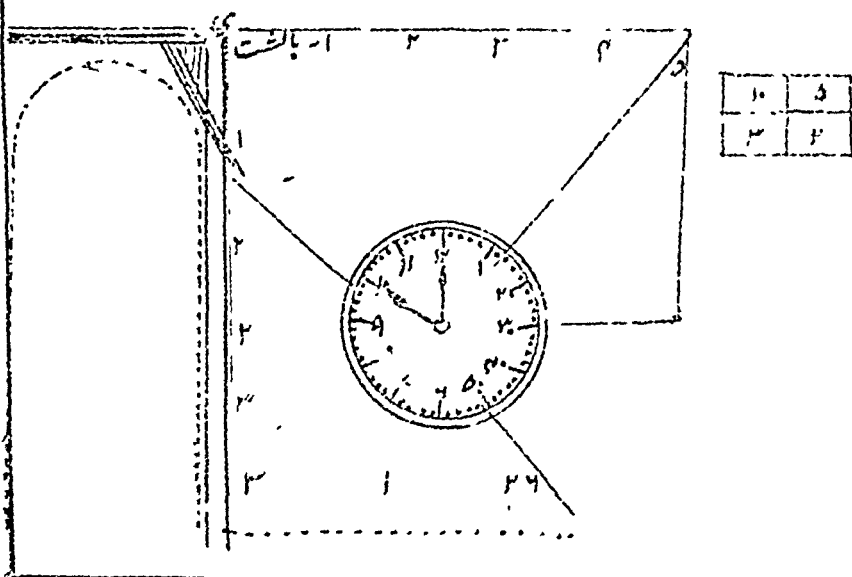
تین بالشت ناپے۔ یہ کسی خط کے قریب نہ ختم ہوئے کچھ سوچا اور یہاں بھی نشان بنایا اس نشان سے دو بالشت داہنی طرف ناپے۔ یہ اس خط پر ختم ہوئے۔ جو پانچ کی سیدھ میں تھا۔

بہرام۔ لیجیے پیمایش تو ٹھیک اُترتی ہے میرے خیال میں ان تین نشانوں سے جو پنسل کے خط میں ختم ہوئے ہیں اس جگہ تک جہاں سوئیوں کا گھیرا ہے۔ دیوار کے اندر یہاں ایک تار جالا گیا تھا۔ رام سنگھ نے ہر سلسلہ کو بیچ سے لے کے دو اور تین اور پانچ کے ہندسے گھڑی کے حساب سے کھدے ہیں۔ جس طرح میں نے ان ہندسوں کی کیلیں یا نقطے دبا لئے تھے اُسی طرح ان نشانوں پر بھی کوئی چیز ضرور ہوگی جسے دبا کے مطلب حاصل ہوتا تھا غور سے دیکھ کے۔ اہاہا۔ دیکھیے معلوم ہوتا ہے تینوں جگہ کوئی سوراخ بند کر دیا گیا ہے۔ غالباً یہاں پر کوئی کیل گئی ہوگی"

ب۔ (خود غور سے دیکھنا) ہاں معلوم تو ہوتا ہے .... اچھا یہ دس اور بارہ کی سیدھ میں جو خط کھنچے ہیں۔ ان کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

بہرام۔ میں نے دس بجے کے خیال سے یہ خط کھینچے تھے۔ مگر ابھی تک سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سلسلہ کس جگہ جا کے ملتا ہے (پھر کچھ سوچ کے) یہ تین بالشت ناپ کے جو نشان لگایا ہے یہ تو بالکل بیکار ہی ہوا جاتا ہے (خوب غور سے دیکھ کے) تو یہاں بھی کوئی سوراخ بند کیا گیا ہے (ایک تپائی پر چڑھ کے "سی" کو دیکھ کے) واہ وا وا۔ یہاں ایک سوراخ بند کیا گیا ہے"

ب۔ ان دو مقاموں سے تو کوئی خط ملتا نہیں دس اور بارہ کے خط جدا جدا جاتے ہیں۔

بہرام۔ (فکر سے سر اُٹھا کے) یہ ظاہر ہے کہ ان دو مقاموں میں بھی کیلیں ہیں۔ جس کے دبانے سے کوئی کام ہوتا تھا۔ میرے خیال میں دو ہی کیل ست کوئی

ظاہر ہے کہ وہ عیاش آدمی تھا۔ آخر اُسی کی وجہ سے سارے گھر پر تباہی آئی۔"
ب ۔ معلوم نہیں بادشاہ نے کس طرح اس ڈبہ کو چھپایا تھا۔ رام رتنا سے گھڑی بنادیا
بہرام ۔ ابھی تک میں نے اس پر غور نہیں کیا۔ عجب نہیں یعقوب شاہ کے نقش میں کسی
پیمایش کا اشارہ بھی ہو۔ اور اس سے گھڑی کی شکل پیدا ہوتی ہو۔ اگر آپ کو بھی اشتیاق
ہو۔ تو چلیے اس معمے کے بھی حل کرنے کی کوشش کریں کچھ آثار مل جائیں تو کیا بات ہے
"ب" بہرام کو لے کے اُس کمرے میں گیا۔ بہرام نے دیواروں کے ہر نقش کو
دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد "ب" سے کہا دیکھیے "ی" دروازہ کے درمیان میں
نہیں بلکہ دروازے کے ایک کونے کے قریب لکھی ہوئی ہے۔" میں سمجھتا ہوں کہ
اس حرف سے دس مراد ہیں اور اس سے دونوں طرف یعنی داہنی جانب اور
نیچے کی طرف پیمایش کرنا چاہیئے۔ دیکھیے نقش کی صورت یہ تھی

۵	۱۰
۲	۳

اتنا کہہ کے بہرام خاموش ہو گیا اور گھڑی پر غور
کرنے لگا۔ دیر تک فکر میں رہا پھر ایک چھڑی لے کے اُسکا ایک
سرا سوئیوں کے ڈھرے پر رکھ کے چھڑی کو دیوار سے ملا دیا اس طرح کہ دو کا ہندسہ
اس کے نیچے آگیا۔ بہرام نے موٹے پنسل سے دیوار پر ایک خط کھینچ دیا۔ پھر دوسرا
اسی ترکیب سے تین کے ہندسے کی سیدھ میں کھینچا۔ پھر دو خط پانچ اور دس کی سیدھ
میں کھینچے۔ "ب" کو اس کی ان حرکتوں پر تعجب تھا مگر اس کی ذہانت کا قائل ہو چکا
تھا بالکل خاموش رہا۔ بہرام نے چھڑی رکھ کے "ی" سے داہنے ہاتھ کی طرف
پانچ بالشت ناپے یہ ٹھیک اسی خط کے قریب ختم ہوئے جو دو کی سیدھ میں کھینچا تھا
بہرام نے یہاں ایک نشان بنا دیا۔ پھر اس نشان سے دو بالشت نیچے کی جانب
ناپے۔ یہ اس خط کے قریب ختم ہوئے جو تین کی سیدھ میں تھا۔ بہرام نے یہاں
... بنایا۔ اور ب سے کہا کچھ امید تو کامیابی کی ہے اب بہرام نے نیچے کی طرف

کرنے کے لائق نہ ہوتا تو کیا میں دیوانہ تھا جو اس فکر میں مارا مارا پھرتا اور اتنی دیر تک بیکار تم سے بک بک کرتا"

ہنسراج - اچھا آپا ہی کا کہنا سب صحیح - مگر مجھے بھی تو کچھ بتائیے"

بہرام نے کھڑے ہوکے فراشی سلام کیا "حضور کا اسم گرامی راجہ دیبی سنگھ بہادر والی کستاور ہے - ہنسراج یہ سن کے غوطہ میں گیا بڑی دیر تک بیہوش سا بیٹھا رہا - آخر بہرام نے شانہ ہلا کے کہا "اچھا لو خدا حافظ - اب ذرا مرد بننا ہا ہئے"

اس کے تیسرے دن بہرام نے رانی کملا پتی کو ریل پر بٹھا کے کشمیر کا قصد کیا - سرحد کے قریب اُتر کے ایک کوٹھی میں ٹھہرا - رتن بائی بھی یہیں موجود تھی - رانی نے کہا چلو اچھا ہوا میرا دل بھی نہ گھبرائیگا"

بہرام - ہنسراج بھی آتا ہوگا"

ایک دن بہرام نے وہیں قیام کیا - دوسرے دن کستاور کو روانہ ہوا - "نظیر دوب" سے ملاقات ہوئی - اور خطوں کا لفافہ اُس کے سپرد کیا - اور اپنے معاوضہ کا تقاضہ کیا"

بہرام - آپ کو یاد ہوگا کہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ کستاور کی ریاست دیبی سنگھ کے پدم سنگھ کا وارث ہے قبضہ میں دیا جائیگا"

سب - میں اس کا ذکر بھی کردوں گا - مگر وہ ہیں کہاں ؟"

بہرام - راہ میں ہیں - ابھی تو وہ ہنسراج کے نام سے مشہور ہیں - گر یہیں وہی شناخت ممکن ہے"

اس کے بعد اور باتیں ہوتی رہیں - انھیں باتوں میں "سب" نے کہا - معلوم نہیں - یعقوب شاہ کا خزانہ کیا ہوا ؟"

بہرام - قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ پدم سنگھ کے بعد رام سنگھ نے اُس کو اُڑا دیا - یہ تو

بہرام ۔کیا احمق ہو؟ یہ بھی دل لگی ہے؟"
ہنسراج ۔تھوڑی دیر کے لیے مان لو میں انکار کروں تو تم میرا کیا بنا لوگے؟ اصل یہ ہے کہ میں جعل فریب سے گھبراتا ہوں۔ اس جعلسازی میں شریک ہونے کو میرا دل نہیں مانتا!"
بہرام ۔تمھارا دل تو مار کھلوائے گا (اور ہاتھ پکڑ کے ہنسراج کو کرسی پر بٹھایا) بھئی عجب طرح کے آدمی ہو۔ کیا تمکو یاد نہیں کہ تم ہنسراج نہیں ہو؟"
ہنسراج ۔خوب یاد ہے اسی سے تو میں ہنسراج بننے سے انکار کرتا ہوں "
بہرام ۔تم انکار کرو یا نہ کرو۔ ایک بات میری سن لو اتنے دن تک تو تم ہنسراج بنے رہے اور یہ دن تمھیں کیونکر نصیب ہوا تم نے غریب ہنسراج کو قتل کیا اور خود اُسکا نام چھین لیا "
ہنسراج (بے قرار ہو کے) واہ! یہ بات تمھاری کون سنے گا۔ مجکو اس جعل سے کیا حاصل تھا؟"
بہرام ۔ تمھارے دماغ میں تو بھُس بھرا ہوا ہے۔ خدا جانے کیسے شاعر ہو۔ لوگوں کے مضمون چرا چرا کے لکھ دیتے ہوگے۔ جیسے تم نے ہنسراج کے نام پر قبضہ کیا۔ بھلا اتنا تو سمجھو کہ تم بے سمجھے بوجھے ہنسراج بن گئے۔ سب کو یہی یقین ہوگا کہ تم ہنسراج سے واقف تھے۔ اُس کو مار کے اُس کی جگہ غصب کر لی "
ہنسراج ۔مگر میں جانتا کب ہوں کہ ہنسراج کس جانور کا نام ہے "
بہرام ۔وہی شاعرانہ جھوٹی باتیں۔ بھائی بیس دفعہ تمکو سمجھا دیا کہ قانون کچھ اس منطق کو نہ مانے گا "
ہنسراج ۔مگر مجکو معلوم تو ہو کیا کام کرنا پڑے گا۔ آخر میں کس کے بھیس میں ہوں "
بہرام ۔اچھا تم کو بتا دوں پھر تو اپنی بات پر قائم رہو گے "
ہنسراج ۔میں سنوں تو۔ وہ کام مجھ سے ہو بھی سکتا ہے "
بہرام ۔پھر وہی اُلٹی ہانک لگائی۔ تم تو عقل کے پیچھے لاٹھی لیے پھرتے ہو۔ اگر تمھاری

باب (۱۷)

بہرام اور ہنسراج

"قصہ کا سلسلہ ملانے کے لیے اسکا ذکر ضروری ہے اور شاید ہو بھی چکا ہے کہ راجہ مہراب جنگ یعنی بہرام نے ہنسراج کو ہارڈنگ روڈ کے قریب ایک چھوٹی سی خوشنما کوٹھی میں دیکھا تھا۔ قاتل کی گرفتاری کے بعد جب بہرام کو اُدھر کا کھٹکا نہ رہا۔ تو اپنے منصوبوں کی طرف توجہ کی۔ سب کے پہلے ہنسراج کو آمادہ کرنے کی ضرورت تھی یہ سوچ کے بہرام اس سے ملنے گیا۔"

" ہنسراج ایک کمرہ میں اکیلا بیٹھا ہوا کچھ لکھتا تھا۔ کبھی کبھی آنکھ اُٹھا کے سامنے سڑک اور میدان کو دیکھ لیتا تھا۔ پھر لکھنے میں مصروف ہوجاتا تھا۔ ایک بار کاغذ اُٹھا کے چند شعر باواز بلند پڑھے کہ اتنے میں کہا "واہ کیا کہنا کیا اچھا مضمون ہے اور زبان کیسی ہے"

ہنسراج۔ (چونک کے) کون آپ ہیں؟"

(گھبرائے ہوے لہجہ میں) تشریف لائیے کہاں تکلیف کی؟"

بہرام۔ تمھارے دیکھنے کو بہت جی چاہتا تھا۔ آج بمشکل فرصت ملی۔ چلا آیا۔"

ہنسراج (کانپ کے) کیوں کیا وہ زمانہ قریب ہے؟"

بہرام۔ ہاں۔ بہت قریب۔ مگر اب تمھارے کام کرنے کا وقت ہے۔ اب زندگی کا رنگ بدلو عیش و آرام کی زندگی اختیار کرو۔"

ہنسراج (گھبرا کے کھڑا ہو گیا۔ لیکن اگر میں اس سے انکار کروں؟"

کنجی نہیں ہے۔ کھڑکی سے اندر گیا۔ کمرے کو خالی پایا اس کمرے سے دوسرے کمرے میں پہونچا
یہ خالی بھی تھا مگر بہرام مایوس نہ تھا یقین تھا کہ سورج بلی یہیں کہیں نہ کہیں اس کمرے میں
دوسری طرف تین دروازے تھے۔ بیچ کے دروازے کو لات ماری تو وہ کھل گیا۔ بہرام
اندر گیا۔ بالکل اندھیرا تھا۔ مگر اس اندھیرے میں ایک طرف سفید بچھونا بچھا ہوا تھا۔
اور کسی کا سایہ بھی قریب نظر آیا۔ بہرام نے لالٹین اسطرف کی۔ دیکھا سورج بلی کھڑا
ہے۔ اور غور سے دیکھا۔ وہی تھا۔ مگر اس کے چہرے سے کسی قسم کا فکر و تردد نہ پایا جاتا تھا۔
بہرام آگے بڑھا وہ اسطرح کھڑا رہا۔ بہرام حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا کمبخت اندھا ہے۔
اور قدم آگے بڑھایا یقین تھا کچھ کریگا۔ مگر اسکو حرکت نہ ہوئی۔ آخر بہرام بالکل قریب پہونچ گیا
گو پھر بھی نہ وہ آگے بڑھا نہ پیچھے ہٹا۔ نہ تیور بدلا۔ بہرام نے آخر خود ہی حملہ کیا اور اُسکو پلنگ پر
گرا کے فوراً چادر میں لپیٹ دیا اسپر بھی اطمینان نہ ہوا پلنگ کی ادوائن کھول کے ہاتھ پاؤں بالکل
کس دیئے۔

بہرام بہت ترسے کی۔ اب تو پھنسا۔ اتنے میں باہر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ پھاٹک
پر لکڑیاں پڑنے لگیں۔ بہرام کھڑکی کے پاس گیا۔ دیکھا کہ پولیس آگئی۔ جلدی سے اپنے قیدی
کی جیبوں کو ٹٹولا۔ ایک نوٹ بک نکلی پھر میز کے خانوں میں سے کچھ کاغذات نکلے دیکھا تو
بہت خوش ہوا اور منھ سے بے اختیار نکل گیا "وہ مارا" انھیں کاغذات میں وہ خط دیکھا
ایک لفافہ میں بند تھے جو نستان کے قادم سے گم ہو گئے تھے۔ بہرام نے انپر بھی قبضہ کیا
اور قاتل کو پلنگ سے بندھا ہوا چھوڑ کے اسی کمرے سے نکلا۔ پیچھے کی سمت صحن میں پہونچا
وہاں کملا پتی کھڑی تھی اُس سے رخصت ہوا اور جلد جلد قدم بڑھا کے سرائے کے احاطے
سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی پولیس والے جو انوں کے ساتھ پھاٹک توڑ کے
مکان میں داخل ہوا۔

———

ادھر یہ اپنا کام کرنے گیا۔ بہرام نے بہت ضبط کیا۔ پھر بھی دل بیتاب تھا۔ آخر پہلے کمرہ میں آیا پہلے تو اس نے جیبوں سے نوٹ نکالے۔ پھر کمرے کے فرش سے ایک ایک کو لپیٹ کے پھندے لگا کے باہر نکلا۔ ایک موٹر کرائے پر لی۔ دوسری موٹر اسی سے اور منگوائی۔ دونوں کو پہلے ہی سے کچھ انعام دیا۔ ساتوں کو ایک موٹر پر لادا۔ دوسری پر آپ سوار ہوا اور کہا "خفیہ پولیس کے دفتر چلو" جب دفتر قریب آیا۔ بہرام نے موٹریں رکوائیں اور ان ساتوں کو موٹر والے کے سپرد کر کے خود دفتر کی طرف چلا۔ وہاں پہونچکر نکرجی کو پوچھا۔ وہ موجود نہ تھے۔ معلوم ہوا مکان گئے ہیں۔ اگر کہئے تو بلوالوں"

بہرام ۔ نہیں کام تو ہے مگر میں ٹھہر نہیں سکتا ایک رقعہ اُن کے نام لکھ کے دیے جاتا ہوں۔ میز سے قلم اُٹھا کے لکھا"

"نکرجی بابو۔ بندگی ۔ مزاج شریف۔ میں ابن سفر سے پلٹ کے کچھ ایسا کاموں میں مشغول تھا کہ تم سے نہ مل سکا آج یہاں آیا بھی تو تم نہ ملے خیر۔ اسوقت تمھارے واسطے ایک بہت نفیس تحفہ لایا ہوں۔ یعنی جسبیر سنگھ کے ساتھ کے سات بدمعاش۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایک ہی رات میں شب سنگھ اور حیدر خاں کو دریا برد کر دیا تھا۔ ان کا تو خیر یہ انجام ہوا اب ان کے سردار کی گرفتاری باقی ہے۔ میں اُسی کی فکر میں جاتا ہوں چیلی قبر کے قریب اسکا مکان ہے سورج بہادر کے نام سے وہاں سب جانتے ہیں۔ بشرط فرصت تم بھی پہونچ جاؤ۔

راقم بہرام ڈی۔ ایس۔ پی"

"یہ رقعہ لفافہ میں بند کر کے کہا وہ نکرجی کو دیدینا اور اپنے ساتھ پولیس کے سات جوان لے کے مردوں کے پاس آیا۔ دیکھا ذکار حسین انسپکٹر بھی موجود ہیں"۔ بہرام نے کہا میں نے جسبیر کے سات جوانوں کو گرفتار کیا ہے اب آپ کی حراست میں دیتا ہوں۔

بھاری ہے ؟

جمعدار۔ (آپس میں کچھ باتیں کرکے) اچھا تو یہ خزانہ کہاں ہے ؟"

بہرام۔ اس آتشدان کے نیچے۔ مگر اس کا اُکھاڑنا کوئی سہل چیز نہیں ہے۔ اسی سے
تو میں مجبور ہو گیا۔ لیکن تم تو سات ہو۔ تمہارے آگے کیا مشکل ہے"

جمعدار۔ او ہوا بھی اُکھیڑ کے پھینکے دیتے ہیں"

سب کے سب جٹ گئے۔ جمعدار بھی جھک کے دیکھنے لگا۔ بہرام ان سب کے
پیچھے جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اور اپنی تدبیر پر دل ہی دل میں فخر کر رہا تھا۔ ایک
دفعہ موقع دیکھ کر جیبوں سے ہاتھ نکالے۔ ہر ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ لوگ ابھی
دولت کی دھن میں تھے کہ ایکبارگی دو آوازیں آئیں "دن دن"، اور فوراً دو آوازیں
اور آئیں۔ چار آدمی فرش پر لوٹنے لگے"

بہرام (زور سے قہقہہ لگا کے) سات میں سے چار تو جہنم واصل ہوئے۔ اب تین بچے
کہو کیا کہتے ہو۔ تمہارے بھی پارسل روانہ کر دیے جائیں"؟

جمعدار نے تمنچہ نکالنے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ بہرام نے زور سے ڈانٹا
ہاتھ اوپر رکھو نہیں تو تینوں کو ایک نشانہ میں اُڑا دوں گا۔ تینوں نے ہاتھ بلند کیے
بہرام نے حکم دیا۔ تم دونوں جمعدار کی مشکیں کس دو۔ احمقوں نے کانپتے ہوئے اس نادری
حکم کی تعمیل کی ابھی ان کو اس کام سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ بہرام نے آگے بڑھ کے
تمنچہ کا کندا اُن کے سر پر مارا۔ وہ بھی لوٹ گئے۔ بہرام نے اکڑ کے کہا "واہ بہرام
کیا کہنا اگر اس وقت پچاس بھی ہوتے تو اسی طرح زیر ہو جاتے"

ادھر کا کام تو ختم ہوا۔ بہرام اب کملا پتی کی خبر لینے چلا۔ دروازہ کھولا
اندر گیا۔ کمرہ بالکل خالی پایا۔ اب تو بہرام کے حواس بجا نہ رہے کھڑکی کے پاس جا کے
دیکھا تو ایک سیڑھی دکھائی دی۔ کہنے لگا کمبخت بڑے مکار، میں تو اس طرف تھا۔

بہرام اپنی سی کر چکا۔ دروازے کے پاس جاکے زور سے آواز دی "ڈرے کیوں جاتے ہو؟ تو میں موجود ہوں۔ یہ کہہ کے دروازہ کھول دیا "بڑے مرد ہو تو چلے آؤ"۔

دروازہ کھلتے ہی سب کے حوصلے پست ہو گئے۔ بہرام کا مقابلہ گویا شیر کا مقابلہ تھا۔ کون ایسے کے منہ چڑھتا ہے۔ یہ ایک نوٹوں کی گڈی اُن کو دکھاکے کہنے لگا "میرے قتل کا انعام تین ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔ میں اس کی دوگنی رقم دیتا ہوں"۔ یہ کہہ کے اس نے نوٹوں کی گڈی میز پر رکھ دی۔ جمعدار نے اپنے ساتھیوں کی نیت بدلی ہوئی دیکھی کہا "ارے یار یہ فریب ہے خبردار چکمہ نہ کھانا۔ بہرام موقع کے فریب میں ہے۔ جانے نہ پائے۔ حملہ کرو"۔

جمعدار نے یہ کہہ کے ہاتھ اٹھایا کہ تمنچہ سر کرے مگر اسی کے ساتھیوں نے روک لیا۔

بہرام۔ "جاؤ بھی تم تو عجب وحشی معلوم ہوتے ہو۔ اور یہ اتنی رقم کیوں کھوتے ہو۔ یہ چھ ہزار روپیہ بھی لو اور جو کام کرنے آئے ہو اُس سے کون روکتا ہے؟ رانی کا مال و زیور لوٹنا چاہتے ہو لوٹو۔ میں نہیں منع کرتا۔ رانی کو پکڑنے آئے ہو اچھا لیجاؤ۔ میں ہاتھ نہیں پکڑتا"۔

جمعدار۔ "آخر تمھارا منشا کیا ہے کچھ تو معلوم ہو؟"

بہرام۔ "خیر تم راہ پر تو آئے مگر باہر اوس گر رہی ہے۔ یہاں اندر آجاؤ تو اچھا ہے۔ نزلہ بخار کی فصل ہے۔ بیکار بیمار پڑنے سے کیا ہے۔ ہائیں چھ الو ڈرتے ہو۔ تم سات میں اکیلا بس دیکھا۔ کچھ تو ہمت دکھاؤ۔ شاباش"۔

وہ سب بہرام کی تقریر سنکر متحیر کھڑے تھے۔ آخر ڈرتے ڈرتے کمرے میں قدم رکھا۔ بہرام جمعدار سے کہا۔ "دروازہ بند کردو کہ اطمینان سے بات چیت ہو (میز کی طرف دیکھ کے) نوٹ اٹھالیے گئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ معاملہ طے ہوگیا"۔

جمعدار۔ "اچھا تو پھر اب کہو تمھارا کیا مطلب ہے؟"

باب (۱۵)

مقابلہ

بہرام کو اپنی ذات سے زیادہ کملاپتی کا خیال تھا دوڑ کے زینہ کا دروازہ بند کیا اور کمرے میں آکے کملاپتی سے "ایک ذرا آپ بھی ہمت کیجیے تو آپ چادر کا کونا پکڑ کے اس کھڑکی کی طرف سے نیچے اُتر جائیے۔ میں آپ کو اُتار لوں تو لونڈوں کی خبر لیتا ہوں۔ اگر آپ ساتھ رہیں تو میرے ہاتھ پاؤں بندھے رہیں گے۔ کچھ نہ کر سکونگا

کملاپتی (ہاتھ جوڑ کے اور آنکھوں میں آنسو بھر کے) خدا کے لیے مجھکو اکیلا نہ چھوڑیے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے"

بہرام نے رانی کو گود میں اُٹھا لیا اور برابر کمرہ میں لیجا کے پلنگ لٹا دیا۔ اور تسلی دے کے کہا "رانی صاحبہ آپ خوف نہ کیجیے۔ جبتک بہرام کی جان میں جان ہے۔ آپ کا بال بیکا نہ ہوگا۔ یہ کہہ کے بہرام نے چاہا کہ پھر اُسی کمرہ میں جائے کملاپتی نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کرنے لگی کہ اکیلے نہ جائیے۔ سات کا اور ایک کا کیا مقابلہ ہے"

بہرام نے تسلی دے کے ہاتھ چھڑانا چاہا اس نے اور زور سے ہاتھ پکڑ لیا اور رونے لگی "خدا کے لیے یوں اکیلے نہ جائیے۔ اللہ نہ کرے بری گھڑی آئے۔ آپ کے بعد مجھے کسی کا بھروسا نہیں ہے۔ یہ کہتے کہتے وہ بیہوش ہو گئی۔ بہرام نے آہستہ سے پلنگ پر لٹا دیا۔ اور ایک نظر اُس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی۔ اور زلفوں کو چوم کے وہاں سے پلٹا۔ پہلے کمرے میں آکے کملاپتی کی مسہری کے پردے چھوڑ دیے۔ اور مسہری پر کچھ کپڑے رکھ کے اسطرح دوشالا اُڑھا دیا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ کوئی سو رہا ہے۔ ادھر تو بہرام یہ کوشش کر رہا تھا اُدھر حریف دروازہ توڑنے میں مصروف تھا

بہرام ۔ اور آپ کے سپاہی ؟"
کملا پتی ۔ وہ موئے بالکل بیکار تھے ۔ آپ کے بھروسہ پر میں نے سب کو برطرف کردیا۔"
بہرام گھبرا کے کھڑکی کے پاس گیا جھانک کے دیکھا تو دو تین آدمی باغ کی طرف سے آرہے ہیں ۔ دوسری کھڑکی سے دیکھا تو سڑک کی طرف سے دو اور آرہے ہیں ۔ یہ دیکھ کے بہرام کو سیاہ پوش کا بھی خیال آیا کہ قاتل بھی انھیں کے ساتھ ہوگا نظر تو نہیں آتا ۔ کہنے لگا وہ بڑے پھنسے ۔ خوب چکمہ دیا ۔ میرے آدمیوں کو فقرے سے ٹال دیا ۔ اور مجھکو اکیلا کرکے گھیر لیا ۔ سوء اتفاق سے میں خود دیر کرکے آیا ۔ اگر ایک گھنٹہ پہلے آتا تو یہ رقعہ کچھ نہ بنا سکتا ۔
بہرام کے دل میں ایک اور خیال آیا کہ ممکن ہے جسطرح اس نے اپنے بھائی اور بہن کو مار ڈالا اسی طرح آج اپنے ان ساتوں نوکروں سے بھی فرصت کیا چاہتا ہے ۔ اسی وجہ سے میرے آدمیوں کو ٹال دیا ہو کہ شور و غل سے اس کے ارادے میں خلل نہ پڑے ۔ اور کام ہو جائے ۔ نہ کسی کو کانوں کان خبر ہو "

کچھ تو ایسی بات ہوئی وہ لوگ رُک رہے خیر دو جوان تو پہرے پر موجود ہیں گے ۔ کافی ہیں بہرام آگے بڑھا ۔ دیوار کے سایے میں دو آدمیوں کو دیکھا ۔ سمجھ گیا کہ حریف کا پیش خیمہ پہونچ گیا ۔ ناحق اتنی دیر کی ۔ پہلے تو دل میں آیا کہ ان دونوں کو ماروں ۔ پھر سوچا کہ اصل مقصد ہاتھ سے نکل جائیگا ۔ قاتل نہ مل سکے گا ۔ دفعتہً ایک جانب سے سیٹی کی آواز آئی بہرام نے کہا اور سب بھی آ گئے ۔ اب سوچنے کی مہلت نہیں ہے کام کرنا چاہیئے ۔ جلد سے جلد مکان کے اُس طرف گیا جدھر باورچی خانہ تھا ۔ باورچی خانہ کی کھڑکی میں جالی لگی تھی اسے کاٹا اور اندر گیا ۔ وہاں سے کملا پتی کے کمرے کا رخ کیا ۔ باغ میں آدمیوں کی آہٹ معلوم ہوئی بہرام یہ سمجھا کہ میرے دونوں جوان اسی آواز سے جاگ اٹھیں گے باغ کی طرف سے کوئی خوف نہیں ہے ۔ اتنے میں زینہ کے پاس پہونچا ۔ ادھر چڑھ کے کملا پتی کے کمرے میں پہونچا ۔ بغیر کھٹکھٹائے دروازہ کھولا ۔ اندر گیا ۔ کملا پتی ایک مسہری پر سہمی ہوئی پڑی تھی ۔ چہرہ ڈر سے زرد تھا فقط ایک شمع روشن تھی ۔ بہرام نے پوچھا "میرے دونوں جوان پہرے پر ہیں نا؟"

کملا پتی ۔ (مایوس ہو کے) کیسا پہرہ ؟ اور کیسی چوکی وہ تو اُسی وقت چلے گئے ۔

بہرام ۔ ہائیں چلے گئے ؟ کیوں چلے گئے ؟"

کملا پتی ۔ اوئی آپ ہی نے تو انھیں رقعہ بھیج کے بلوا لیا ۔ انھیں گئے ہوئے دیر ہوئی شاید دو گھنٹے ہوئے ہوں گے ؟

یہ کہہ کے رانی نے فرش سے ایک کاغذ کا پرزہ اٹھایا اور بہرام کو دکھایا ۔

"میرے سب جوانوں کو شاہی ہوٹل میں ۔ میرے پاس بھیجدیجئے ۔ ایک مشکل درپیش ہے ۔ آپ نہ گھبرائیے ۔ میں آتا ہوں"

بہرام ۔ کم بخت نے پھر چوٹ کی ۔ رانی صاحبہ آپ نے اسے سچ سمجھ لیا ؟"

کملا پتی ۔ پھر اور کیا سمجھتی ؟"

جمعدار۔ خیر وہ دو ہیں، ہم سات۔ بولیں گے تو مار چلیں گے۔ وہ کام ہی کیا ہے۔ ایک عورت کے منھ میں کپڑا ٹھونس کے ہاتھ پاؤں باندھ کے اٹھا لانا اور اس پلنگ پر لا کے لٹا دینا کیا مشکل کام ہے۔ پھر جو اُستاد کا حکم ہوگا کیا جائے گا۔"

دوسرا۔ اور انعام کیا ملیگا؟"

جمعدار۔ رانی کا مال اور زیور۔"

دوسرا۔ اگر کام نہ ہوا تو مفت کی محنت ہوگی۔"

جمعدار۔ ارماں۔ تین تین سو پیشگی لے لیے ہیں۔" تم کس شمار میں ہو"

وہی شخص۔ پھر کیا کہنا نو نقد نہ تیرہ اُدھا۔ بھئی بات یہ ہے کہ اُستاد ہے بڑا دینے والا۔ ایسا دل نہیں دیکھا (چپکے سے) اگر تلوار کھنچی اور لڑنا پڑا......؟"

جمعدار۔ تو دو ہزار انعام ملیں گے۔ مردوں کا یہی کام ہے۔ تلوار کھنچے گی تو کیا چوڑیاں ٹوٹ جائیں گی۔ اور یہ تو سمجھو کہیں بہرام کو مار لیا تو تین ہزار نقد انقد وصول ہوے میاں ہم ایسوں کے لیے تو بہت ہیں۔"

وہی شخص۔ خدا کرے مل جائے۔ پھر سب کچھ ہے۔ پو بارہ.........

جمعدار۔ میری عقل میں تو یوں آتا ہے کہ ہم تین تین آدمی ٹکڑیاں بنا کے جدا جدا ہو جائیں۔

اس کے بعد ایک ایک کر کے سب وہاں سے چلدیئے۔ بہرام بھی پلٹا اور زینہ سے اُتر کے دیوار پھاند کے باہر نکلا۔ عشرت منزل کا راستہ لیا۔ وہاں پہونچ کے کیا دیکھتا ہے کہ میاں ننھے ہیں نہ مُنے۔ بہرام کو سخت تشویش ہوئی ہر طرف گھوم کے دیکھ ڈالا کہیں آدمیوں کا نشان نہ پایا۔ دل میں کہتا تھا غضب ہوا۔ بارہ بجا چاہتے ہیں اور ابتک یہ لوگ نہ آئے۔ کچھ نہ کچھ بجوگ پڑا۔ اچھا تھوڑی دیر اور انتظار کر لوں ساڑھے بارہ بج گئے مگر کسی کی صورت نظر نہ آئی۔ بہرام نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا فضول ہے

طرف بند تھی۔ اس کھڑکی میں شیشے لگے ہوئے تھے اور سب سالم تھے۔ ایک ٹوٹا ہوا تھا
بہرام نے اس میں ہاتھ ڈال کے کنجی کھولی اور کھڑکی کھول کے لالٹین روشن کی آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا۔ باہر ایک صحن تھا کھڑکی سے ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ بہرام
نے دل میں کہا۔ یہی کھڑکی ہے جس میں سے سورج بلی اپنے نوکروں سے باتیں کرتا ہے
اور حکم احکام دیتا ہے۔ وہ نیچے ہوتے ہیں اور یہ کاغذ پر کچھ لکھ کے نیچے ڈال دیتا ہے۔ وہ
یہی سبب ہے کہ وہ لوگ اپنے مالک کو نہیں پہچانتے پھر بہرام نے لالٹین گل کر دی
پلٹنے ہی کو تھا کہ صحن کا دروازہ کھلا۔ کوئی اندر آیا۔ اور اپنی لالٹین روشن کر کے جیب سے
تمنچہ نکالا اور اس میں گولی بھر کے اطمینان سے ٹہلنے لگا۔ بہرام نے پہچان لیا کہ ان سات
گردوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اسے پہچان کے ٹھہر گیا کہ دیکھوں کیا کرتا ہے۔ جب تک
یہ یہاں موجود ہے۔ رانی کملا پتی کے گھر میں کوئی واردات نہیں ہو سکتی۔ ڈیڑھ گھنٹہ
گزر گیا۔ کوئی نئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ بہرام گھبرا گیا مگر وہاں سے ہٹنا بھی منظور نہ تھا
اتنے میں اس شخص نے آواز دی "آؤ"۔ اس آواز کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے بعد
چار آدمی آئے۔ بلانے والے نے کہا "اب پانچ تو ہو گئے۔ ڈوکی اور کسر رہی وہ عین
موقع پر ملیں گے۔ تم لوگ خوب تیار رہو؟" سب نے ایک ساتھ جواب دیا "ہاں"
اس نے کہا یہی چاہیئے تھا۔ برابر کی چوٹ ہے"
ایک۔ جمعدار تمہیں کیونکر معلوم ہوا"
جمعدار۔ استاد سے"
وہی شخص۔ ہاں۔ اسی طرح اندھیرے میں باتیں ہونے لگیں۔ بھئی استاد سے تو
ارجن سنگہ بہتر تھا۔ آمنے سامنے بات چیت تو ہوتی تھی معلوم تو ہوتا تھا کہ کیا ارادہ ہے؟
جمعدار۔ خیر اب رانی کو گرفتار کرنے کا ہمیں حکم ہوا ہے"
ایک شخص۔ مگر وہاں تو بہرام نے پہرہ بٹھا دیا ہے؟"

نھنے اندر آیا - اور ایک کاغذ کا پُرزہ بہرام کے ہاتھ میں دیکے کہا - یہ رتن بائی کی بڑی بی امی دے گئی ہیں - مجھے راستہ میں ملی تھیں - کہا ہے بہت ضروری کام ہے -

بہرام - (مضمون پڑھ کے) خیر بہتر اب دشمن خود ہی برسر مقابلہ ہے - میں بھی سورج بلی کا پیچھا کرتے کرتے اُکتا گیا

نھنے - کیا لکھا ہے ؟ "

بہرام - رانی کملا پتی نے لکھا ہے کہ میں نے کل رات کو تین آدمی اپنی کھڑکی کے قریب دیکھے اور ایک کو یہ بھی کہتے سنا تھا کہ آدھی رات کو جو کچھ کرنا ہے کر گزریں گے - پھر معلوم نہیں کیا رائے ہوئی - تینوں چلے گئے - یہ وقت میری مدد کا ہے - جب میں نہوں تو آپ کا آنا بیکار ہوگا - جلد آئیے جان ہونٹوں تک پہونچ گئی - نھنے تم آج رات کو دس آدمیوں کے ساتھ عشرت منزل کے قریب ٹھہرنا - لُلّو اور مولا بخش کو بھی لیتے آنا - بہت دن چھٹی لے چکے - میں گیارہ بجے کے قریب تم سے ملوں گا کملا پتی کے محل کی حفاظت قرار واقعی ہوجاوے گی اور عجیب نہیں کہ حریف پھنس جاوے گئے

نھنے چلا گیا - بہرام شام کے قریب چتلی قبر پہونچا اور رات کی تاریکی ہونے تک ادھر اُدھر پھرتا رہا - جب راستہ میں آمد و رفت کم ہوئی تو چلنے کا قصد کیا -

دہسور سورج بلی ابتک نہ آیا - پھر بہرام نے کچھ سوچ سمجھ کے اس کے مکان کی طرف قدم بڑھایا باہر کی دیوار پھاند کے اندر داخل ہوا دیکھا تو سب دروازہ کھلے ہیں - بہرام کو اور بھی حیرت ہوئی - نیچے کے کمروں میں گیا - ہر طرف دیکھا کوئی خاص چیز نظر نہ آئی - بہرام کو سب سے زیادہ ان کاغذوں کی تلاش تھی - آخر وہاں سے باہر نکلا اور زینہ پر سے چڑھ کے اوپر گیا - ایک کمرہ میں داخل ہوا - یہاں کچھ ایسا ہی ساز و سامان نظر آیا - ایک طرف کی دیوار میں کھڑکی لگی تھی - بہرام نے اُسے کھولنا چاہا مگر دوسری

تواس کا سوبج بلی ہونا یقینی ہے کیونکہ وہ ساتوں بھی یہیں رہتے ہیں۔
"مگر وہ اس احاطہ کے پھاٹک کے پاس سے ہوتا ہوا آگے چلا گیا۔ پھر تھوڑی دور جا کے ایک گلی میں مڑا ذرا اور آگے بڑھ کے ایک مکان کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا بہرام اور ننھے سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھے۔ بہرام نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پرانے احاطہ کی انتہا اسی مکان تک ہے اور یہ مکان احاطہ کے مکانات کے سلسلہ میں سے ہے۔"
بہرام (ننھے کے کان میں) دیکھا تم نے وہ ساتوں بدمعاش اس کے ساتھ کے ہیں اسی مکان سے اس احاطہ کا کوئی راستہ ضرور ہے جس کے ذریعہ سے یہ لوگ ایک جا ہو کے صلاح مشورے کرتے رہتے ہیں۔"
بہرام۔ بس۔ اب قصہ پاک ہے یا تو وہ نہیں یا میں نہیں۔"
ننھے۔ خدا نہ کرے میں نے آپ کو اتنا مایوس کبھی نہیں دیکھا اور نہ آپ کی زبان سے ایسی باتیں سنیں۔"
بہرام۔ ہاں بھئی خدا جانے کیا انجام ہو۔ جنگ دوسر دار دیہ وہ ظالم ہے کہ اس کے ہاتھ سے کوئی بچا بھی نہیں جس سے سابقہ ہوا چاروں شانے چیت گرا اور جان دی۔
بہرام اس دن سے اس کو اپنی نظروں میں رکھنے لگا۔ کبھی ایک دم کے لیے بھی نظروں سے غائب نہ ہونے دیتا تھا۔ ننھے نے اہل محلہ سے دریافت کیا تو صرف یہ معلوم ہو سکا کہ تین چار مہینے سے اس گھر میں رہتا ہے۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ کیا کام کرتا ہے اور کن شغلوں میں رہتا ہے۔ کچھ دیوانہ سا ہے۔ اکثر کئی کئی دن یہاں سے چلا جاتا ہے۔ مکان کی کھڑکیاں کھلی رہتی ہیں۔ مگر کمرے میں روشنی بھی ہوتے نہیں دیکھی۔
بہرام ایک ہفتہ برابر اس کے پیچھے حیران رہا مگر کوئی قابل اطمینان بات نہیں معلوم ہوئی۔ ایک دن یہ ہوٹل میں اپنے کمرہ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں دروازہ کھلا

باب ۱۴

سانھ روہن

بہرام کو ابھی اس سیاہ پوش کے قاتل ہونے میں شک تھا۔ کبھی کہتا تھا کیا عجب ہے یہی قاتل ہو۔ پھر اس کے انداز اور روش کو دیکھ کے دل میں کہتا تھا "نہیں ایسا شخص اتنا بڑا کام نہیں کرسکتا۔ یہ خاموشی اور اطمینان قاتل میں بھلا کہاں۔ اسی ادھیڑبن میں تھا کہ طبیعت زیادہ اُلجھنے لگی۔ ننھے سے کہا "آؤ چلو بھی"۔

ننھے۔ کیوں خدا نخواستہ کچھ طبیعت سُست ہے؟"

بہرام۔ نہیں۔ یہاں ہوا کم آتی ہے۔ ہوٹل کے باہر چل کے ہوا کھانا چاہیئے"۔

بہرام باہر نکلا۔ اور ننھے سے کہا "دیکھا تم نے۔ یہ شخص وہی ہے جس نے پولیس کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ یہ کسی اور سے زیر ہونے والا نہیں ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ مگر اب یہ شکار ہاتھ سے جانے نہ پائے۔

ننھے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم آپ جدا جدا ہو جائیں تاکہ اس کی نظر نہ پڑے۔

بہرام۔ مجھے تو کچھ خیال سا ہے کہ ہماری طرف اس نے ایکبار دیکھا تھا" مگر نہیں اسکی افسردگی یا تمکنت یا مالیخولیا جو کچھ سمجھو اس کو کسی طرف دیکھنے نہیں دیتا"۔

یہ دونوں باہر ادھر اُدھر پھرا کیے۔ پاؤ گھنٹہ کے بعد وہ بھی ہوٹل سے نکلا اور بغیر کسی طرف توجہ کرنے کے ایک طرف کو چلا گیا۔ یہ دونوں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ اس نے کبھی مڑ کے بھی نہ دیکھا۔ اپنی دُھن میں چلا جاتا تھا۔ کئی سڑکوں اور گلیوں سے گزرتا ہوا چتلی قبر پہونچا۔ بہرام نے ان میں کہا "اگر یہ اس احاطہ میں داخل

ننھے۔ بھلا ایسی باریک باتیں ہم لوگ کیا جانیں۔ یہ تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں "
بہرام کسی اور طرف دیکھ رہا تھا۔ ذرا خاموش ہو گیا۔
ننھے۔ کیوں آپ کیا دیکھ رہے ہیں ؟"
بہرام۔ ذرا اس شخص کو دیکھو جو ابھی آیا ہے "
ننھے نے دیکھا کہ ایک شخص سر سے پاؤں تک سیاہ کپڑے پہنے ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھا۔ خانساماں کو بلایا ہے۔ یہ شخص پستہ قامت تھا۔ ڈبلے دبلے ہاتھ پاؤں ستا ہوا چہرہ اداسی کے آثار تھے تیزی اور چالاکی کی کوئی علامت اس میں نہ تھی۔ بہرام نے ایک نوکر کو بلا کے پوچھا " یہ کون شخص ہے "
ملازم۔ نہیں معلوم۔ کون امیر آدمی ہے کبھی کبھی یہاں آجاتا ہے۔ ہوٹل کی کتاب پر سوراج بہادر لکھا ہوا ہے "
بہرام (دل میں) "س۔ب" یہی تو دو حرف ہیں۔ ہو نہ ہو سورج بلی ہو اور یہی قاتل بھی ہے۔ مگر بہرام کو حیرت یہ تھی کہ یہ شخص تو بالکل سست اور اداس ہے۔ پھرتی اور چالاکی کا تو بالکل نام بھی نہیں ہے۔ بے چینی اور وحشت جو قاتل کی خاص علامتیں ہیں وہ بھی اس میں نہیں۔ ملازم سے پوچھا کچھ معلوم ہے۔ یہ شخص کیا کام کرتا ہے۔
ملازم۔ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ عجب طرح کا آدمی ہے۔ ہم نے اسے کبھی بولتے ہی نہیں سنا۔ اشاروں سے اکثر فرمائش کرتا ہے "
بہرام (دل میں) ضرور سورج بلی یہی ہے۔ اسی کے ہاتھ خون بے گناہ سے رنگین رہتے ہیں۔ اسی کا دماغ بوئے خون سے مست رہتا ہے خیر دیکھا جائیگا "
بہرام ننھے سے باتیں بھی کر رہا تھا مگر اسکا دھیان اسی سیاہ پوش میں لگا ہوا تھا۔ اس کو یہ بھی وہم ہوا کہ سیاہ پوش بھی ایک نگاہ غلط انداز سے کبھی کبھی اسطرف دیکھ لیتا ہے۔ بہرام کو اس (دور) کے التفات سے ضرور دلچسپی تھی۔ مگر باتیں کرنے کا کوئی موقع نہ تھا "

بہرام - کون کون ؟"
ننھے - ایک تو یہی راج بلی - جس کی عمر چھبیس ستائیس سال کی ہے - یہ سب سے
بڑا لڑکا ہے - سب سے چھوٹی ایک لڑکی رادھا بائی نام کی تھی وہ بھی مرگئی "
بہرام - اچھا تو رادھا بائی راج بلی کی بہن تھی - صورت بھی ملتی تھی "
ننھے - اب تیسرا ایک لڑکا ہے - اس کی عمر قریب بیس کے ہوگی "
بہرام - نام ؟"
ننھے - سورج بلی "
بہرام - (بہت خوش ہو کے اچھل پڑا) اچھا تو یہی ہے سورج بلی - س - ب سے
بھی نام نکلتا ہے - رادھا بائی کا بھائی تھا - جب ہی تو اس کو کرشن ولی کے روزنامچہ
کا حال معلوم تھا غضب خدا کا کمبخت نے بھائی اور بہن دونوں کا خون کیا "
ننھے - مگر اسے رادھا بائی سے کیا خوف تھا - وہ تو دیوانی تھی "
بہرام - ہاں - مگر اسے اپنے بچپن کے بہت سے واقعات یاد تھے - کبھی کبھی کچھ بول
اٹھتی تھی - بھائی کو بھی پہچانتی تھی - بھائی نے جان کے خوف سے بہن کو مار ڈالا -
(تھوڑی دیر چپ ہو کے سوچتا رہا) رادھا بائی تو دیوانی تھی - میں تو جانتا ہوں گھر کا گھر
ایسا ہی - قاتل بھی تو کمبخت دیوانہ ہی معلوم ہوتا ہے "
ننھے - یہ آپ کیا کہتے ہیں - ایسا چالاک شخص اور دیوانہ ! "
بہرام - دیوانگی میں کیا شک ہے ؟ جو لوگ بیکار خون کیا کرتے ہیں اُن کو ایک قسم کا
جنون ہوتا ہے - وہ اسی میں خوش رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی کو مار ڈالیں - وہ تڑپ رہا
ہے اور یہ خوش ہو رہا ہے - اور چالاکی کو جو کہتے ہیں تو دیوانہ بکار خویش ہشیار -
تم نے مثل نہیں سنی تھی - ہاں نہایت سچا اور پختہ فلسفی تھا جس نے یہ کہا ہوگا شاعر
[illegible] فلسفی، [illegible] کے دماغ ایک ہی انداز کے ہوتے ہیں - فقط افراط و تفریط کا فرق ہے

باب (۱۳)

قاتل کا نام

دوسرے دن بہرام چیلی قبر پہونچا اور پرانے احاطہ کو ڈھونڈھ نکالا۔ ذرا مشکل سے ملا۔ بہرام کو معلوم ہوا کہ اس احاطہ میں کئی گھر ہیں۔ اور مختلف کاریگران میں رہتے ہیں۔ بہرام دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس درمیان میں تین آدمی دکھائی دیے جن کے انداز میں کچھ وحشت تھی آخر بہرام نے دریافت کرلیا کہ ارجن یا راج دلی کے ساتوں نوکر یہیں رہتے ہیں اور بظاہر ہر ایک جدا جدا کام کرتا ہے۔ بہرام دل میں کہتا تھا۔ "میں نے م سے دو مہینے کی مہلت لی ہے۔ امید تو ہے کہ دو ہفتے میں کام ہو جائے زیادہ خوشی یہ ہے کہ اب میں ان لوگوں سے اپنا انتقام لے لوں گا۔ جنھوں نے مجھے دریا میں ڈبو ہی دیا ہوتا۔ شب سنگھ غریب تو ڈوب ہی گیا۔ اگر خدا نے چاہا تو اسکا بدلہ میں لوں گا۔ وہ دن اب نزدیک ہے۔"

پانچ چھ دن ہو گئے۔ ایک دن بہرام ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص قریب آکے بیٹھ گیا۔ بہرام نے جو دیکھا کہا۔ اہا میاں ننھے ہیں۔ اچھا بھیس بدلا۔ کہو کیا

ننھے۔ جو کام آپ نے سپرد کیا تھا اُسے پورا کر دیا۔"

بہرام۔ اچھا تو کہہ چلو۔"

ننھے۔ مختصر یہ ہے کہ راج بلی کے ماں باپ دونوں مر چکے ہیں۔"

بہرام۔ خیر جہنم واصل۔ اور؟"

ننھے۔ ان کی تین اولادیں تھیں۔"

ننھے - بہت خوب سا اور پولیس کے دفتر سے چھٹی لے لوں ؟"

بہرام - تم جاؤ میں تمہاری بیماری کی عرضی بھیج دوں گا" ایک ہفتہ میں اپنا کام پورا کر کے چلے آنا - مجھ سے ہوٹل میں ملنا"

— • — • —
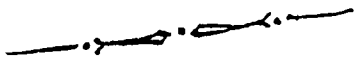
خانساماں۔ خدا کے لیے ان کا ذکر نہ کیجیے۔

بہرام (بگڑ کے) بڑے بودے ہو۔ یہ عورتوں کی طرح کانپتے کیوں جاتے ہو؟ بات کا جواب دو۔ آخر کون تھا وہ؟

خانساماں۔ سچ تو یہ ہے کہ نام ہم میں سے کسی کو معلوم بھی نہیں۔ سب اُستاد اُستاد کہتے تھے۔

بہرام۔ تم نے دیکھا تھا؟

خانساماں۔ دن کو تو نہیں دیکھا۔ رات کو جھلکی سی دیکھی تھی

بہرام۔ کیسی صورت ہے۔ کچھ تو بیان کرو۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ سیاہ پوشاک پہنتا ہے۔

خانساماں۔ جی ہاں سر سے پاؤں تک سیاہ ہے۔ پستہ قد اکہرا بدن دُبلا پتلا نازک سا ہے۔

بہرام۔ اور اسیر سنگدلی! بغیر جان لیے نہیں چھوڑتا۔

خانساماں۔ (ہاتھ جوڑ کے قدموں کی طرف سر جھکا کے) اب مجھ پر رحم کیجیے۔ اس ذکر کو چھوڑ دیجیے۔

بہرام۔ (کچھ سوچ کے) اچھا یہ انعام لیجاؤ۔ مگر کسی سے اس گفتگو کا ذکر نہ کرنا ورنہ تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

خانساماں۔ کیا مجال میں تو خود ہی ڈرتا ہوں۔

یہ کہہ کے چلا گیا۔ بہرام بھی ننھے کے ہمراہ ہوٹل سے نکلا۔ راستہ میں کہا ننھے تم کلکتا دوڑ جاؤ اور راج ولی اور اُس کے خاندان کا پورا حال تحقیق کرکے جلد پلٹ آؤ۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ پولیس کے دفتر میں راج ولی کی پیدائش کا سال خود دیکھ لو۔ اور یہ بھی پتہ لگاؤ کہ یہ کبھی بھائی بہن تھے۔

بہرام شاباش - اچھا یہ بھی بتاؤ کہ ارجن سنگھ کا ٹھیک نام کیا ہے؟"
نساماں - جسبیر سنگھ"
بہرام - نہ - یہ بھی جعلی تھا"
نساماں - جمسٹ جی - (جمشید جی)"
بہرام - وہ پارسی کب تھا - یہ بھی فرضی نام ہے - ٹھیک ٹھیک بتاؤ"
بہرام نے کئی سو نوٹ سامنے رکھے - اُن کو دیکھ کے وہ کہنے لگا - اب تو وہ
ہی گئے اب چھپانے سے کیا فائدہ؟"
بہرام - ہاں ہاں تو پھر اب بتا کیوں نہیں دیتے؟"
نساماں - (ذرا رک کے) راج دلی"
بہرام (بہت متحیر ہو کے) راج دلی نا؟"
نساماں - جی ہاں - راج دلی"
بہرام - (دل میں) اچھا تو وہ رام سنگھ کے مصاحب کا بھی تو نام اسی سے ملتا ہوا تھا
شن دلی (خانساماں سے) اچھا راج دلی کہاں کا رہنے والا تھا"
خانساماں - جموں کے علاقہ کا تھا"
بہرام - تمھیں ارجن کا نام اور وطن کس طرح معلوم ہوا؟"
خانساماں - ایک دن ایک خط ان کا آیا تھا - اُس کو میں نے پڑھ لیا تھا - اگر کہیں ا
معلوم ہو جائے تو جان ہی سے مار ڈالیں"
بہرام - بس اب ایک بات اور پوچھنا ہے - راج دلی کا تو نام تھا - اصل میں تم کہ
ذکر تھے - اُس کا نام لو"
خانساماں - (خوف سے کانپ کے) بس حضور یہ ذکر جانے دیجیے"
ہرا - (متحیر ہو کے) کیوں وہ کون ہے جس کے ذکر سے تم اس قدر کانپتے ہو؟"

بھی وہی خانساماں تھا جو دن کو کتاب دے کے گیا تھا۔ چند قسم کے سگریٹ لایا تھا۔ بہرام نے ایک، ڈبیہ پسند کی۔ ایک سگریٹ نکال کے منھ میں دبائی اور دوسری ننھے کو دی۔ ملازم دیا سلائی کھینچ کے۔ سگریٹ سلگانے کو قریب آیا۔ بہرام نے فوراً کلائی پکڑی اور کہا "چپ رہنا آواز نہ نکلے۔ میں خوب پہچانتا ہوں۔ تم ارجن سنگھ کے نوکر ہو۔"

چاہتا تھا کہ جھٹکا دے کے ہاتھ چھڑائے۔ مگر بہرام نے بھینچی کا کن دے کے ہاتھ مروڑا۔ بے بس ہو گیا۔ منھ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں زور کیا کرتا ہاتھ ڈھیلا کر دیا "گھبرایا ہوا بہرام کو دیکھ رہا تھا۔"

بہرام۔ جو بات پوچھوں اُس کا جواب دو۔ فریب سے کام نہیں چلے گا۔ سچ سچ کہنا۔ تم ارجن سنگھ کے پاس تھے یا نہیں۔ ان دنوں میں تم اُس کو خوب لوٹ رہے تھے۔ اب وہی چین سے کھا رہے ہو۔ خیریت اسی میں ہے کہ میری باتوں کا صحیح جواب دیتے جاؤ۔ ورنہ تم جانو۔"

خانساماں۔ (بالکل رعب میں آگیا) میں سچ ہی سچ کہہ دوں گا۔ مگر یہ تو کہیے کہ آپ کون ہیں؟"

بہرام۔ خوب تم اور بھول گئے۔ انندبھون کی دعوت یاد کرو۔ وہ گلاب جامنوں میں موت کا مزہ تھا یہ تمہاری ہی تو کارستانی تھی۔"

خانساماں۔ (ذرا چونک کے) راجہ مہراب جنگ بہادر!"

بہرام۔ اب پہچانا۔ اچھا یہ بھی جانتے ہو کہ میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے۔"

خانساماں۔ میں نے تو عرض کر دیا کہ حضور سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا۔"

بہرام۔ (جیب سے پچاس روپیہ کے دس نوٹ نکال کے سامنے رکھ دیئے) ہر جواب کا معاوضہ ایک نوٹ مگر ہاں جواب سچ ہو۔ کہو منظور ہے؟"

جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ آپ کے ناظرین میری نسبت نہیں معلوم کیا کیا خیال کرتے ہوں گے۔ ضرور ہے کہ ان کو اشتیاک انتظار ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ سرکاری گشت ہوٹل (مہمان خانہ) سے رخصت ہو کے میں کچھ ایسے جھگڑے میں پڑ گیا تھا کہ دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ آزاد ہو کے اس راز کو معلوم کر لینا چنداں مشکل نہ تھا جس کے افشا کا میں نے اعلان کیا تھا۔ ہر چہ از دیر آید درست آید + اب میری تحقیق کامل ہو گئی ہے۔ کچھ امور مانع ہیں اس لیے۔ ہنوز بھید کو کھول نہیں سکتا۔۔ اہل دہلی کو پولیس کی ابتری اور غفلت پر افسوس ہو گا۔ اور یہ بجا بھی ہے ابھی تک ہمت سنگھ اور جسبیر سنگھ وغیرہ کا مقدمہ پیش نہ کر سکے اور سنئے گنیش کا قتل ان سب پر طرہ ہوا۔ پھر بھی خیال نہوا کہ اب بالا دست حکام کو حیدر خاں کی قدر ہوتی ہو گی۔

ناظرین بیدل نہ ہوں مگر جی کو بر طرف کر کے کل کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں۔ خدا چاہے تو جلد کامیابی ہو۔

خادم دیرینہ بہرام مہتمم پولیس

شام کا وقت تھا۔ مطلع گرد و غبار اور ابر سے صاف تھا بہرام ٹہلتا ہوا ہوٹل کی طرف روانہ ہوا ننھے ساتھ تھا۔ ہوٹل کے احاطہ میں ایک تنہا مقام پر سب سے الگ بیٹھ گیا۔ ایک ملازم ہوٹل کی وردی پہنے ہوئے کتاب لیکے کھانے کا آرڈر لکھوانے آیا۔ بہرام نے بعض انگریزی اور بعض ہندوستانی کھانوں کی فرمایش لکھدی۔ دن ہوٹل کے ہر چہار طرف دورہ کرنے میں گذر گیا آٹھ بجے کے بعد کھانے سے فراغت ہوئی۔ پان اور سگریٹ آیا۔ اس وقت

کا حال آپ جانتے ہی ہیں - پولیس پر خوب خوب آوازے کسے گئے - منود کا
مشکل تھا۔"

بہرام - اور مکرجی پر کیا بنی ؟ کیا انجام ہوا ؟"

ننھے - جو فریبیوں کا انجام ہوتا ہے۔"

بہرام - اچھا سب کچھ تو ہوا یہ کہو قاتل کا بھی پتہ چلا - اور یہ جسبیر سنگھ عرف
ادجن سنگھ کون شخص ہے ؟"

ننھے - نہیں ہنوز روز اول ہے۔" واللہ اعلم کون ہے"

بہرام - لاحول ولا قوۃ پولیس میں بھی کیسے کیسے احمق بھرے ہوئے ہیں - مفت خ
ہزاروں روپے سرکار سے پاتے ہیں اور کام کے وقت بہانے بتاتے ہیں - اچھا ننھے
ایک خط تو لکھو" انیس ہند کے نام لکھنا ہے۔"

"ننھے نے ذرا تامل کیا۔"

بہرام کیا کودوں دیکے پڑھے ہو - اخبار کو ایک معمولی خط نہیں لکھ سکتے ؟"

ننھے - تو کیا مجھے علم غیب ہے آپ کا مطلب کیا ہے ؟ کیا لکھوں ؟ برسوں محرری
کی خط بھی لکھنا نہیں آتا۔"

بہرام پولیس کے محرروں کو تو میں خوب جانتا ہوں جیسے ہوتے ہیں اور پڑھتے بھی
خوب ہیں - خوگیر کہنہ لکھا تھا جو کر گھنٹہ پڑھتے تھے - کہیں ۱۱ - اکتوبر لکھا تھا ایک
صاحب ناظر سے پوچھ رہے ہیں وہ ۱۱ اکتوبر کہاں گئے قرقی میں آئے ہیں اور
سنیے ایک عورت کا حلیہ لکھوایا جاتا ہے - ہلا اس کی جورو جوان سانولا رنگ
میانہ انداز ہے - اور سنیے گا محرروں کے حالات ؟ مگر اس وقت فرصت نہیں ہے
بچا تو میں لکھواتا جاتا ہوں تم لکھو۔"

"بہرام یہ کہہ کے منسراج کو حیرت میں ڈال کے ہنستا ہوا آگے بڑھا۔ تھوڑی دور پر ہوٹل تھا جس کا پتہ رانی کملا بتی نے دیا تھا۔ اُس ہوٹل کے مالک سے ملا۔ دیر تک باتیں کیں۔ پھر کرایہ کے موٹر پر سوار ہو کے شاہی ہوٹل پہونچا۔ اس ہوٹل میں اسکا قیام تھا۔ اور جسونت سنگھ کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں ننھے اور مُنے اس کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ننھے (بہرام کی تعریف کرتا ہے) مگر اُستاد واللہ آپ نے بھی حد کر دی۔ کوتوالی کی کچہری کھلی ہوئی۔ آپ نے کوتوال اور محرر کو ایک ہی ہاتھ میں گھونسہ مار کے بیہوش کر دیا۔ اور گنیش سے پورا حال پوچھ لیا۔ پھر قید سے ایسے نکل گئے جیسے صابن سے تار یا پھول سے خوشبو"

بہرام ۔ (ہنس کے واہ ننھے تم تو خوب باتیں بنانے لگے (ایک سگار دے کے) لو پیو گے؟"

ننھے ۔ جی نہیں۔ اسوقت تو جی نہیں چاہتا"

بہرام ۔ ارے میاں یہ سگار پی کو۔ بڑے شخص کا دیا ہوا ہے۔ اور ہے بھی تحفہ۔ تم جانتے ہو کہ میں ایسے ویسوں سے نہیں ملتا"

مُنے ۔ بھلا اُستاد ہم بھی تو سنیں وہ کون ہیں؟

بہرام ۔ کیا تم م...... کو نہیں جانتے؟ تم کو تو حیرت ہو گئی۔ اچھا کبھی فرصت سے سن لینا۔ بڑی ہے داستان میری۔ مگر اسوقت یہاں کی رپورٹ تو پیش کر۔ بہت دن سے میں نے کوئی اخبار بھی نہیں دیکھا۔ میرے غائب ہو جانے کے بعد لوگ کیا کہتے رہے۔ اور پولیس نے کیا واقعہ بیان کیا"

مُنے ۔ پولیس نے کہا کہ ہم بہرام کو ایک مقام پر تفتیش کے لیے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ وہاں سے ایک کمرہ میں گیا اُس میں چور دروازہ تھا جس کا ہم کو علم تھا۔ وہیں سے نکل کے غائب ہو گیا۔ مگر اخباروں نے تو اُس کو سُنا نہیں بلکہ تردید کی۔ اہل شہر کا

رانی کو تردد ہوا۔ بہرام نے کہا اس میں حرج ہی کیا ہے۔ معتبر آدمی ہیں۔ کوٹھے پر رہیں گے۔ مجھے کبھی کبھی خیر و عافیت سے بھی خبر دیتے رہیں گے۔ میرا یہاں کم آنا آپ کے لیے مناسب ہے ورنہ جی تو چاہتا ہے کہ اکثر حاضر ہوا کروں بہرام کا جی نہیں چاہتا وہاں سے اٹھ کے آئے۔ دیر تک بیٹھنے کے بہانے ڈھونڈھتا تھا۔ ؎

دِل ناداں سے کیا فریب کروں اُس کے پہلو سے اُٹھ کے آنا ہے

"زیادہ ٹھہرنا بھی مناسب نہ تھا آخر رخصت ہو کے محل سے نکلا ....

ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ راہ میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ جلد جلد قدم بڑھائے ایک طرف جا رہا تھا۔ بہرام نے اس بے تکلفی سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا کہ جیسے مدتوں کی ملاقات ہے اس نے پلٹ کر بہرام کی صورت دیکھی اور کہا "جناب معاف کیجیے گا۔ میں تو آپ کو نہیں پہچانتا"

بہرام ۔ واہ یار اتنی جلدی بھول گئے۔ اچھا اے ہنسراج ذرا یاد تو کرو وہ ہوٹل والا معاملہ یاد نہیں آتا"

ہنسراج (حیرت سے) ہائیں کون کون۔؟ اچھا آپ ہیں ؟۔

بہرام ۔ جی میں وہی راجہ مہراب جنگ یا بہرام ہوں۔ خیر پہچانا تو۔ کیا تم سمجھتے تھے کہ میں اب تک قید ہی میں ہوں۔ بھائی مجھ سے آدمی کے لیے تھوڑا سا آرام کافی ہے۔ اب پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا (ہنسراج کی پیٹھ ٹھونک کے) ڈرو نہیں دل مضبوط رکھو۔ چند ہی روز میں وہ دن آنے والا ہے کہ تم اطمینان سے شعرگوئی کرتے ہوئے رسے بھی ایک مثنوی میری شان میں بھی لکھ دینا۔ مضموں سوچ لو شاعری کا مزہ کیا جب تک مال و دولت اور اطمینان نہ ہو۔ ایسی حالت میں شعر خوب نکلتے ہیں۔ اچھا آج تک میں نے تم سے کوئی کام نہ لیا تھا۔ اب ذرا کام کا وقت آ گیا۔ تم کو اپنی جرأت د[illegible] کا ثبوت دینا ہوگا۔ ذرا دل کڑا کر لو۔ ذرا سا مرحلہ جھیل جاؤ پھر فراغت ہی فراغت ہے

رانی (ذرا تامل کے بعد) مجھے یہاں ڈر لگتا ہے"

بہرام۔ یہ کیوں کیوں؟"

رانی کیا کہوں۔ ہر شے سے خوف آتا ہے کسی شخص کا تو کیا ذکر خود اپنے سائے سے جھجکتی ہوں۔ صدمے اُٹھانے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اے ناصح ناداں ع۔

"اب درد کلیجہ میں چھپایا نہیں جاتا"

رانی نے ایسی بے کسی سے اپنی حالت بیاں کی کہ بہرام کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے۔ بہرام کو پہلے رانی کملاپتی کی طرف ایک خاص توجہ تھی پر آج جو اس نے خود اس کی پناہ چاہی تو بہرام کے دل میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔

رانی (تھوڑی دیر ٹھہر کے) میں یہاں بالکل اکیلی ہوں۔ نوکر بھی نئے ہیں۔ ان کا کیا بھر اور مجھ کو بے کس اور اکیلا دیکھ کر دشمن نرغہ کیے ہوے ہیں۔ لوگ میری فکر میں لگے رہتے ہیں

بہرام۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ آپ کے دشمن کیوں ہیں؟ اچھا آپ نے بھی کسی کو دیکھا ہے یا خدا نخواستہ کوئی واقعہ گزرا"

رانی۔ واقعہ تو کوئی نہیں گزرا۔ البتہ یہ دیکھا کہ دو آدمی کئی بار مکان کے آگے سے گزرے اور ادھر غور سے دیکھتے رہے"

بہرام۔ اُن کی صورت آپ کو یاد ہے؟"

رانی۔ ایک کو میں نے اچھی طرح دیکھا تھا۔ قد بہت لمبا تھا نہ ٹھنگنا سڈول، لباس سے کسی ہوٹل کا خانساماں معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اُس کے پیچھے آدمی بھیجا معلوم ہوا کہ ہوٹل میں گیا ہے۔ پھر دو تین راتیں گزریں میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ کسی کا سایہ باغ میں دکھائی دیتا تھا"

بہرام۔ (تھوڑی دیر سوچ کر) اچھا آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے دو جوان آپ کی حفاظت کے لیے مقرر کر دوں"

نو وارد۔ جی ہاں "

رانی مگر مجھ سے اور آپ سے تو شاید یہ پہلی ہی مرتبہ سامنا ہوا ہے "

نو وارد۔ جی نہیں۔ آپ مجھے خوب جانتی ہیں۔ آپ ہی نے تو ضعیفہ یعنے رتن بائی کی دادی کے ذریعہ سے مجھے خط بھیج کے بلایا تھا "

رانی (متحیر ہو کے) اوئی تو کیا آپ .... ؟ "

نو وارد۔ (مسکرا کے) جی ہاں میں .... بس سمجھ جائیے ؟ "

رانی۔ اے ہے تو کیا آپ وہی ہیں ؟

نو وارد۔ واہ رانی صاحبہ۔ آپ نے مہراب جنگ کو نہیں پہچانا ؟ "

رانی۔ بالکل نہیں .... کوئی بات ملتی ہی نہیں۔ پہچانے کوئی کیونکر رنگ، نقشہ، آنکھیں انتہا ہو گئی کہ جو حلیہ آپ کا قید کے زمانہ میں اخباروں میں دیکھا تھا وہ بھی اور ہے "

بہرام۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ حلیہ بھی اصلی نہ تھا۔ خیر جو کچھ ہو میں وہی مہراب جنگ ہوں اور امید ہے کہ آپ مجھے اسی نگاہ سے دیکھیں گی "

رانی۔ ضرور اس کے کہنے ہی کی کیا ضرورت ؟ "

(تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے۔ پھر بہرام نے سلسلہ چھیڑا۔ رانی صاحبہ فرمائیے آپ نے حقیر کو کس لیے یاد فرمایا ہے ؟ "

رانی۔ رتن بائی نے آپ سے نہیں کہا ؟

بہرام۔ بائی سے میں ابھی نہ مل سکا۔ البتہ بڑی بی سے اتنا معلوم ہوا کہ آپ کو مجھ سے کچھ کام ہے "

رانی۔ جی ہاں اسی لیے تو تکلیف دی "

بہرام۔ پھر ارشاد ہو۔ میں آپ کی خدمت کے لیے بسر و چشم حاضر ہوں "

باب (۱۲)

کملا پتی اور بہرام

رانی کملا پتی آج بہت بے چین ہے اپنے کمرے میں اکیلی لیٹی ہوئی کروٹیں بدل رہی ہے۔ ہمت سنگھ کے قتل کے بعد کچھ ایسے امور درپیش ہوئے کہ یہ بیچاری دنیا گور کنارے ہوگئی۔ اول تو شوہر کا قتل ہونا۔ پھر قاتل کی بے رحمی و سفاکی، سے بہت پریشان تھی۔ پریشانی سے خفقان بڑھ گیا تھا۔ اپنی زندگی کی بھی امید نہ تھی۔ سلسلہ دنیا اور دنیا کے لوگوں سے نفرت سی ہوگئی تھی ع۔ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ خدا جانے اس غریب کے دل کا کیا حال تھا کہ دو دو تین تین دن تک کمرے کی کنڈی لگا لیا۔ اور دروازے تک نہ کھولتی تھی۔ جن لوگوں کو اس سے محبت تھی وہ سب اس کی حالت زار پر افسوس کرتے تھے۔ ہائے یہ دن اور یہ سن ابھی عمر ہی کیا تھی۔ حسرت بائیس برس۔ اس پہ غم والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ رانی اپنے خیالات میں غرق تھی اتنے میں ملازم نے دروازہ کھولا اور اندر آکے ایک کارڈ پیش کیا۔

رانی۔ (کارڈ کو پڑھ کے) کون جسونت سنگھ؟ میں تو انھیں نہیں جانتی۔

ملازم۔ حضور وہ کہہ رہے ہیں کہ رانی صاحبہ نے مجھے خود بلایا ہے

رانی۔ (کچھ سوچ کے) مجھے تو یاد نہیں آتا ایسا ہی ہوگا۔ اچھا لے آؤ۔

"ملازم یہ حکم پاکے باہر گیا اور ایک نوجوان کو کمرہ میں پہونچا کے پچھلے پاؤں پلٹ گیا"

رانی۔ آپ ہی کا نام جسونت سنگھ ہے؟"

بہرام۔ پھر تم بھی کچھ لکھو۔"
یکایک اس نے ایک چیخ ماری۔ زمین پر گر پڑی۔ ایڑیاں رگڑیں۔ ہاتھ پاؤں ذرا پھیلے اور پھر کچھ نہ کہا۔"
بہرام نے حسرت سے اس کو دیکھا۔ اور کہا "اوہ ظالم خونخوار۔ اس بے زبان بچی کو بھی نہ چھوڑا۔"
م...... کیا مر گئی؟"
بہرام۔ حضور اس کو زہر دیا گیا۔ آپ نے چہرے کے نیل نہیں دیکھے؟ یہ اسی کمبخت کا کام ہے۔ یہ اُسے پہچانتی تھی۔ اسی سبب سے افشائے راز کا خوف ہوا۔ اور اس کا کام تمام کر دیا۔"
م...... یہ بڑے افسوس کی بات ہے تم سے ابھی تک وہ گرفتار نہ ہو سکا۔ سب کو حیران کر رہا ہے۔ خیراب بھی تلاش کرو اور سرحدی مقامات کو تار دیدو۔ کوئی جانے نہ پائے (بہرام کے قریب جاکے) بہرام تم کتنے عرصے میں ان کاغذوں کو اپنے قبضہ میں لا سکتے ہو؟"
بہرام۔ ایک مہینہ۔ زیادہ سے زیادہ دو۔"
م...... بہتر جو ضرورت ہو گی "ب" مہیا کریں گے۔"
بہرام۔ مجھے حضور کسی چیز کی حاجت نہیں۔ صرف اپنی آزادی کی ضرورت ہے۔
م...... اچھا یہ بھی سہی آج سے تم آزاد ہو۔"
یہ کہہ کے م...... ایک طرف چلے گئے۔ بہرام خوشی کے مارے جامہ سے باہر تھا۔ "ب" پر پھبتیاں چھانٹ رہا تھا۔

خصوصیت ضرور ہے اسی لیئے خیال ہوا کہ دس بجنے پر کوئی نہ کوئی بات ظاہر ہوگی اس طلسم کی لوح اسی گھڑی کا ڈائل تھا۔"

م..... غور سے بہرام کی تقریر سنا کیے۔ دل میں اس کی ذہن کی رسائی اور جودت کی تعریف کرتے تھے۔ بہرام چپ ہوا تو م "ب" کی طرف مخاطب ہوکے کچھ کہنے کو تھے کہ برآمدہ میں ایک شور ہوا۔ "ب" دوڑکے باہر گیا۔ پلٹ کے کہنے لگا۔ حضور رادھا بائی اندر آنے کے لیے مچل رہی ہے اور دربان نہیں آنے دیتے۔ م..... نے اشارہ کیا۔ "ب" جاکے رادھا بائی کو لے آیا۔" اس کی حالت دیکھ کے م..... حیران ہو گئے رنگت زرد تمام چہرہ پر نیلے نیلے دھبے پڑے ہوئے۔ ہاتھ پیروں میں رعشہ سانس اُکھڑی ہوئی، دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام کے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہا نہیں جاتا تھا۔"

بہرام۔ غضب ہو گیا۔"

م..... کیوں؟"

بہرام۔ اس بیچاری کو زہر دیدیا۔ غریب کی قضا بھی آگئی۔"

م..... (بہرام کی طرف دیکھ کے) پھر؟"

بہرام۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا (رادھا بائی کے قریب جاکے) کچھ کہنا چاہتی تم نے کچھ دیکھا ہے؟ بولو جلدی بولو۔

"اس نے پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئی۔ بہرام نے پھر کہا۔ رادھا سر ہی کے اشارہ سے کچھ بتاؤ۔ تم نے اُسے دیکھا ہے؟ کچھ جانتی ہو جب کچھ جواب نہ ملا تو بہرام بہت ہی جز بز ہوا۔ پہلا نسخہ یاد آیا۔ دیوار پر دو حرف لکھے "س۔ ب" اور اُن کی طرف اشارہ کیا۔ یاد ہوگا۔ یہ حرف قاتل کے نام ہیں" رادھا بائی نے ان حرفوں کو دیکھ کے اشارہ کیا ہاں "ہاں"

اس سے میں سمجھ گیا کہ دسویں کمرہ میں یعقوب شاہ کا قیام تھا۔ اور اسی کمرے میں وہ گھو
ہوا لعل بھی ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ تیسرا سبب لطف سے خالی نہیں
قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ اس کمرے کا نام گوہر ہے۔ اس سے معلوم ہو
ہے کہ یعقوب شاہ یہیں رونق افروز ہوے ہوں گے۔ میں نے اور سربش چندر نے یہی
دھوکا کھایا کہ ہم دونوں "قوس" کو یاقوت سمجھا کیے۔"

"...... سچ کہتے ہو اچھا اس گھڑی کو کیونکر بھانپ لیا۔"

بہرام۔ اسی پر غور کرنے میں تو اتنا وقت صرف ہوا۔ ادھر تو مشکل مسئلہ۔ دوسری میں
گھر گیا۔ خیالات منتشر ہو گئے۔ رادھا بائی کی کتاب سے اتنا معلوم ہوا تھا کہ راجہ
رام سنگھ نے اس بے بہا خزانے کے مقام کو ایک طلسم کی حفاظت میں دیا تھا۔ اور خزانہ
کا طلسم سانپ ہوتا ہے جو اس گھڑی پر موجود تھا۔ اب آپ خود بھی سمجھ لیں کہ میرا
قیاس کہاں تک ٹھیک ہے۔ خیر اس کمرے میں آکے اس گھڑی کو دیکھا تو ایک نئی
بات یہ تھی کہ گھڑی کے ہندسے انگریزی کے نہ تھے بلکہ اردو میں لکھے ہوئے تھے۔ پھر نقش
پر جو خیال کیا تو دیکھا یعقوب شاہ کے روزنامچہ میں جو نقش لکھا تھا اس میں اور راجہ
...راج سنگھ کے نقش میں یہ فرق تھا کہ راجہ کے نقش میں بجائے دو تین و پانچ کے بیس
تیس پچاس لکھے ہیں۔ گھڑی کے قریب جاکے جو دیکھا۔ تو اس میں بھی بجائے دو، تین،
پانچ کے بیس تیس پچاس لکھے ہوئے ہیں پھر اسی سے پتہ چلا کہ نقطے لوہے کی کیلیں
... "ب" سے کہا تھا کہ انھیں دبا کے اندر کر دیجئے۔ پہلے انھوں نے دو کی
... گھڑی کی سوئیوں کا رُخ دیکھا تو دہنی طرف سے اُتر کے بائیں طرف کو جاتی
... سے نقش میں دیکھا تو پہلے پانچ کا ہندسہ ہے۔ پھر دو کا پھر تین کا
... کہ پہلے دبانا چاہیئے پھر دو کی پھر تین کی۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ
... سوئی جھوٹی۔ یہ بات دل میں کھٹک رہی تھی کہ دس کو کچھ نہ

م..... میں پولیس کو اس کام پہ متعین کروں گا۔"
بہرام۔ (ہنس کے) جی پولیس سے تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ بڑی بڑی سرکاروں کے ہاتھ کا کھلونا ہے۔ پھر میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ پولیس سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر کچھ کرسکتا ہے تو یہی آپ کا خانہ زاد۔ بہرام قید سے نہیں ڈرتا۔ اس سے نکل آنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر وقت بہت ضائع ہو چکا ہے"
م..... مگر ابھی تو تم کو یہ بھی معلوم نہوا کہ یہ شخص ہے کون"
بہرام۔ حضور میں قیدخانہ میں کیا کرسکتا تھا؟ آزاد ہوتا تو اب تک میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جاتا؟ اچھا میرا اسکا تو مقابلہ ہے۔ میں مانے لیتا ہوں کہ مجھے ایک بار ناکامی ہوئی۔ مگر ابھی جنگ کا خاتمہ نہیں ہوا ہے"
م..... کو بہرام کا یہ استقلال دیکھ کے کسی قدر اطمینان ہوا پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا بھلا یہ تو بتاؤ تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہ وہ خط کل رات کو نکالے گئے ہیں"
بہرام۔ حضور دیکھیے اس ڈھکنے کی پشت پر کل کی تاریخ اور وقت درج ہے"
یہ کہہ کے بہرام نے وہ سانپ کی تصویر م..... کے ہاتھ میں دے دی"
م..... اور میں نے ابتک اسپر کچھ غور نہیں کیا"
بہرام۔ یہ وہی کمرہ ہے جس میں یعقوب شاہ نے قیام کیا تھا۔ میں نے غور کیا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ جس کمرے میں بادشاہ آرام کرتے تھے اُسی میں وہ مقام ہوگا جہاں کاغذ پوشیدہ ہیں"
م..... مگر تمھیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ کا کمرہ یہی تھا"
بہرام۔ اول تو اسپر "ی" لکھی ہوئی ہے۔ یہ یعقوب شاہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ دسواں کمرہ ہے "ی" کے دس ہوتے ہیں۔ مجھے جو نقش ملا تھا۔ اُس کے دس کے ہندسہ پر "قوب" لکھا ہوا تھا جو حقیقت میں یعقوب کی طرف اشارہ تھا

م..... اچھا یہ تو سب سچ ہے۔ مگر یہ تو عقل میں نہیں آتا کہ اتنے آدمیوں کی نظ
کیونکر چھپ سکا؟"

بہرام۔ اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ اس نے دو ایک کو کچھ دے کے
ب۔ واہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے؟"

بہرام۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ روپیہ عجب چیز ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو آپ کو
کچھ نذر دکھاتا۔

"ب" بگڑ کے اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ م..... نے ایک افسر کو حکم
کہ گاڑی تیار ہو ہم سوار ہوں گے۔ پھر پلٹ کے غور سے بہرام کی صورت دیکھی اور
کو الگ بلا کے کہا۔ تم بھی دہلی جاؤ۔"
سمجھا۔ مگر حضور کچھ لوگ اور حفاظت کے لیے ساتھ ہونا چاہیئے۔ یہ شخص بہت
چالاک ہے!"

"یہ سن کے بہرام کے کان کھڑے ہوئے"

م..... اچھا تو دس آدمی اور لے لو۔ مگر آج ہی رات کو اسے دہلی لیجاؤ۔"
بہرام ملا آگے بڑھ کے حضور والا۔ ذرا سمجھ بوجھ کے حکم دیجئے۔ اب تک مجھے قید رکھ کے
آپ نے نتیجہ دیکھا پھر قید خانہ بھیج کے آپ ہی پشیمان ہوں گے!
م..... کیوں؟"

بہرام۔ کیا آپ ان کاغذات کو بھول گئے۔ یا ان کی ضرورت نہ رہی؟"
م..... ابھی تک تمہارے سر میں ان کا سودا ہے؟"
بہرام۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں جو ایک ناکامی سے مایوس ہو کے ہری بول دوں۔
میں نے اسی کام کے انجام دینے ارادہ کیا ہے۔ جب کامیابی نہ ہو ہاتھ نہ اٹھاؤں گا
ع۔ با دل رسد بجاناں یا جاں زتن برآید۔ کیا آپ اس کوشش سے دست بردار ہوتے ہیں

غم وغصہ کی قدر کس کو ہو سکتی ہے۔ اس قدر خونِ دل پیا اور انجام میں خالی ہاتھ مل کے رہ گیا۔ م...... نے پوچھا یہ کس کا کام تھا"

بہرام۔ اُسی موذی بدانجام کا"

م..... بڑا تعجب ہے اُس کو اتنی جرأت کیونکر ہوئی۔ اور کس وقت موقع پا کے اپنا کام کر گیا"

بہرام۔ کل رات کو۔ اب حضور نے دیکھ لیا مجھے اسطرح قید رکھنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ اگر میں آزاد ہوتا تو حریف سے پہلے یہاں پہونچتا۔ راز ہا بالی سے نوز نامچہ لے کے دیکھ لیا ہوتا تو یہ انجام کاہے کو ہوتا؟"

م.... کیا تم سمجھتے ہو کہ اس نے اسی کتاب کے ذریعہ سے اس راز کو دریافت کر لیا"

بہرام۔ بیشک مجھ سے پہلے وہ کتاب اسے مل گئی۔ اور کسی مقام پر ہمارے حال کو دیکھا کیا۔ موقع پا کے رات کو کوئی ایسی چیز مجھے پلوادی کہ میں ہوش میں نہ رہا۔ بس اسقدر مہلت اس کے لیے کافی تھی۔ مطلب نکال لے گیا۔

م.... حیرت ہے۔ میرا گارد جگہ جگہ مقرر تھا۔ شب کو اُس کی تلاش بھی جاری تھی۔ اتنے سپاہیوں اور نگہبانوں کی آنکھ میں خاک جھونک دی"

بہرام۔ ادھر تو سپاہی کھنڈریں خاک چھانتے پھرتے تھے۔ ادھر وہ بدکار اطمینان سے اس کمرے میں اپنا کام کر رہا تھا"

م.... (کچھ سوچ کے) مگر گھڑی کی آواز تو کسی کو سنائی دیتی"

بہرام۔ واہ! آواز کو دبا دینا کیا مشکل۔ دیکھیے جس تار پہ موگری گر کے آواز پیدا کرتی ہے۔ اُس کو ایک طرف ہٹا دیجیے تو نہ دستہ کسی چیز پہ گریگا نہ آواز ہوگی" اور یہ عمل کر کے م.... کو دکھا دیا۔ اور کہا دیکھا آپ نے؟"

"سب" کو بہرام کے اس نخرے پر غصہ آرہا تھا۔ مگر اسوقت بہرام کی بات بنی ہوئی تھی۔ اچھی طرح تھبنوریاں دے رہا تھا سوئیاں گھومیں اور پھر پونے دس پر آگئیں۔ بہرام نے کہا "سب" صاحب سنیئے! ذرا غور بھی کیجئے... دو اور تین اور پانچ کے ہندسوں کے آگے صفر لگا ہوا ہے جس سے وہ دہائیاں ہوگئیں۔ ذرا غور سے دیکھئے تو یہ نقطے لوہے کے معلوم ہوتے ہیں ذرا انھیں اندر کی طرف دبا تو دیجئے تو یہ ہندسے اپنی حقیقی صورت پر آجائیں۔

سب: (دو کے ہندسے کا صفر دبا کے) یہ تو نہیں دبتا۔"

بہرام۔ نہیں دبتا؟ اچھا ذرا پانچ کا صفر تو دبائیے۔ دبا؟ ہاں دبا تو۔ اب دو کا نقطہ۔ ہاں۔ دبا؟۔ اب تو وہ بھی دب گیا۔ مار لیا۔ اب تین کا نقطہ بھی دبا دیجئے ... بس اب قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے۔"

"سب" اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اتنے میں منٹ کی سوئی بارہ پر پہنچ گئی۔ بہرام جیکا ابھی تک سب سے دور دبے پر بیٹھا تھا۔ گھڑی نے دس بجانا شروع کئے۔ دسویں آواز پر گھڑی میں ایسی گھڑ گھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی کہ گویا کمانی ڈھیلی ہوگئی۔ ایکایک لنگر تھم گیا۔ گھڑی بند ہوگئی۔ گھڑی کے روکار پر ایک کالے سانپ کی تصویر تھی گھڑی کے رکتے ہی وہ تصویر جدا ہو کے زمین پر آرہی۔ اس کی جگہ پر دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا۔ بہرام نے آگے بڑھ کے دیکھا اس میں ایک چاندی کا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ بہرام نے اُسے نکال کے نہایت ادب سے م...... کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا حضور خود دست مبارک سے اسے کھولیں۔ دیکھیے اس میں کیا ہے؟ م...... نے ڈرتے ڈرتے ڈبہ کھولا تو خالی پایا۔ بہرام کی صورت دیکھنے لگے۔ بہرام کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں مگر سنبھلا جیب سے رومال نکال کے ماتھے کا پسینہ پونچھا۔ پھر ڈبہ کو اُلٹا پلٹ کے ہر طرف سے دیکھا کہ شاید پیندا یا ڈھکنا دوہرا ہو مگر اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ بہرام مایوس ہوگیا۔ اس نے

اور پھر جدید طلسم کی صورت سات ڈھے گیارہ بج گئے - پونے بارہ - م ..... برابر گھڑی دیکھے جاتے ہیں - تو اب صرف پانچ منٹ رہ گئے "

م ..... ب - اب صرف پانچ منٹ ہیں - موجود حاضر ہے "

ب - حضور حاضر ہے

آخر ایک منٹ رہ گیا - اب سکنڈ گنے جانے لگے - بہرام اسیطرح آنکھیں بند کیے خمار میں بیٹھا تھا - م ..... نے "ب" کو اشارہ کیا - "ب" بہرام کے قریب گیا شانے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ گھڑیاں نے بارہ بجانا شروع کیے - جیسے ہی سوئیں ضرب پڑی بہرام نے آنکھیں کھولدیں اور بڑی بے تکلفی سے بہت اطمینان کے ساتھ "سردار صاحب یہ گھڑی جو سامنے ہے اسکا لنگر تو ہلا دو - اور سوئی کو دس پر لگا دو "

"ب" کو یہ گستاخی بڑی معلوم ہوئی مگر م ..... نے کہا جو کہے وہ کرتے جاؤ جھوٹے کو گھر تک پہونچانا ہے -

"ب" نے لنگر کو حرکت دی - گھڑی چلنے لگی گویا کوک بھری ہوئی تھی - بہرام سنبھل کے بیٹھ گیا "ہاں اب ذرا سوئیوں کو دس سے کسی قدر پہلے لگا دو" یہ کہکے بہرام خود گھڑی کے پاس جا کھڑا ہوا اور اُسے دیکھنے لگا - دو منٹ تک گھڑی نہ چلی ہر شخص کو انتظار تھا کہ دیکھیں کیا ہو ؟ م ..... بھی شوق سے انتظار کر رہے تھے - "ب" بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا تھا - گھڑی نے دس بجائے - اور کچھ بھی نہوا بہرام اپنی جگہ پر آگیا - " اب میں سمجھا - یہ بات ہے - (کرسی پر بیٹھ کے) ب صاحب ذرا اور تکلیف کیجیے سوئیوں کو پھر دس سے تین چار منٹ پہلے لگا دیجیے ....

پیچھے کی طرف نہیں آگے کی طرف ع کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست - سیدھی راہ چلنا چاہیے نہیں تو کسی (دن) زور سے گر پڑے گا - بہرام کا یہ قول یاد رکھیے -

ڈاکٹر۔ ہاں "
بہرام۔ پھر اُس شخص کا پتہ چلا ہے "
ڈاکٹر۔ نہیں "
"بہرام غور کرنے لگا مگر نشہ کے اثر سے دماغ [illegible] تھا "
م ...... کو شک ہوا کہ بہرام نے شاید بہانہ کیا ہے "ب" کو حکم دیا
موٹر منگا دو "
ب۔ اے حضور ابھی تو بارہ ....
م ...... دیر کرنے سے کیا حاصل۔ یہ بہانے کر رہا ہے۔ موقع پا کے کہیں نکل نہ جائے "

"ب" نے باہر جا کے ایک نوکر موٹر لانے کا حکم دیا اور فوراً پلٹ آیا۔
م ...... نے پوچھا "ب" ... اس کمرے کا نام گوہر ہے "
ب۔ حضور یہی نام ہے "
م ...... غور سے دیکھو باہر دروازہ پر یہ لفظ کندہ ہے۔ اور اندر دروازے کے قریب دیوار پر یہ لکھا ہوا ہے "
(دروازے کی طرف اشارہ کر کے دکھایا)
ب۔ جی ہاں مگر یہ نہ سمجھ میں آیا کہ ان دونوں میں کیا تعلق ہے ؟ اتنے میں بہرام نے آنکھیں کھول کے پوچھا۔ "بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے" ؟
ب۔ چالیس منٹ "
بہرام۔ خیر ابھی تو کافی وقت ہے۔ مگر کیا کہوں آنکھ تو کھلتی نہیں۔ دماغ بے قابو ہے خیالات کا سلسلہ نہیں جمنے پاتا۔ اُفوہ (آہستہ آہستہ) دس پھر پچاس نہیں پچاس نہیں صرف پانچ۔ ہاں اسی طرح دو اور تین مگر اس میں کوئی خاص بات ہے

م..... (بہت غصہ ہو کے) یہ کس کا کام ہے؟ اور حیرت تو یہ ہے کہ ہمارا انتظام کیسا ہے؟"

ب۔ مگر حضور:

م..... بس بس بیہودہ نہ بکو۔ یقین ہو گیا یہ شخص سچ کہتا تھا کہ اسی قلعہ میں کوئی غیر موجود ہے۔ اسی کی یہ کارستانی ہے۔

ب۔ حضور والا اگر کوئی غیر اس قلعہ میں داخل ہوتا تو ضرور ظاہر ہو جاتا۔ یہاں تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی چھپ رہے "

م..... مگر ثبوت کافی موجود ہے۔ یہ چائے نہ میں نے بنائی اور نہ تم نے "ب" جلد اسے گرفتار کرکے لاؤ، ورنہ اچھا نہ ہوگا"

حکم حاکم مرگ مفاجات "ب" بیچارہ نئی مصیبت میں گرفتار ہوا سارا قلعہ چھان ڈالا کسی غیر کا نشان بھی نہ پایا۔ آخر تھک کے بے نیل مرام واپس آیا۔ بہرام رات بھر بے حس وحرکت پڑا رہا۔ صبح کو نو بجے ذرا کلبلایا اور کچھ بولنا چاہا۔ زبان میں لکنت تھی بمشکل اتنا پوچھ سکا۔ کیا بجا ہوگا؟"

ب۔ ساڑھے نو۔

بہرام نے چاہا اُٹھے مگر پھر چکر سا آیا اور گر پڑا۔ تھوڑی دیر میں دس بجے بہرام نے چونک کے کہا۔ مجھے لے چلو۔ قلعہ کے کھنڈر میں لے چلو" ڈاکٹر کی اجازت کے بعد بہرام کو ڈولی میں ڈال کے کھنڈر کی طرف لے چلے۔ راستہ میں اس نے کہا پہلی ہی منزل پر چلنا۔ بائیں جانب کے اخیر کمرے میں" یہ کمرہ دسواں تھا۔ بہرام کرسی پر بیٹھا مگر اونگھ رہا تھا نشہ ابھی تک نہ اُترا تھا اتنے میں م..... بھی آگئے مگر بہرام نے بالکل نہیں دیکھا گویا خبر ہی نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں اور چاروں طرف نظر ڈال کے ڈاکٹر سے کہا چائے میں کوئی نشی چیز ضرور ملی ہوئی تھی۔

ان امور پر ذرا غور کر لوں۔"
یہ کہہ کے بہرام بیٹھ گیا "وب" کو یہ گستاخی بُری معلوم ہوئی مگر چپ ہو رہا
م..... "وب" کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے وہاں سے سرک آگئے۔ تھوڑی دیر کے
بعد پھر آکے بہرام سے کہا "او بہت سوچ چکے۔ اب تیار رہو" مگر کوئی جواب نہ ملا
م..... نے پھر پکارا۔ کوئی آواز نہ آئی۔ آخر "وب" نے جھلا کے بہرام کا شانہ ہلایا
"اُٹھو کیا سانپ سونگھ گیا؟" مگر بجائے اُٹھنے کے گر پڑا۔ ہاتھ پاؤں میں تشنج
تھا تھوڑی دیر میں حرکت بالکل رُک گئی
م..... (حیرت زدہ ہو کے) ہائیں! یہ کیا ہوا؟" مر گیا۔ (لالٹین سے صورت
دیکھی) اُفوہ دیکھنا تو چہرہ کیسا زرد ہے۔
ب۔ (سینے پہ ہاتھ رکھ کے) قلب تو برابر حرکت کر رہا ہے۔ حکم ہو تو ڈاکٹر کو بُلا
بھیجوں۔
م..... ہاں بہت جلد۔"
"ڈاکٹر نے بہرام کو دیکھا اور پلنگ پر لٹایا غور سے اس کی شکل دیکھتا رہا۔
پھر یہ دریافت کیا "مریض نے کھایا کیا تھا۔
م..... تو اس کو کسی نے زہر دیدیا؟"
ڈاکٹر۔ جی نہیں زہر تو نہیں لیکن میرے خیال میں ....
"یہ پیالی کیسی ہے۔
ب۔ چائے کی ہے۔"
ڈاکٹر۔ آپ کی؟"
ب۔ نہیں مریض نے اسی میں چائے پی تھی۔"
ڈاکٹر (تھوڑی سی چائے زبان پہ لگا کے) اس میں کوئی مسکر شے ضرور تھی۔"

کمرے میں اسے پہونچا کے کھانا لانے کا حکم دیا - اور خود م ...... کے حضور میں سب حال بیان کرنے گیا "

باب (۱۰)

قسمت کی کم نصیبی سے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

کھانے سے فراغت ہوئی تو بہرام کو آرام لینے کی فکر ہوئی - کرسی پر ذرا لیٹ گیا - ایک گھنٹہ اسی حالت میں گزرا - نیند آرہی تھی کہ ایک نوکر سے چائے منگوائی بہت گرم تھی - دو ہی چار قطرے پیے ہوں گے کہ بہرام نے پیالی ہاتھ سے رکھ کے کہا "ہائیں" یہ اس میں تیزی کیسی ؟ "ب صاحب سے - آپ کے م ...... بھی چائے نوش کرتے ہیں - کچھ عجب مزہ ہے - بکٹھی بکٹھی اور اس کے ساتھ تلخ بھی"

بہرام نے غزارہ کرکے منھ صاف کیا - اور پھر کرسی پر لیٹ کے سگار پینے لگا -

"ب" نے کہا چلو اب وقت کو ہاتھ سے نہ دو" مگر اس نے کچھ توجہ نہ کی - اسی اثنار میں م بھی کمرے میں تشریف لائے اور پوچھا - کہو کہاں تک کامیابی ہوئی "

بہرام - آپ کے اقبال سے تھوڑی ہی اور کسر باقی ہے "

م ...... کیا تم کو وہ مقام مل گیا جہاں کاغذ پوشیدہ ہیں "

بہرام - حضور دو تین امر ابھی حل طلب ہیں -- موقع پر پہونچ کے وہ بھی حل ہو جائیں گے "

م ...... تو کیا ہم سب یہیں ٹھہریں "

بہرام - جی نہیں حضور بھی قدم رنجہ فرمائیں - مگر ابھی بہت وقت ہے - اجازت ہو تو

تم زینہ سے جاؤ اور میں اسطرف سے آتا ہوں۔ رادھا بائی کتاب چھین کے ایک طرف بھاگی بہرام بھی پیچھے دوڑا۔ وہ ایک کمرے میں گھس گئی۔ دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ یہ لوگ کچھ ایسے بدحواس تھے کہ یہ بھی نہیں جانتے کس کمرے میں گئی ہے۔ کئی کمرے دیکھ ڈالے کسی میں نہ تھی۔ آخر ایک کمرہ توڑا گیا اسی میں ایک چور دروازہ نکلا اسی کو توڑ کے اندر گئے دیکھا تو لڑکی موجود ہے اور اُس کے آگے آگ جل رہی ہے۔ اور کتاب اُسی میں ڈالدی گئی ہے وہ بھی جل رہی ہے۔ بہرام نے جلدی سے آگ میں ہاتھ ڈالدیا۔ کتاب نکالی مگر سوائے راکھ کے کچھ نہ تھا۔ "ب" بھی آگیا۔ اور یہ کہا۔ اس کو معلوم تھا کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ اور اسکا جلا دینا ضروری جانتی تھی۔

بہرام۔ جی نہیں اس کے دادا نے کتاب اس کو دی تھی اور یہ کہدیا ہوگا کہ حفاظت سے رکھنا کسی کا ہاتھ نہ لگے۔ اس بیوقوف نے اس کو جلا دیا۔

ب۔ پھر اب کیا ہوگا؟"

بہرام۔ کیوں؟"

ب۔ اب ان کاغذات کا کیا پتہ لگے گا؟"

بہرام۔ اچھا اتنا تو تم سمجھے کہ میں کچھ کام کر رہا ہوں۔ اطمینان رکھو ناکام ہونیوالا نہیں ہوں۔ کاغذ مل جائیں گے۔"

ب۔ کل دوپہر تک؟

بہرام۔ اجی آج دوپہر سے پہلے۔ مگر اب تو بھوک کے مارے بُرا حال ہے آپ کو کاغذوں کی پڑی ہے۔ سارا دن ہوگیا اور ایک دفعہ کے سوا رزق سے بھینٹ نہوئی واہ آپ لوگ یوں ہی مہمانوں کو رکھتے ہیں۔"

ظاہر میں تو بہرام بڑھ بڑھ کے بول رہا تھا مگر دل میں کتاب کے جل جانے سے اُمیدی سی ہو گئی۔ مگر اپنے دل کا حال ظاہر نہ ہونے دیا "ب" نے اس کے

اسے دیکھنا ضرور ہے ذرا تم لوگ اس لڑکی سے خبردار رہنا کہ یہ اس مقام کا ذکر ہے کہ سپہ سالار کو یعقوب شاہ نے قلعہ میں محصور کر لیا تھا - اور دہلی سے اور فوج آئی تھی جس سے یعقوب شاہ کو بھاگنا پڑا - دو سال تک پہاڑوں میں مارا مارا پھرا اور یوسف خاں شہنشاہی سردار اُس کے تعاقب میں تھا - آخر یعقوب شاہ نے اسی قلعہ میں پناہ لی - یوسف خاں بھی یہاں پہونچا - لکھا ہے "جب میں بالکل مایوس ہو گیا تو میں نے اپنے جواہرات کو ایک ڈبے میں بند کر کے ایک جگہ چھپا دیا یہ کام آدھی رات کو انجام پایا - امید نہیں کہ یہ قلعہ کل تک میرے قبضہ میں رہے - صبح تک شہنشاہی فوج قلعہ میں ضرور گھس آئے گی - میں اپنے خزانہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اگر میری اولاد سے کوئی اس کا پتہ لگائے تو یہ سب اُسی کا حصہ ہے - اور اس لیے پوشیدہ کر دیا گیا ہے - اگر موقع ملے اور زمانہ مہلت دے اور عنان حکومت پھر ہمارے ہاتھ میں آجاوے تو خیر اور اگر کوئی اور اسی کا پتہ پا جاوے تو اُسے چاہیئے کہ آدھا ہماری اولاد سے جو کوئی ہو اُس کو دے اور آدھا خود لے بغیر اس کے یہ جواہرات اُس پر حرام ہیں خدا سے ڈرے اور امانت میں خیانت نہ کرے - ورنہ خدا کا غضب نازل ہوگا - اس خزانہ کی کنجی یہ ہے ... ۵ ۱۰ ۲ ۲

بہرام - یہیں بادشاہ کا روزنامچہ تو ختم ہو چکا (دل میں) یہ نقش تو اسی نقش کا سا ہے - بہت ہی کم فرق ہے (باواز بلند) اب کرشن ولی کا روزنامچہ بھی پڑھنا چاہیئے (چند ورق اُلٹ کے) یہاں یہ لکھا ہے "ایک کمرے میں یہ پرانی قلمی کتاب ملی ہے - راجہ نے اسکے مضمون سے آگاہ ہو کے جستجو شروع کی اور یہ کتاب میرے حوالے کی" پھر ایک جگہ لکھا ہے - راجہ نے خزانہ ڈھونڈھ لیا - اب بادشاہ کے وارثوں کے جستجو میں ہے - (چند ورق کے بعد) پھر لکھا ہے "کوئی وارث نہ ملا" راجہ نے خزانہ اُسی جگہ چھپا دیا ہے - اور اس مقام کو ایک نیا طلسم بنا دیا ہے یعنی .... ارے بائیں کیا پھرتی سے چھین لے گئی سپاہیوں کو ڈانٹنا "تم کیا او نگھ رہے تھے - روکا بھی نہیں - جاؤ جلدی اسکا پیچھا کرو

ذریعے سے یہ کتاب حفاظت سے چھنوا لیجیے۔

"ب" کا اشارہ پاتے ہی دو آدمیوں نے ہاتھ پکڑ لیے۔ ایک نے کتاب چھین لی۔ رادھا بائی بہت بیقرار ہوئی مگر بس نہ چل سکا۔ بہرام نے تسلی دی اور یہ کہا۔ ہم تمھیں نقصان نہیں پہونچائیں گے تم کیوں ڈرتی ہو؟" سپاہیوں سے کہا تم ذرا اس لڑکی سے خبردار رہو ذرا میں کتاب پر ایک نظر ڈال لوں۔ یہ کتاب فارسی میں تھی قلمی اور نہایت خوشخط سرورق پر لکھا تھا "روزنامچہ یعقوب صاحب" بہرام نے کتاب کھولی ایک عجیب بات نظر آئی یعنی ہر دو ورقے کے درمیان ایک ورق لگا تھا اور اس پر کہیں کچھ کچھ عبارت بھی لکھی ہوئی تھی۔ بہرام نے اس کے شروع میں پڑھا "روزنامچہ کرشن ولی ملازم راجہ رام سنگھ"

ب۔۔۔ (متعجب ہوکے) بس یہی اس میں لکھا ہے"

بہرام۔ تو اس میں تمھیں تعجب کیا ہے"

ب۔۔۔ یہ اس لڑکی کے پردادا کا نام تھا"

بہرام۔ بس اب معلوم ہوا یہ کتاب اسی سلسلہ میں رادھا بائی تک پہونچی۔ کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ مگر ہمارے دشمن کو کیونکر معلوم ہوگیا۔ خیر۔ ذرا اب دیکھنا چاہیے اور کیا لکھا ہے؟ معلوم ہوتا ہے ملازم بھی لائق اور فارسی دان تھا۔ ضرور راجہ ہوگا۔ پہلے حفظ مراتب کے خیال سے بادشاہ کا روزنامچہ پڑھنا چاہیے (چند ورق الٹ کے) اچھا یہاں شہنشاہ دہلی سے لڑائی کا حال لکھا ہے "ب صاحب" میں آپ کو سناتا چاہتا ہوں۔ بادشاہ کہتے ہیں۔ میں سرحد پر محمد قاسم سپہ سالار کے مقابل خیمہ میں موجود تھا۔ کئی دن تک جنگ ہوتی رہی۔ کسی طرف کی فتح شکست نہیں ہوئی۔ اسی اثنا میں دارالسلطنت میں بغاوت ہوگئی" (چند ورق الٹ کے) یہاں کوئی بات نہیں ہے۔ ایک اور ورق میں ایک نقش بنا ہوا تھا

نکالا۔ اور "ب" سے کہا۔ کہیئے آپ تو کہتے تھے کوئی آ نہیں سکتا اور نہ م... کو یقین تھا۔ دیکھیئے وہ ابھی اس لڑکی کے پاس سے گیا ہے۔ اس کے منھ میں رومال ٹھونس دیا تھا کہ چیخنے نہ پائے۔ ہماری آہٹ پا کے بھاگ گیا۔ ابھی میں گا دوڑ ہو جائے تو یقین ہے گرفتار ہو جائیگا۔

ب... مگر وہ یہاں آیا کیونکر؟ آتا تو کوئی تو دیکھتا۔

بہرام۔ پھر وہی حماقت کی باتیں کیے جاتے ہو۔ ثبوت سامنے موجود ہے اور یقین نہیں آتا

ب۔ نہیں نہیں مجھے خود تعجب ہے کہ.........

بہرام۔ تعجب بعد کو کیجیئے گا اسوقت تو چند سپاہی اس کے تعاقب میں دوڑائیے دیر اچھی نہیں ہے۔

چند آدمی اُس کی تلاش میں بھیجے گئے۔ بہرام چاہتا تھا خود بھی جائے اتنے میں لڑکی کے ہاتھ پاؤں کو حرکت ہوئی۔ بہرام اُس کے پاس گیا۔ سر و ... پہلے تو اُس نے آنکھیں کھولیں پھر اُٹھ کے بیٹھ گئی۔ بہرام نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ سے پانچ چھ اشرفیاں گر پڑی۔ یہ سب انگریزی سکے تھے۔ بہرام فکر کرنے لگا۔ میرا خیال صحیح تھا۔ مگر اسقدر بھاری انعام کس بات کا ہے۔ فرش پہ ... پڑی دیکھی۔ بہرام نے چاہا اُٹھا لوں۔ لڑکی نے دیکھتے ہی ... اُٹھا لی اور سینے پہ رکھ کے دونوں ہاتھوں سے دبالی۔

بہرام۔ بس یہی وہ چیز ہے کہ جس کے لیے وہ کوشش کر رہا تھا۔ اسی کی قیمت وہ اشرفیاں دی گئی تھیں۔ چھینا جھپٹی میں ناخنوں کے نشان پڑ گئے ہیں دیکھنا ہے کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہے۔ جس کے لیے دشمن اسقدر بیتاب تھا اور بڑا تعجب ہے کہ اسی میں اپنے مطلب کی بات نکال لی ہو۔ ب نے کہا۔ آپ اپنے سپاہیوں کے

باب (۹)

دوسرا نقش

بہرام رادھا بائی کے کمرہ میں پہونچا تو دیکھا کمرہ خالی ہے "ب".... نے دو آدمی اُس کے ڈھونڈھنے کو بھیجے۔ ان کو بھی نہ ملی۔ اور لطف تو یہ کہ کسی نے اسکو کمرے سے باہر جاتے بھی نہ دیکھا تھا۔ تھوڑی دور پر پہرے والے موجود تھے۔
"ب" نے کہا "بڑی حیرت کا مقام ہے۔ آخر یہ کہاں اور کیونکر نکل گئی
بہرام نے پوچھا کیا اس کمرے کے اوپر کوئی اور منزل بھی ہے؟"
ب۔ ہاں ہے تو مگر جانے کا رستہ نہیں معلوم"
بہرام۔ (ایک اندھیری کوٹھری کی طرف دیکھکر) اسی کوٹھری میں زینہ ہوگا"
نے آگے بڑھکر چاہا زینہ پر چڑھے بہرام نے روک لیا۔ اور کہا جناب" سمجھ بوجھ کے چلیئے۔ ایسی بہادری نہ دکھائیے"
ب..... کیوں؟"
بہرام۔ یہ خطرہ کا مقام ہے۔ مجھے جانے دیجئے۔ میں سمجھتا ہوں اور آپ نہیں سمجھتے
یہ کہہ کے بہرام بہت جلد زینہ پر چڑھ گیا "ب" بھی پیچھے ہولیا"
ابھی وہ زینہ پر ہی تھا کہ بہرام کے منھ سے ایک چیخ نکلی"
"ب" نے کیا ہے کیا ہے کہتا ہوا ایک ایک سیڑھی چھوڑ کے قدم رکھتا ہوا ادھر پہونچ گیا دیکھا کہ رادھا بائی مردے کی طرح پڑی ہے۔ ہاتھوں پر ناخن کے کھرونچوں کے نشان ہیں۔ مگر کوئی زخم نہیں۔ منھ میں ایک رومال ٹھنسا ہوا تھا بہرام نے منھ سے رومال

چوٹ کھائی۔ خیر خدا نے جان ہی بچالی "
م..... مگر یہ تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہ وہ یہاں موجود ہے۔
بہرام۔ یہاں کیسا بلکہ اسی قلعہ میں موجود ہے میں نے اس بچی کے ہاتھ میں دو اشرفیاں دیکھیں جس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ ہوں نہ ہوں اسی نے دی ہوں "
م..... مگر وہ یہاں کیوں آیا؟ آخر اُس کی غرض کیا ہے؟"
بہرام۔ یہ تو خدا ہی جانے یا وہ خود۔ مگر حضور کو بہت احتیاط کرنا چاہیئے "
م..... ہشت میری بلا اس سے ڈرتی ہے! قلعہ کے گرد دو سو آزمودہ کار سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ پرندہ پر تو مار نہیں سکتا۔ آخر آدمی تھے کوئی تو دیکھتا "
بہرام۔ اور دیکھا نہیں تو اس کا حال کیونکر معلوم ہوا "
م..... کس نے دیکھا؟"
بہرام۔ اس بچی نے جسکو دو اشرفیاں دیں "
م..... تو اس لڑکی سے پھر پوچھنا چاہیئے۔ "د ب" بہرام کو اس کے پاس لیجاؤ "
بہرام نے اپنے ہتھکڑی سے بندھے ہوئے ہاتھ دکھا کے کہا "حضور نے تو مجھے بیکار کر دیا بھلا ایسے سخت مقابلہ کے وقت اس کی کیا ضرورت ہے۔
م..... کے حکم سے بہرام کے ہاتھ کھول دیے گئے۔ دل میں کہنے لگا چلو فال تو اچھی ہے۔ وقت ابھی ہے شاید میں کامیاب ہو جاؤں "

بہرام کی

ہوئے اب سنو میاں بہرام سریش چندر کا ذہن بھی یہاں تک پہونچ گیا تھا
ٹھیک اسی طرح جیسے سکندر بحر ظلمات سے تہی و مرام واپس آیا وہ بھی اپنا
سے لے کے چلا گیا"

"یہ سن کے بہرام کا رنگ اُڑ گیا۔ متحیر ہو کے پوچھا تو کیا سریش چندر اس کمرے
تک پہونچ گیا تھا"

م ...... جی جناب چار دن تک وہ بھی غلطاں پیچاں رہا۔ آخر ادھا بائی کے
اشارے سے اس کمرے تک پہونچا۔ کونہ کونہ ڈھونڈھ ڈالا مگر کاغذات نہ ملے"

بہرام (دیر تک دریائے حیرت میں غرق رہا پھر اپنے تئیں سنبھال کے) حضور ہی
انصاف فرمائیں۔ سریش چندر نے تو چار دن تلاش میں صرف کرکے اس کمرے تک
رسائی کی۔ میں نے آٹھ دس گھنٹہ میں پتہ لگا لیا اگر میری راہ میں رکاوٹیں نہ ہوتیں
تو خدا جانے اب تک کیا کر لیتا"

م ...... مگر وہ رکاوٹیں کس نے پیدا کیں۔ کیا "ب" نے؟"

بہرام۔ جی نہیں ایک ایسے شخص نے جس کے خیال سے میرے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ سفاک ہے جو اپنے ساتھی اور مددگار ارجن سنگھ کے
قتل سے بھی باز نہ رہا"

م ...... (کسی قدر گھبرا کے) تو کیا وہ یہاں بھی آپہونچا"

بہرام۔ کیا عرض کروں وہ تو انسان نہیں ہے۔ کوئی جن یا بھوت ہے۔ کسی کو
دکھائی نہیں دیتا اور نہ کانوں کان خبر ہوتی ہے۔ اور ہر جگہ پہونچ جاتا ہے۔ اس نے
مجھے بہت پریشان کیا۔ خیر جیتا رہا تو سمجھ لوں گا۔ اسی نے میرے سب منصوبے خاک
میں ملا دیئے۔ مخبری کرکے گرفتار کرا دیا۔ پرسوں یہی میرے پیچھے لگا ہوا چلا آیا۔ اور
چلتی موٹر سے مجھ کو گولی ماری تھی مگر تقدیر سے میں بچ گیا۔ بیچارے "ب" نے ناحق

"غدر ۱۸۵۷ء کے بعد" ب " کا کوئی ملازم یا کوئی عزیز یا ان میں سے کسی کی اولاد سے کوئی زندہ ہے۔ یہاں کے رہنے والوں میں کسی کا ان لوگوں سے کچھ تعلق ہے؟"

ب ۔ سب چلے گئے صرف ایک بڈھا رہ گیا تھا۔"

بہرام ۔ پھر وہ کہاں ہے ؟"

ب ۔ وہ بھی مر گیا۔"

بہرام ۔ اچھا اُس کی اولاد میں سے کوئی موجود ہے؟"

ب ۔ ہاں اُس کی ایک پوتی یہاں رہتی ہے ۔ رادھا بائی نام ہے ۔ بڈھے کے بیٹے نے ایک عورت سے باپ کی مرضی کے خلاف شادی کرلی تھی ۔ اس لیے باپ سے بگاڑ ہو گیا اُس نے گھر سے نکال دیا ۔ اُسی لڑکے کی یہ سب سے چھوٹی لڑکی ہے ۔"

بہرام ۔ اور یہ رہتی کہاں ہے ؟"

ب ۔ قلعہ کے ایک سرے پر ۔ اسکا دادا سیاحوں کو قلعہ کی سیر کرایا کرتا تھا اُسی زمانہ سے وہ یہاں رہتی ہے ۔ بیچاری ایسی غریب ہے کہ ترس آتا ہے ۔ مگر کچھ دیوانی سی ہے ۔ کچھ باتیں بھی کرتی ہے تو اُس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔"

بہرام ۔ کیا بچپن ہی سے ایسی ہے ۔"

ب ۔ نہیں بچپن میں تو بڑی سمجھ دار تھی ۔ کوئی دس برس کے سن سے یہ حالت ہو گئی ہے ۔"

بہرام ۔ غالبًا کوئی صدمہ پہونچا ہو گا ؟"

ب ۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں ۔ یہ جانتا ہوں کہ اس کا باپ شرابی تھا اور ماں دیوانی تھی ۔ اسی دیوانہ پن میں افیون کھا کے اُس نے جان دیدی ۔"

بہرام ۔ (کچھ سوچ کے) کیا میں اس لڑکی کو دیکھ سکتا ہوں ؟

باب (۸)

قلعہ کستاور کی سیر

قلعہ کستاور عجب فضا کا مقام ہے - ایک تو ہندوستان کی سرحد جو کشمیر سے ملی ہے خود ہی جنت کا نمونہ ہے - دوسرے قلعہ کے سامنے دریائے چناب لہریں لے رہا ہے - اب تو شاید اس قلعہ کے آثار باقی نہ رہے ہوں کیونکہ زمانہ نے اسے اچھی طرح برباد کیا - اس کی بنا کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی اور بربادی راجہ سپ ..... کی باغی رعایا نے کی - بہرام اسی قلعہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا اور کاغذات کے تجسس کی بھی فکر تھی - دیواروں پر جابجا گولیوں کے نشان تھے - کسی کمرے میں قدیم ساز و سامان نہ تھا - بہرام نے گارد کی نگرانی میں قلعہ کا کونہ کونہ چھان ڈالا کہیں کاغذات کا پتہ نہ ملا - بہرام اپنی پریشانی کو مذاق کے پہلو میں دوسروں سے چھپا رہا تھا - دیکھنے میں تو "ب" پر سارا الزام لگا رہا تھا - مگر دل ہی دل میں کہتا تھا "یا الٰہی کیا کروں - دو گھنٹے حیران رہا - مگر کچھ کام نہ نکلا - دعویٰ تو کیا تھا مگر خدا ہی نگہبان ہے - پھر بہرام کو اس سیاہ پوش کا خیال آیا - دل میں کہتا تھا - اس شیطان کو میری رہائی اور یہاں کی روانگی کا حال کیونکر معلوم ہو گیا - کس نے بتا دیا ؟ یہ محض اتفاق ہے یا ہمزاد اس کے قبضہ میں ہے - ایک ہی وقت دونوں یہاں آئے ہیں - خدا ہی خیر کرے یہ ظالم بُری طرح میرے پیچھے پڑ گیا ہے - جہاں جاتا ہوں ساتھ ساتھ" بہرام نے ایک مرتبہ پھر تمام قلعہ کی گشت کی - کبھی پتھر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتا تھا - کبھی دیواروں کے آثار ناپتا تھا - جب سب کچھ کر کے تھک چکا تو "ب" سے پوچھا

کا پیتا رہا" نب" نے سپاہیوں سے کہا" ہتھکڑی ڈال دو" ہتھکڑیاں ڈال دی
گئیں" بہرام چپکا لیٹا رہا"
ب - چلو اٹھو"
بہرام - (اطمینان سے) کہاں چلوں؟
ب - تلاش کے لیے"
بہرام - کیا؟"
ب - تم تو ٹالتے ہو - سیدھی طرح چلتے ہو تو چلو نہیں ....
(دو سپاہی زنجیر کھینچنے لگے)
بہرام - ابھی ذرا کمر سیدھی کر لینے دو - کیسا چلنا اور کہاں چلنا"
ب - تو تم نہیں چلو گے؟"
بہرام - مجھے فرصت نہیں ہے"
ب - آخر کون سا کام کر رہے ہو؟
بہرام - فکر میں ہوں"
ب - کیا؟
بہرام - یہی تو سوچ رہا ہوں کہ وہ کاغذات کہاں چھپے ہیں - کیا منہ کا نوالہ ہے -
بندہ درگاہ کو خود ہی نہیں معلوم کہ ان کاغذوں کا مردہ کہاں دفن ہے؟ بہتر ہے،
کہیں سے اُن کے نام پر فاتحہ پڑھ دوں دیکھیوں دوست نب" کیسی کہی"

بہرام۔ حضور دنیا کا قائم اعتبار پر چلتا ہے۔ آپ کو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیئے تھا۔
صورت میں کاغذات کے برآمد کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرتا۔ یہ جو کچھ آ
ت کیا آپ ہی کے حق میں بُرا ہوا۔ ایسے معاملات میں حتی الامکان جلدی کر
چاہیئے۔ ایک لمحہ میں خدا جانے کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ خیال تو فرمائیے۔ پو
ایک دن ضائع ہوا اگر میں آزاد ہوتا تو کاغذات ابتک آپ کے ہاتھوں میں ہوتے

م...... (کچھ سوچ کے) اب کتنی مہلت چاہتے ہو؟"

بہرام۔ کم سے کم چوبیس گھنٹے"

م...... اوہو۔

بہرام۔ جو وقت ضائع ہوا ہے اُسی کا یہ نتیجہ ہے"

م...... نے کچھ جواب نہ دیا۔ گھنٹی بجائی "ب" حاضر ہوا"

م...... "ب"۔ اب کیسے ہو؟"

ب۔ حضور کے اقبال سے اب تو کچھ اچھا ہوں"

م...... بہرام چوبیس گھنٹہ کی مہلت مانگتا ہے تم اپنے معتبر جوانوں کے ساتھ
کل تک اس کی نگرانی کرو۔ کل آٹھ بجے بلکہ دس یا بارہ بجے تک اگر اس نے کاغذ
نہ پیدا کیے تو موٹر میں سوار کر کے سیدھے دہلی کے قلعہ میں پہونچا دو۔ کل بارہ
بجے تک جو کچھ یہ کہے اُسی پر عمل کرنا۔ سر مو فرق نہ ہو"

ب۔ بہت خوب مگر ...... جو اس نے بھاگنے کی کوشش کی"

م...... تمھیں اختیار ہے"

یہ حکم دے کے م...... تو چلے گئے۔ بہرام نے بڑی بے تکلفی سے ایک
گار میز پر سے اُٹھایا اور آرام کرسی پر لیٹ کے پینے لگا۔ اتنے میں "ب" اپنے
ہیوں کو لے آیا اور بہرام سے کہا "چلو" بہرام نے جواب نہ دیا اور اسی طرح

سگار پیتا رہا۔ "ب" نے سپاہیوں سے کہا "ہتھکڑی ڈال دو" ہتھکڑیاں ڈالدی گئیں۔ بہرام چپکا لیٹا رہا۔

ب۔ "چلو اٹھو۔"

بہرام۔ (اطمینان سے) کہاں چلوں؟

ب۔ تلاش کے لیے۔

بہرام۔ کیا؟"

ب۔ تم تو ٹالتے ہو۔ سیدھی طرح چلتے ہو تو چلو نہیں ....

(دو سپاہی زنجیر کھینچنے لگے)

بہرام۔ اجی ذرا کمر سیدھی کر لینے دو۔ کیسا چلنا اور کہاں چلنا۔"

ب۔ تو تم نہیں چلو گے؟"

بہرام۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔"

ب۔ آخر کون سا کام کر رہے ہو؟

بہرام۔ فکر میں ہوں۔"

ب۔ کیا؟

بہرام۔ یہی تو سوچ رہا ہوں کہ وہ کاغذات کہاں چھپے ہیں۔ کیا منھ کا نوالہ ہے۔ بندۂ درگاہ کو خود ہی نہیں معلوم کہ ان کاغذوں کا مردہ کہاں دفن ہے؟ بہتر یہ ہے کہ یہیں سے اُن کے نام پر فاتحہ پڑھ دوں۔ دیکھوں دوست "ب" کیسی کہی۔"

بہرام۔ حضور دنیا کا کام اعتبار پر چلتا ہے۔ آپ کو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیئے تھا۔ ا
صورت میں کاغذات کے برآمد کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرتا۔ یہ جو کچھ آ
سے کیا آپ ہی کے حق میں برا ہوا۔ ایسے معاملات میں حتی الامکان جلدی کر
چاہیئے۔ ایک لمحہ میں خدا جانے کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ خیال تو فرمائیے۔ پورا
ایک دن ضائع ہوا اگر میں آزاد ہوتا تو کاغذات ابتک آپ کے ہاتھوں میں ہوتے

م...... (کچھ سوچ کے) اب کتنی مہلت چاہتے ہو؟"

بہرام۔ کم سے کم چوبیس گھنٹے۔"

م...... اوہو۔

بہرام۔ جو وقت ضائع ہوا ہے اُسی کا یہ نتیجہ ہے۔"

م...... نے کچھ جواب نہ دیا۔ گھنٹی بجائی "ب" حاضر ہوا۔"

م...... "ب"۔ اب کیسے ہو؟"

ب۔ حضور کے اقبال سے اب تو کچھ اچھا ہوں۔"

م...... بہرام چوبیس گھنٹہ کی مہلت مانگتا ہے تم اپنے معتبر جوانوں کے ساتھ
کل تک اس کی نگرانی کرو۔ کل آٹھ بجے بلکہ دس یا بارہ بجے تک اگر اس نے کاغذ
نہ پیدا کیے تو موٹر میں سوار کر کے سیدھے دہلی کے قلعہ میں پہنچا دو۔ کل بارہ
بجے تک جو کچھ یہ کہے اُسی پر عمل کرنا۔ سرمو فرق نہ ہو۔"

ب۔ بہت خوب مگر...... جو اس نے بھاگنے کی کوشش کی؟"

م...... تمھیں اختیار ہے۔"

یہ حکم دے کے م...... تو چلے گئے۔ بہرام نے بڑی بے تکلفی سے ایک
سگار میز پر سے اُٹھایا اور آرام کرسی پر لیٹ کے پینے لگا۔ اتنے میں "ب" اپنے
سپاہیوں کو لے آیا اور بہرام سے کہا "چلو" بہرام نے جواب نہ دیا اور اسی طرح

باب (۱)

لاعلمی

قلعۂ کستاور کے ایک بڑے کمرہ میں م..... کاغذات کے معائنہ میں مصروف ہیں ۔کمرہ کی آرائش دیکھ کے معلوم ہوتا ہے بہت جلد سب سامان کیا گیا ہے ۔ اتنے میں ایک افسر بہرام کو لیے ہوئے حاضر ہوا ۔

م..... (افسر سے) بس اب تم جاؤ (بہرام سے) ہاں وہ کاغذ لاؤ"
(بہرام کو چپ دیکھ کے) آخر کہو تو کاغذات کہاں ہیں ؟

بہرام ۔ (نہایت اطمینان کے ساتھ) اسی قلعہ میں "

م..... قلعہ میں تو ہم بیٹھے ہوئے ہیں "

بہرام ۔ یہیں وہ کاغذ بھی ہیں "

م..... چلو نکال لائیں (بہرام کو خاموش دیکھ کر) کیوں ؟"

بہرام ۔حضور سمجھ سکتے ہیں یہ کام بہت آسان نہیں ہے ۔ آخر تلاش کرنے میں بھی مہلت دی جائے گی یا نہیں "

م..... (بیتاب ہوکے) یہ تو تم نے نئی بات کہی پہلے تم نے یہ کب کہا تھا ؟

بہرام ۔ حضور درست فرماتے ہیں مگر یہ بھی تو اقرار نہیں کیا گیا تھا کہ آزادی کے بعد حضور کے خاصے کے چار پانچ جوانوں کی نگرانی میں رہنا پڑے گا آپ کو کسی نہ کسی طرح کاغذات مل جائے ۔

م..... میں تمہیں ان کاغذوں کے ملنے سے پہلے کیونکر چھوڑ دیتا ۔دور اندیشی کے خلاف تھا "

ہائیں ہائیں یہ کیا اندھیر کیا۔ موٹر بھی روک لی جلدی چلو "ا۔کا پیچھا کرو۔ ارے یہ تو وہی سفاک قاتل ہے جس نے ....۔

ارے رے رے رے رے ہا ہو قو قو۔ اُہو کیوں .... ان جاروں نے کچھ نہ سنی۔ بہرام کے منھ میں زور سے کپڑا ٹھونس دیا۔ شاباش۔ کیا کام کیا۔ یہی تو عین دانائی اور مصلحت اندیشی ہے۔

اس کے بعد یہ لوگ "سبا" کی طرف متوجہ ہوئے۔ زخم پر پٹی باندھی۔ ذرا ہوش آیا تو غضب کی نگاہ سے بہرام کو دیکھا) یہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ سب اسی کا کرشمہ ہے "سب" کے گھورنے پر بہرام کو غصہ آیا اور ہنسی بھی آئی گولی کے صدمہ سے اُس کو بخار آگیا۔ اور اس زور سے بخار آیا کہ اول فول بکنے لگا۔ بہرام نے کہا "چلو آں دفتر را گاؤ خورد۔ اب اس کو تو سرسام ہوا"

دوپہر آگئی "سب" بیہوش پڑا ہے۔ اور کسی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ جانا کدھر ہے۔ موٹر جہاں تھی وہیں کھڑی ہے۔ ناچار آپس میں مشورہ کر کے ایک جنگل کے پاس قیام کیا۔ سارا دن اسی طرح گزرا۔ شام کے قریب کستاور کے قریب سے ایک دستہ سواروں کا موٹر کی تلاش میں آیا۔ انھوں نے راہ دکھائی موٹر روانہ ہوئی۔ رات کو بارہ بجے قلعہ میں پہونچ گئے۔ بہرام کو ایک چھوٹا سا کمرہ ملا۔ باہر قفل لگا دیا گیا۔

ٹھہرا کے کہنے لگا "غضب ہو گیا"
بہرام - کیوں کیوں ؟"
ب - (دھمکی دے کے) اگر کوئی واقعہ ہو تو بہرام تمہاری جان کی خیر نہیں"
بہرام - معلوم ہوتا ہے موٹر ہمارے پاس پہنچ گئی مگر اس میں خوف کی کون سی بات ہے؟
کوئی سیاح ہو گا"
ب - کوئی بھی ہو"

پھر جھک کے جانب پشت دیکھا - موٹر دو تین سو گز کے فاصلہ پر آ گئی تھی"
"جوانو - ہوشیار! بہرام کی مشکیں کس لو اور اگر مزاحمت کرے تو......
جیب سے تپنچہ نکال کے بہرام کے سامنے کر دیا - بہرام نے چپ چاپ ہاتھ بندھوا لیے
اور کہا "مجھے مزاحمت کی کیا ضرورت ؟ لوگ احتیاط کو تو سمجھتے نہیں اور فضول کو
احتیاط کو عقلمندی سمجھتے ہیں - تم لوگ سمجھتے ہو یہ موٹر مجھے چرانے کے لیے آ رہی ہے"
ب - (شوفر سے) موٹر کی رفتار کم کر دو - اور بائیں پٹری پہ لگانا - اگر وہ موٹر بھی
رفتار کر دے تو ٹھہر جاؤ"

اتنے میں دوسری موٹر قریب آ گئی - رفتا کم کرنا کیسا اور تیز ہو گئی - جب "ب" کے
موٹر کے پہلو پہ آ گئی تو بہرام نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش موٹر پہ جھکا کھڑا ہے - بہرام کی
پلک نہ جھپکنے پائی تھی - دو گولیاں چلیں اور وہ موٹر فوراً گولی بھر کے ٹپے پہ ہو گئی -
ادھر تو آواز آئی اور موٹر کی گرد میں تپنچہ کی چمک دکھائی دی - ادھر "ب" دھم سے
گر پڑا اور اپنے موٹر میں تڑپنے لگا"
اب سنیے بہرام کے محافظ نہیں معلوم کیا سمجھے بہرام کی مشکیں زور سے
کس دیں اور موٹر کو بھی روک لیا"
بہرام - (جھلا کے) ارے بیوقوفو یہ کیا غضب کرتے ہو - ارے جلدی مجھے کھول دو

خیر اس کا عوض نہ لیا ہو تو بہرام نہ کہنا۔ پھر ذرا بلند آواز سے کہا "کیا خدانخواستہ ثقل سماعت ہے؟ معاف کیجیے گا۔ بندے نے آپ سے کچھ دریافت کیا تھا مگر جواب نہ ملا"۔ اُس شخص نے بہرام کو گھور کے دیکھا اور پھر کچھ نہ کہا۔

بہرام۔ واہ! کیا ترچھی چتون بنائی ہے۔ انگریز بھی غضب کے صناع ہیں۔ کیا پتلا بنایا ہے۔ ایں آنکھیں بھی گردش کرتی ہیں مگر زبان نہ بنا سکے۔ یہی تو کسر رہ گئی ہے۔ بولتا تو آدمی میں اور اس میں فرق کیا ہوتا"۔

یہ پھبتیاں سن کے اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ بہرام نے کہا "حضور غصہ کو تھوک دیجیے۔ اے میرا تو دل نکلا جاتا ہے کچھ مُنہ سے بولیے سر سے کھیلیے شعر

بت بن گئے محفل میں رقیبوں سے نہ بولے
کیا بات ہے خالق کی قسم واہ تمھاری

اِدھر غصہ کے مارے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکتی تھی۔ بہرام نے کہا "میری بلا سے آپ بولیں یا نہ بولیں۔ میں آپ ہی کے فائدہ کے واسطے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی۔ میں نے دور سے ایک موٹر کو دیکھا تھا۔ نہیں معلوم آپ نے بھی نظر کی یا نہیں"۔ یہ سنتے ہی اُس کا غصہ فرو ہو گیا اور مُنہ سے بولنے ہی لگا۔

"وہ نہیں۔ کیوں؟"

بہرام۔ کچھ نہیں"۔

اجنبی۔ آخر کچھ تو؟"

بہرام۔ کچھ نہیں۔ ایک موٹر کا خیال سا ہے۔ آپ سے اس کا ذکر کر دیا۔ کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے۔ ہماری موٹر بہت تیز جاتی ہے"۔

اب موٹر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگی۔ جب بلندی پر پہونچی تو اجنبی نے (در اصل وہی تھا جو بہرام نے کہا تھا) جھک کر اپنے پیچھے دیکھا۔

مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ پچھلے پاؤں ہٹ گئے۔ بہرام آگے بڑھا اور زینے سے چڑھ کے چھت کے پاس ہاتھ سے تختہ اُٹھایا اور باہر نکلا۔ ابھی دم نہ لیا تھا کہ کسی نے زور سے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا۔ ہٹ کے جو دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ راجہ صاحب کے ساتھ جو شخص قلعہ میں گیا تھا وہ سامنے کھڑا ہے۔ اس کے سوا اور دو آدمی دہنے بائیں کھڑے ہو گئے۔"

بہرام (غصہ کی آواز سے) کیوں صاحب۔ بھلا یہ کون سی انسانیت ہے کیا یہی اقرار ہوا تھا؟"

وہی شخص۔ گھبراؤ نہیں تم آزاد ہو مگر ابھی تمھیں نگرانی میں رہنا پڑے گا ہم سب ایک ساتھ کشمیر چلیں گے۔"

بہرام کے دل میں رہ رہ کے آتا تھا کہ ان کی اچھی طرح مرمت کردوں۔ مگر مصلحت نہ تھی۔ کہا "بہتر۔ چلیئے"۔ باہر ایک موٹر کھڑی تھی اُس میں دو آدمی اور بیٹھے تھے۔ یہ چاروں بھی جاکے اُسی میں بیٹھ گئے۔ موٹر چلنے لگی۔ رات کا جاگا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو لگی تو نیند آگئی۔ مگر محافظ باری باری سے جاگتے رہے۔ صبح ہوتے موٹر تقریباً دو سو میل طے کرچکی تھی۔ یہاں تھوڑی دیر قیام کیا۔ ناشتہ پہلے ہی سے ایک مقام پر تیار تھا۔ اس سے فراغت کی۔ پھر موٹر روانہ ہو گئی۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہوتے موٹر سرحد .. .. .. پہونچ گئی تھی۔ بہرام کی آنکھ کھلی تو عجیب سہانا سماں نظر آیا۔ فوراً کچھ سوچ کے اس نے م...... کے مصاحب سے کہا "آپ بسنت سنگھ ہیں م...... کے خاص مصاحب اور محافظ فوج کے افسر۔ آپ ہی نے اسلام آباد میں راجہ مہاراج سنگھ کے مکان کی تلاشی لی تھی"۔ بہرام یہ کہہ کے جواب کا منتظر تھا مگر خلاف امید کوئی جواب نہ ملا۔ اب تو بہرام برہم ہوا۔ دل میں کہا "عجیب بیہودہ آدمی ہے کس قدر مغرور ہے

کرجی سے مذاق کیا کہ مجھ کو تمھاری حالت پر رحم آتا ہے - اور کیوں نہ ہو ہر افسر کو اپنے ماتحت کی خراب حالت پر رنج ہونا ہی چاہیئے " میری فرار کی ذمہ داری گویا تمھارے نامۂ اعمال میں لکھی تھی - پھر میری ہی وجہ سے تمھاری نکلنا ہی اور اب میں پھر تمھاری بدنامی کا سبب ہوتا ہوں - مگر اس میں میرا کچھ قصور نہیں - معاف کرنا -

مکرجی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا - بہرام نے دوسرے شخص کو جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں - جھک کے سلام کیا اور کہنے لگا " حضور نے کیوں تکلیف کی - خادم کو شرمسار کیا - مکرجی اس کام کے لیے کافی تھے - آپ ناحق اس معاملہ میں پڑے - خیر اختیار بدست مختار -

موٹر ابھی کوئی دو میل چلی ہو گی کہ بہرام کو معلوم ہوا کہ یہ راستہ کملا پتی کے مکان عشرت منزل اور اندر بھون کی طرف جاتا ہے فوراً سمجھ گیا کہ مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یہ بہانہ سوچا ہے کہ ہم دونوں بہرام کو اندر بھون کے تہخانہ میں مقامی تحقیقات کے واسطے لیگئے تھے مگر بہرام کو کسی خفیہ راستہ کی اطلاع تھی جس سے وہ نکل گیا - اپنے خیال کو اپنے محافظوں سے بیان کر کے کہا " یہ بھی کوئی ترکیب ہے " اگر کوئی بہانہ نہیں سمجھ میں آتا تھا تو مجھ ہی سے پوچھ لیا ہوتا - کیا بے وقوفوں سے پالا پڑا ہے - کسی نے بھی بہرام کے طعنوں کا جواب نہ دیا - موٹر اندر بھون کے پھاٹک پر رکی اور بہرام دونوں پولیس افسروں کے ساتھ اندر داخل ہوا - پہلے چور دروازے پر پہونچکر یہ دروازہ بہرام ہی کی مدد سے کھولا گیا - مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ سرنگ تک ساتھ تھے یہاں پہونچکر مکرجی نے کہا " جاؤ تم آزاد ہو "

بہرام - اس حماقت سے کیا فائدہ تھا ؟ خواہ مخواہ یہاں تک آنا کیا ضرور تھا - اسے جنون کہتے ہیں "

باب (۷)

رہائی اور پھر اسیری

کبھی کبھی زمانہ آنکھ جھپکتے ہی بدل جاتا ہے۔ یوں تو ہر آن میں بدلا ہی کرتا ہے میں ایسی تبدیلی کو کہتا ہوں جس سے انسان عموماً یا خصوصاً دو متضاد طریقوں سے متاثر ہو۔ بہرام اس وقت اپنی رہائی سے مایوس تھا۔ تمام رات بیتابی میں گزر جاتی تھی۔ اندھیری رات اور بھی ڈرا رہی تھی۔ شب ہجراں کی سیاہی مشہور ہے۔ مگر یہ رات بہرام کے لیے ایک کالی ناگن کا کام دے رہی تھی۔ جو لمحہ لمحہ کے بعد کسی کو ڈسے۔ مگر سخت جانی سے اسے موت نہ آئی۔

اب بہرام خوشی کے مارے اُچھل رہا ہے۔ خون کی روانی سے ایک خوشگوار لہر تمام جسم میں دوڑ رہی ہے جس سے رگ رگ میں تازگی اور توانائی محسوس ہوتی ہے۔ شب تاریک ہے مگر اب وہ ناگن کا کام نہیں دیتی بلکہ کسی محبوب کی زلف کی طرح گویا بہرام کے شانے پر لہرا رہی ہے ؎

نیند اُس کی ہے دماغ اُس کا ہے راتیں اُسکی ہیں　　جس کے شانے پر تری زلفیں پریشاں ہو گئیں

مطلب دلی حاصل ہو گیا۔ مگر اب بھی کچھ انتظار ہے۔ لیکن یہ انتظار خوشگوار ہے کیونکہ امید کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ بہرام بڑے اشتیاق سے دروازہ کی طرف دیکھ رہا ہے اور دل میں کہتا ہے "اب کاہے کی بیتابی۔ تھوڑی دیر کی اور کسر باقی ہے" ایک بجے کے قریب حجرے کا دروازہ کھلا۔ دربان نے بہرام کو باہر بلایا یہاں قلعدار موجود تھا۔ چند قدم آگے بڑھا تھا کہ مکرجی سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ مکرجی نے بہرام کو ایک موٹر پر بٹھا لیا۔ اس میں ایک اور شخص بھی پہلے سے بیٹھا تھا۔ پہلے تو بہرام نے

دنیا پر ظاہر ہو یا نہ ہو۔ تاریخ کے صفحوں میں لکھا جائے یا نہ لکھا جائے۔
م...... سر جھکائے کھڑے تھے۔ چہرے سے فکر ظاہر ہوتی تھی۔ بہرام کو یہ چند لمحہ کی خاموشی شاق تھی۔ کبھی امید کی صورت نظر آتی تھی کبھی نا امیدی کی۔ مہاراجہ کے زبان ہلانے پر فیصلہ تھا۔ آخر م...... نے کہا " بہرام اچھا کسی نہ کسی طرح تمہاری رہائی کا انتظام ہو جائے گا۔ اس کے سوا اور کیا چاہتے ہو؟
بہرام ۔ حضور ایک تو یہ کہ میں نے راجہ مہاراج سنگھ کے بیٹے کو ڈھونڈھ نکالا ہے موروثی علاقہ اُس نوجوان کو دیدیا جائے"
م .... ۔ اور کچھ؟"
بہرام ۔ ایک لڑکی پر عاشق ہے ۔ وہ لڑکی بھی اُس کو چاہتی ہے۔ دونوں کی شادی کی اجازت دی جائے"
م .... ۔ کچھ اور ؟"
بہرام ۔ بس اور یہ خط انیس ہند کے ایڈیٹر تک پہونچا دیا جائے۔ اسے دیکھ کر وہ میرے مضمون کو پھاڑ ڈالے گا"
یہ کہکر بہرام نے ایک لفافہ م...... کی طرف بڑھایا۔ م...... نے کسی قدر تردد کے بعد وہ لفافہ لے لیا۔ اب بہرام کو اطمینان ہوا کہ کام بن گیا۔ م...... لفافہ لے کے کمرے کے باہر چلے گئے بہرام بہت خوش ہوا"

یہ گفتگو اس طرح ہو رہی تھی گویا معاملہ طے ہو چکا۔ معاوضہ کا تعین باقی ہے۔

م ..... تم نے ان خطوط کو پڑھا ہے ؟"

بہرام۔ جی نہیں "

م ...... تمہارے کسی دوست نے ؟"

بہرام۔ جی حضور کسی نے نہیں۔ البتہ راجہ مہاراج سنگھ کی بابتہ لکھی ہوئی فہرست میرے پاس ہے۔ اور وہ مقام معلوم ہے جہاں وہ کاغذات دفن ہیں "

م ...... تو پھر تم نے نکال کیوں نہیں لیا ؟"

بہرام۔ حضور پہلے وہ جگہ معلوم نہ تھی۔ یہیں آکے دریافت ہوئی۔ اب میرے رفیق انھیں نکالنے گئے ہیں "

م ...... مگر قلعہ پر تو میں نے پہرہ بٹھا دیا ہے۔ دو سو نوجوان کمر باندھے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

بہرام۔ دو سو کیا دس ہزار بھی ہوں تو روک نہیں سکتے "

م ...... (کچھ سوچ کے) اچھا تمھیں خود یہ بھید کیونکر معلوم ہوا ؟"

بہرام۔ اٹکل۔ سمجھ بوجھ "

م ...... بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں نے قلعہ کا کونا کونا نہیں چھوڑا جسے کھدوایا نہ ہو۔ مگر وہ کاغذ نہ ملنا تھا نہ ملے۔ اچھا تمھیں یقین ہے نہ تمھارا قیاس صحیح ہے ؟"

بہرام۔ بالکل "

م ...... جہاں تک ممکن ہو ان کاغذوں کو جلد مٹا دینا چاہیئے (پھر کچھ سوچ کے) اچھا بتاؤ اس کے معاوضہ میں کتنی رقم لوگے ؟ (بہرام خاموش رہا) خود ہی م ...... نے کہا۔ پانچ ہزار۔ پچاس ہزار۔ ایک لاکھ دو لاکھ اچھا دس لاکھ ہی

باب (۵)

ع - سوتے ہوئے نصیب مرے جاگتے ہیں اب

بہرام کے منھ سے مہاراج کی لفظ نکلتے ہی اجنبی نے ٹوک کے کہا۔

"یہ نام نہ لو"

بہرام - تو پھر حضور کو کیا کہوں"

اجنبی - کسی خاص خطاب کی ضرورت نہیں"

تھوڑی دیر تک دونوں چپ رہے۔ بہرام دل میں خوش ہو رہا تھا کیوں نہ

آج م .... بہرام کی ملاقات کو تشریف لائیں"

آخر خود م .... نے گفتگو شروع کی "کل چھبیسویں ستمبر ہے - کیا تم

ان خطوط کو ضرور شائع کر دو گے؟"

بہرام - جی ہاں - آج رات کو تین چار گھنٹہ کے اندر میرے آدمی سب خط

معہ فہرست انیس ہند کے دفتر میں لیجائیں گے"

م .... - خیر اب یہ چیزیں وہاں نہ داخل کی جائیں"

بہرام - بہتر"

م .... - یہ سب کاغذات میرے حوالہ کر دو"

بہرام - بہت خوب"

م .... - اور کسی کاغذ کا عکس نہ لیا جائے"

بہرام - کیا مجال"

ملاقات کیجئے ۔ یہ کوئی تہذیب نہیں ہے "
اجنبی ۔(جھلا کے) تمھیں میری بات سُننا پڑے گی ۔
بہرام ۔ میں نہیں سنتا "
اجنبی ۔ سننا پڑے گی "
بہرام ۔ ممکن نہیں "
ان باتوں میں زیادہ دیر ہوئی ۔ مگر دوسرا شخص جو اب تک خاموش تھا آگے بڑھا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا "اب تم باہر جاؤ ۔ میں خود گفتگو کر لوں گا ۔ اسنے کہا" اور آپ یہاں تنہا رہیں گے ؟" "جواب دیا "ہاں" اس نے پوچھا "دروازہ ؟" کہا "بند کردو" اس شخص نے پھر کہا "آپ جانتے ہیں کس شخص سے آپ باتیں کر رہے ہیں ۔ یہ بہرام ہے" ۔ جواب دیا ۔ میں کہتا ہوں جاؤ " آخر مجبور ہو کے لالٹین رکھ دی اور کچھ بکتا ہوا ۔ باہر چلا گیا ۔ حکم ہوا " دروازہ بند کردو ...... اور بند کردو بس "
اب اس شخص نے لالٹین ہاتھ میں اُٹھائی ۔ اور بہرام سے "اب میں بتاؤں کون ہوں ؟"
بہرام ۔ جی نہیں "
اجنبی ۔ کیوں ؟"
بہرام ۔ کیا ضرورت ۔ میں خود حضور کو جانتا ہوں ۔ اور مجھے آپ ہی کا تو انتظار تھا
اجنبی ۔ میرا ؟"
بہرام ۔ جی ہاں مہاراج "

———

اور ٹوپیاں ماتھوں پر جھکی ہوئی تھیں۔ آخر جس کے ہاتھ میں لالٹین تھی اُس نے بہرام کے منھ پر روشنی ڈال کے پوچھا "کیا تمھیں بہرام ہو؟

بہرام ۔ جی ہاں۔ اس حقیر کا نام بہرام ہے۔

اجنبی ۔ تمھیں نے کسی اخبار میں کچھ خفیہ کاغذات کا اعلان کیا تھا؟"

بہرام ۔ معاف فرمائیے۔ آپ کا قطع کلام ہوتا ہے۔ میں جناب کی گفتگو کا رخ نہیں سمجھا دوسرے آپ نے ابتک اس حقیر کو اپنے اسمائے گرامی سے آگاہ نہیں کیا"

اجنبی ۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟"

بہرام ۔ درست۔ میرے نزدیک تو بہت ضرورت ہے"

اجنبی ۔ آخر کیوں؟"

بہرام ۔ اخلاق یہ چاہتا ہے کہ جسطرح میرا نام آپ نے پوچھا اور میں نے بتادیا۔ اسی طرح مجھے بھی حق ہے کہ میں آپ کے نام سے واقف ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ مجھے ذلت دینے کے لیے نہ آئے ہوں گے"

اجنبی ۔ قاعدا رخود ہمیں اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ . . . . . .

بہرام ۔ وہ بڑا بے تہذیب ہے۔ اُس کو چاہیئے تھا کہ ہمارا ایک دوسرے سے تعارف کرادیتا" اور دوسرے یہ کون سا قاعدہ ہے کہ آپ (دوسرے اجنبی کی طرف اشارہ کرکے) ٹوپی سے سر مبارک کو چھپائے ہوئے ہیں۔ ملاقات کے وقت تہذیب یہ ہے کہ ہیٹ اُتار لی جائے"

اجنبی (جھلاّ کر) ہم انگریز نہیں ہیں"

بہرام ۔ نہ سہی۔ جب آپ انگریزی لباس میں ہیں۔ تو وہی تہذیب بھی آپ کے زوں ہے۔

ا . . . . کچھ کہنا چاہا۔ مگر بہرام نے پھر وہی بات کہی "جناب قاعدے سے

وقت سیاہ نے نگل کر دیا"

کبھی کبھی بجلی چمک جاتی تھی تو بہرام کو بھی اُمید کی ایک جھلک نظر آجاتی تھی۔ پھر اندھیرا چھا جاتا تھا۔ قلعہ میں چاروں طرف سناٹا تھا۔ کبھی کبھی ہوا کا جھونکا ادھر بھی آجاتا تھا۔ بہرام جیسے کسی کا منتظر بیٹھا تھا۔ مگر بے فائدہ۔ دس بج گئے۔ بہرام نے کہا "یہ رات تو وصل کی رات سے بھی جلد تمام ہو رہی ہے۔ کاش میرا بس قابو ہوتا۔ اے تقدیر کچھ مہلت دے کہ ذرا ہاتھ پاؤں ہلا سکوں۔ اے خدا اس رات کی سحر نہ ہو" ان باتوں سے کچھ حاصل نہ تھا۔ انتظار سب سے زیادہ سخت تھا۔ واقعی موت کا نمونہ تھا (مایوسی کے عالم میں بہرام پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا) کاش اب بھی وہ آجاتا جسکا انتظار ہے۔ ابھی بہت وقت ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بہرام یہی باتیں دل سے کر رہا تھا۔ اُلجھن بڑھتی جاتی تھی۔ باہر کسی نے دروازے کے قفل میں کنجی ڈالی۔ بہرام اپنے خیالات میں غرق تھا۔ یہ آواز اس کے کانوں میں نہ آئی۔ یکایک دروازہ کھل گیا۔ اور تین آدمی کمرے میں آئے۔ ان کو دیکھتے ہی بہرام اُچھل پڑا۔ وہی کیفیت ہوئی جیسے کسی عاشق زار کو انتظار بسیار کے بعد اپنے معشوق سے ملنے کا اتفاق ہوا ہو"

ان تینوں میں سے ایک تو قلعہ دار تھا۔ اور دو اجنبی تھے۔ ایک کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ یہ ذرا بلند قد کا جوان تھا"

قلعدار ۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کے کہنے پر عمل کروں

اجنبی تو پھر آپ ذرا باہر تشریف رکھیں۔

قلعدار باہر چلا گیا۔ دونوں نو واردوں میں آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی۔ بہرام دونوں کی صورت دیکھنا چاہتا تھا خصوصاً دوسرے اجنبی کی جواب تک خاموش تھا مگر دونوں میں سے کسی کا چہرہ بھی نظر نہ آیا کیونکہ دونوں ڈھیلے ڈھالے کوٹ پہنے ہوئے تھے

یہ چھپا ہوا تھا ”گنیش کے قاتلوں کا پتہ اور لگا۔ کشمیر ریاست میں ہنگامہ!“
یہ دیکھ کے بہرام کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سخت مایوسی تھی۔ انھیں سرخیوں کے نیچے لکھا تھا ”پاسے تخت کے قریب ایک پیر مرد کی لاش ملی جس کے گلے میں باریک ساز خم تھا۔ بدقت شناخت ہوئی کہ یہ لاش گنیش کی ہے جس کا ذکر ہمت سنگھ کے مقدمہ میں آیا تھا۔ دوسرے تار سے معلوم ہوا کہ م۔۔۔۔۔۔ نے کلکتہ کے مشہور ڈٹکیٹو سریش چندر کو بلوایا ہے۔ سنا ہے کہ سریش چندر نے اقرار کیا ہے کہ وہ کاغذات ڈھونڈھ نکالوں گا اگر ان کو کامیابی ہوئی تو بہرام کے خطوط فضول ثابت ہوں گے۔“
بیرسٹر صاحب تو چلے گئے۔ بہرام بڑی تشویش میں تھا۔ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ میں بالکل بے دست و پا ہوں۔ دشمن آزاد ہے۔ اب جہاں میں جوڑ لگاتا ہوں وہ توڑ دیتا ہے۔ کہیں میرے قیاس نے دھوکا تو نہیں کھایا۔ یہ سریش چندر کہاں سے آکودا۔ اگر وہ ناکامیاب رہے تو کچھ امید ہو سکتی ہے۔ مگر حال یہ ہے کہ وہ موقع پر کام کر رہا ہے اور میں قید میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا ہوں۔“ اس فکر میں ۲۴۔ ستمبر آگئی۔ اور یہاں ہنوز روز اول تھا بہرام کی پریشانیاں بہت بڑھ گئی تھیں۔

باب (۴)

کامیابی کی شکل

”وہ آہ اندھیری رات ہے۔ تاروں میں بھی چمک نہیں گویا شب دیجور کے پردے میں آہ۔ سیاہ چھپا یا ہوا ہے میرے نصیبے کا ستارہ کدھر ہے۔ شاید اس کو بھی

آتالیق کو اپنے باپ کی علالت کے زمانہ میں لکھے تھے - ان کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ یہی آتالیق راجہ متوفی کے بعد مدار المہام ہوئے

راقم بہرام

"اس کے تیسرے دن یہ خط نکلا"

"جناب من - میری کوشش خدا کا شکر ہے کہ ٹھکانے لگی میرے ملازم قلعۂ کستاور کی طرف روانہ ہو گئے - میرے موکلوں نے مجھکو بتادیا ہے کہ وہ خط کہاں دفن ہیں - اب میرے نوکر کسی کے روکے نہ رکیں گے - اور ان کاغذوں کو لیکے واپس ہوں گے - میں ان کاغذات کے مضمون سے بھی آگاہ ہوں - مگر بہتر یہ ہے کہ نقل مطابق اصل ناظرین کے ملاحظہ کے لیے پیش ہو - آیندہ پچیسویں تاریخ ماہ حال کو یہ کاغذ شائع کردیے جائیں گے - امید تو ہے کہ دنیا اُلٹ جائے مگر یہ تاریخ نہ ٹلے -

راقم بہرام

" اس کے بعد انیس ہندیں کوئی خط نہیں بھیجا گیا - مگر دوستوں سے مراسلت جاری رہی - ٹامس صاحب کی ٹوپی کیا تھی ڈاکخانہ کا تھیلہ تھا - مگر کسی نے قلعدار کو خبر کردی کہ غالبًا بیرسٹر صاحب نادانستہ ڈاکیہ کا کام کررہے ہیں - اُسدن سے ٹامس صاحب جب آتے تھے تو ان کا محرر بھی ساتھ آتا تھا - اب بہرام کو دقت ہوئی - جبکہ رفیقوں سے نامہ و پیام کی شدید ضرورت تھی اُسی وقت میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا" بڑے اُستاد کا سامنا ہے چھٹی کا دودھ یاد آگیا"

ایک دن بہرام بیرسٹر صاحب سے باتیں کررہا تھا کہ ایک اخبار کے کاغذ پر نظر پڑی جس میں ٹامس صاحب کے کاغذات لپٹے ہوئے تھے - اسپر جلی قلم سے

اور لفافے بننے کے لیے کاغذ آنا موقوف ہو گیا - اب بہرام نے بیکاری سے گھبرا کے اپنے مقدمہ کی طرف توجہ کی - ٹامس صاحب بیرسٹر کو بلوا لیا - دوسرے دن وہ تشریف لائے بہت سن رسیدہ بزرگ تھے - کمر خم آنکھوں کی بصارت کم - پہلے ٹوپی اتار کے میز پر رکھی - کرسی پر جلوس کیا - عینک کو رومال سے صاف کر کے لگایا - میز پر کاغذ پھیلا دیے اور بہرام سے گفتگو شروع کی - بہرام میز پر کہنیا ٹیکے کھڑا تھا اور ہر سوال کا جواب متانت سے دے رہا تھا - بیرسٹر صاحب نوٹ لیتے جاتے تھے - بہرام نے نظر بچا کے بیرسٹر صاحب کی ہیٹ سے ایک چھوٹا سا پرزہ جو چمڑے کے نیچے دبا تھا نکال لیا - کچھ لکیریں سی بنی تھیں - مگر بہرام نے پڑھ لیا - مطلب یہ تھا -

"میں ٹامس صاحب کا خدمت گار بنا ہوا ہوں - اسی ترکیب سے جواب لکھیے - مجھکو مل جائیگا - پہلی خط و کتابت کا بھید قاتل نمبر ۱ سب نے ظاہر کیا تھا خیریت ہوئی ہم نے پہلے ہی سے دوسری ترکیب سوچ لی تھی"

"اس کے بعد اہل شہر کے انتظار کی کیفیت تھی جو بہرام کے خطوں سے پیدا ہوا تھا - بہرام نے ویسا ہی ایک اور رقعہ جیب سے نکال کے ٹوپی میں رکھ دیا - ٹامس صاحب کو خبر بھی نہ ہوئی - وہ مقدمہ ہی کی فکر میں تھے"

"دوسرے دن "اخبار ہند" میں یہ خط نکلا"

"جناب من - میں شرمندہ ہوں کہ اپنا وعدہ بروقت پورا نہ کر سکا مگر میرا قصور نہیں ہے - قلعہ میں ڈاک کا انتظام اچھا نہیں ہے - خیر - دیر آید درست آید - اب یہ معاملہ بھی قریب ختم ہے - ایک دستاویز ہاتھ لگ گئی ہے - جس سے میرا قیاس صحیح ثابت ہوا - دستاویز کو تو ابھی شائع نہ کروں گا مگر اتنا ظاہر کیے دیتا ہوں کہ ان کاغذوں میں کچھ خطوط ہیں - بعض تو وجیہ لعہد (جو اب راجہ ہیں) نے

"ایڈیٹر صاحب - تسلیم"
یہ بات صحیح ہے کہ ریاست .... کے متعلق کچھ خفیہ کاغذ موجود ہیں جن کی تلاشی میں ریاست حیراں ہے۔ مگر ان کاغذوں کا مضمون کسی کو نہیں معلوم۔ نہ یہ معلوم کہ کہاں ہیں۔ میں نے اپنے خاص خفیہ پولیس کے ذریعہ سے ان کاغذات کو تلاش کرنے کا قصد کیا ہے اور میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا۔ دو تین دن میں اس بھید کو معلوم کر لوں گا۔ راقم بہرام

"اس کے تین دن کے بعد یہ خط چھپا"

"جناب من۔ مدار المہام نے یہ کاغذ جس کے سپرد کیے تھے اسکا نام مہاراج سنگھ ہے۔ یہ شخص کستاور کا تیسرا راجہ تھا۔ مگر زمانہ کی ناموافقت سے تباہ ہو گیا تھا۔ مہاراجہ کے حکم سے ... سنگھ نے اسلام آباد میں جہاں راجہ رہتا تھا اُس کے مکان کی تفتیش کی مگر کوئی کاغذ نہ نکلا۔ کسی کی عقل ابھی تک نہیں پہونچی کہ وہ کاغذ کہاں ہیں۔ اس سراپا قصور بے شعور نے یہاں تک پتہ لگا لیا کہ وہ کاغذ قلعہ کستاور میں کسی جگہ دفن ہیں۔ یہ قلعہ دوسرے راجہ کے زمانہ میں منہدم کر دیا گیا تھا۔ اب صرف دو امر حل طلب ہیں۔ اول تو کاغذات کے دفن ہونے کا مقام دوسرے اُن کا مضمون۔ میں چار دن میں حل کر کے جواب دوں گا۔" راقم بہرام

"چوتھے دن اخبار خریدنے کے لیے لوگوں کا ہجوم تھا مگر پرچہ میں کہیں اس کا ذکر نہ تھا۔ پھر دو تین دن انتظار کیا۔ کوئی خط بہرام کا نہ چھپا۔ اب لوگوں کو فکر پیدا ہوئی یاران طریقت نے ٹوہ لگائی تو معلوم ہوا کہ قلعدار پر بہرام کی خط و کتابت کا راز کھل گیا

بہرام۔ آپ بڑے مہذب اور رحمدل بھی ہیں۔ میں بھی آپ کے خیال سے اخبار میں یہ ذکر نہ آنے دوں گا ورنہ آپ کی ہنسی ہو گی۔"

مرزا صاحب (خفیف ہو کر) خیر میں اب ایسا یہی مقدمہ کیا کروں گا۔"

بہرام۔ زہے نصیب کہ عدالت خود میرے دروازے پر آئے۔"

اسدن بہرام ننھے اور منے سے نہ مل سکا۔ مگر اس نے خط بھیجنے کا انتظام کر ہی لیا تھا۔ بہرام کے پاس سادے کاغذ لفافہ بنانے کے لیے آتے تھے۔ شام کو چپراسی جتنے لفافے تیار ہوتے تھے لیجاتا تھا۔ کاغذ کے رم پر ایک نمبر درج ہوتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہر قیدی کے لیے خاص نمبر ہے۔ اور ننھے منے کے ذریعے سے اس کمپنی کو ملا لیا جس کے کارخانہ سے کاغذ آتے تھے اور لفافہ بن کے جاتے تھے۔ اب کیا تھا سلسلہ خط و کتابت کا چھڑا۔ کئی دن کے بعد پیکٹ جو کھولتا ہے تو ایک کاغذ ذرا موڑا ہوا دیکھا۔ خوش ہو کے کہنے لگا "وہ مارا" فوراً ایک شیشی سے عرق نکال کے اُس پر لگایا۔ فوراً حروف نمودار ہوئے یہ لکھا تھا:۔

"گنیش کو ہم نے رہا کر دیا۔ کہیں روپوش ہے۔ رتن بائی بالکل اچھی ہیں۔ کبھی کبھی رانی کملا پتی سے ملنے کو جاتی ہیں۔ رانی کا مزاج ناساز ہے۔ ہنسراج سے بھی رتن بھائی ملتی رہتی ہیں۔" اسی ذریعہ سے جواب بھی دیا گیا ہے۔ "کوئی خوف نہیں ہے۔"

"بہرام کو اتنی تو کامیابی ہو گئی۔ اب وہ وقت آیا کہ اپنی تدبیر کو کام میں لائے۔" پہلے تو اخبار میں یہ اعلان چھپا کہ م........ کے مدار المہام نے کچھ کاغذات اپنے دوست کے پاس چھپا دیے تھے اب اُن کا پتہ لگا ہے۔ اب یہ کاغذات بہت جلد شائع کر دیے جائیں گے۔ اس خبر کے چھپنے سے ایک عجیب بے چینی پیدا ہو گئی۔ دوسرے دن اُسی اخبار میں یہ خط نکلا۔"

مکرجی - بس خاموش - ہاں جوانوں لیجاؤ اسے پکڑکے - مگر خوب ہوشیار رہنا - میں اس دوسرے بدمعاش کا بھی انتظام کیے دیتا ہوں "

سپاہی بہرام کو کھینچتے ہوئے کمرے کے باہر لے گئے - معلوم نہیں گنیش کا کیا انجام ہوا؟ زینے پر منشی ملا اور چپکے سے بہرام کے کان میں کہا "

" مکرجی سے کسی نے کہدیا تھا کہ گنیش اور بہرام آپس میں باتیں نہ کرسکیں بلکہ ایک جگہ بھی نہ ہوں - ایک رقعہ اس مضمون کا آیا تھا - اس پر دستخط کی جگہ س - ب لکھا تھا "

" بہرام نے کہا اب کیا ہوتا ہے - جو تدبیر کی تھی وہ چل گئی - بھید مل گیا اور کہاں ملاعین کوتوالی میں "

باب (۳)

رہائی کی تدبیر

دو روز گزر گئے بہرام قیدخانہ میں آرام سے ہے - خیال تھا کہ کوتوال صاحب کو گھونسہ مارنے کا اب خمیازہ اُٹھانا پڑے گا - مگر ایسا نہ ہوا - چوتھے دن مرزا صاحب خود تشریف لائے "

بہرام - وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں "

مرزا صاحب - بہرام - میں اُس دن کے واقعہ کو آگے نہ بڑھاؤں گا "

بہرام - مناسب ہے "

مرزا صاحب - دیکھو میں نے تمھاری اس شرارت کو معاف کردیا کیونکہ میرا ذاتی معاملہ تھا "

دیبی سنگھ۔ اس کی پرورش کون کرتا۔ راجہ کا کوئی عزیز موجود نہ تھا۔ ایک نوکر نے اُسکو پالا۔ اور ہنسراج کے نام سے مشہور رہا۔ یہ لڑکا بڑا انیک مزاج تھا۔ ایک دن لڑکے گھر سے نکل گیا۔ آج تک پتہ نہ چلا۔"

بہرام۔ اچھا اس کو اپنی حقیقت معلوم تھی؟

گنیش۔ ہاں اور اس نے وہ کاغذ بھی دیکھا تھا جسپر نقش تھا۔

بہرام۔ اور کچھ کہوگے؟"

گنیش۔ بس"

بہرام۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں بہت ہوشیار رہنا۔ وہ دستاویز مجھے لاکے دو۔ اور جو کچھ میں کہوں اُسپر عمل کرتے رہو۔ یقین ہے کہ ہم تم اسی مہینے میں ریاست ..... کی سیر کریں گے۔ اور کتا اور کے کھنڈر سے اِن کاغذوں کو ڈھونڈھ نکالیں گے

گنیش۔ اور جو میں حراست میں لے لیا گیا ہو"

بہرام۔ میں چھڑاؤں گا"

گنیش۔ خوب خود تو گرفتار ہو مجھے کیا چھڑالوگے؟

بہرام۔ دیکھنا میں ابھی نکل جاؤں گا۔ تم سے باتیں بھی کرتا جاتا تھا۔ اور رہائی کی فکر بھی۔ آخر ایک تدبیر سوجھ گئی۔ اچھا میں اب دروازہ کھولتا ہوں"

بہرام نے دروازہ کھول کے مکرجی کو سلام کیا۔ اور کہا "معاف کرنا آپکو بہت انتظار کرنا پڑا" دروازہ کھلتے ہی مکرجی اور بہت سے لوگ کمرے میں گھس آئے۔ بہرام ابھی معذرت کر رہا تھا مکرجی نے گھبرا کے کہا"

گرفتار کرو دونوں کو"

نہیں بھئی۔ میں سمجھ گیا تھک گئے تھے۔ میں نے ذرا سلا دیا ہے کہ [illegible]

توہ میں کستاں پہونچا تھا - معلوم ہوا کہ شہر سے تلاشی کے لیے کچھ لوگ آئے تھے مگر کچھ ملا ملایا نہیں - اور اب قلعہ میں پہرہ بٹھا دیا گیا ہے - میں تو پھر قلعہ میں پہونچ نہ سکا -
اب باہر دروازہ توڑنے کی کوشش ہو رہی تھی - یہاں بہرام گنیش سے باتیں کر رہا تھا اور اس کو بالکل خوف نہ تھا -

بہرام - یہ تو بتاؤ راجہ نے مرتے وقت کچھ وصیت بھی کی تھی "
گنیش - ہاں تخلیہ میں رانی کو ایک پرزے پر جلدی جلدی کانپتے ہاتھوں سے ایک نقش لکھدیا تھا - اور کچھ اور بھی لکھا تھا مگر پڑھا نہ گیا "
بہرام - خیر جو کچھ پڑھا گیا وہ تو بیان کرو "
گنیش - ایک نقش تھا (کاغذ پر نقش بنا کے بتا دیا) دیکھو یہ تھا "

۵۰	۱۰
۲۰	۳۰

بہرام - اور کچھ ؟
گنیش - اور تو کچھ سمجھ میں نہ آیا "
بہرام - ہاں ہاں اس کی اطلاع مجکو ہو چکی ہے - ہوٹل میں ہمت سنگھ جس دن قتل ہوا میں حیدر خاں کے بھیس میں تھا تو ایک کاغذ کا پرزہ ملا تھا جس پر یہی نقش تھا - اسپر یہ حروف بھی لکھے ہوئے تھے - س - ب -

" دروازہ قریب قریب ٹوٹ چکا تھا مگر بہرام جانتا تھا کہ ایسا موقع پھر نہ ملے گا جو کچھ پوچھنا ہے اسیوقت پوچھ لینا چاہیئے "

بہرام - پھر راجہ کے اہل وعیال پر کیا گذری ؟ "
گنیش - بیوی تو شوہر کے غم میں چند ہی روز کے بعد مر گئیں - ایک لڑکا رہ گیا تھا

گنیش - فہرست بہت بڑی ہے - دو تین سرخیاں یاد ہیں - ایک تو ولیعہد کے خط
مدار المہام کے نام - غالبًا یہ مہاراجہ کی بیماری کے زمانہ میں لکھے گئے ہوں گے -
مہاراجہ اور قیصر ہند کے خطوط"
بہرام - سچ کہو کیا یہی لکھا ہوا ہے"
گنیش - ہاں ہاں اور پھر یہ لکھا تھا - ریاست اور برطانیہ کے جدید عہد نامہ
نقل" اور اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ اور لکھے ہوئے تھے - علاقہ ہائے جد
وتخفیف افواج" معلوم نہیں اس کے کیا معنی ہیں"
بہرام یہ سن کے اُچھل پڑا اور یہ کہا" تم نہیں سمجھے خیر مطلب بالکل صاف
ہے -

"ہاں اور بیان کرو"
" اتنے میں دروازے کے پاس کسی شخص نے پکارا" دروازہ کھولو"
" بہرام نے مرزا رحیم بیگ کی آواز بنا کے کہا" ابھی باہر ہی ٹھہرو -
ہاں گنیش کہہ چلو" مگر جی ذرا اور توقف کرو صرف پانچ منٹ" (پھر گنیش سے کہا)
ابھی تم اطمینان سے اپنا قصہ کہہ جاؤ - کس کی مجال ہے کہ کوئی کچھ کر سکے - تو راجہ
اور اُسکا نوکر کستا دریں انھیں کاغذات کو چھپانے کے لیے گئے تھے"
گنیش - اس میں کیا شک ہے"
بہرام - مگر ہو سکتا ہے کہ راجہ نکال لے گیا ہو"
گنیش - یہ نہیں ہو سکتا - مرتے دم تک وہ اسلام آباد سے کہیں گیا نہیں تو
کیا موکلوں سے نکلوا لیتا ؟
بہرام - شاید حریف نکال لے گئے ہوں"
گنیش - اُنھوں نے کوشش تو بہت کی مگر ایک پرزہ نہیں ملا - میں بھی اسی کی

بہرام۔ گنیش ذرا جلد جلد کہو۔ ابھی بہت کچھ باقی ہے اور وقت کم ہے۔"
گنیش۔ راجہ کے اسلام آباد پہونچنے کے ایک ہفتہ کے بعد مہاراجہ کے خاندے کے سواروں کا ایک افسر بسنت سنگھ راجہ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ چند آدمی اور بھی تھے۔ دیر تک راجہ سے بسنت سنگھ سے گفتگو رہی اور کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا لیکن نوکر نے اتنا سن لیا تھا کہ فوجی افسر نے راجہ سے کہا" مہاراجہ کو یقین ہے کہ وہ کاغذات آپ ہی کو دے گئے تھے۔ اگر آپ خود نہ واپس کریں گے تو........
.... اس کے آگے نوکر نے کچھ نہیں سنا۔ پھر مکان کی تلاشی لی گئی اور کچھ برآمد نہ ہوا۔ شاید اسی کی دھمکی دی گئی تھی۔"
بہرام۔ تلاشی کیوں لی گئی تھی؟"
گنیش۔ انھیں کاغذوں کے لیے۔"
بہرام۔ ہاں تو وہ کاغذ بہت ضروری ہوں گے۔"
گنیش۔ ضروری؟ نہایت ضروری۔ جب میں فہرست دکھاؤں گا تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔"
بہرام۔ فہرست کہاں سے ملی؟"
گنیش۔ کسی طرح مل گئی۔ اور لطف یہ کہ راجہ کی دستخطی ہے۔"
بہرام۔ تمہارے پاس ہے؟"
گنیش۔ ہے مگر یہاں نہیں۔ یہاں سے فرصت ملے تو وہ فہرست تم کو دیدوں۔"
بہرام۔ تم کو بہت احتیاط سے کام کرنا ہوگا۔ چونکہ اور دونوں جہان سے گئے بہتر یہ ہے کہ دہلی سے نکل جاؤ اور وہ دستاویز لا کے مجھے دیدو۔"
گنیش۔ جو کچھ تم کہتے ہو میں خوب سمجھتا ہوں۔ بلکہ تم سے زیادہ۔"
بہرام۔ اچھا اس دستاویز یا فہرست میں کون کون سا کاغذ درج ہے جلد بیان کرو۔

بہرام - ابھی چوتھے کا تو حال بیان کرو۔"

گنیش - پہلے اور بعض واقعات سن لو جو کسی کو معلوم نہیں۔"

بہرام - اچھا تو یہ بتاؤ تم نے یہ بھید کیونکر دریافت کیے؟"

گنیش - سنئے - میں نے یہ حال مہاراج سنگھ کے ایک معتبر ملازم سے سنا ہے - میں کچھ دنوں اس کے ساتھ تھا - اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ راجہ صاحب نے پوشیدہ شادی کی تھی - اس سے اولاد بھی ہوئی تھی جو ابھی موجود ہے - اور اسی سلسلہ میں اور بھی باتیں کہیں - یہ بھید میں نے ہمت سنگھ سے کہا تھا۔"

بہرام - ذرا ٹھہرو (رحیم بیگ اور محرر کی نبض دیکھی) ہاں پھر کیا ہوا؟"

گنیش - جس دن مدار المہام نے انتقال کیا - اسی کی شام کو مہاراج سنگھ اپنے ملازم کو لے کے سیاحی کے لیے نکلا - دونوں مدت تک مختلف ملکوں کی سیر کرتے آخر شہر ..... کستاور کے راستہ میں سواری سے اتر پڑا اور شمال کی طرف پاپیادہ سفر کیا - بیس بائیس میل کے فاصلے پر کستاور کا قدیم قلعہ تھا - قلعہ تو منہدم ہو گیا تھا - کچھ کھنڈر باقی تھے دن بھر یہ دونوں (مالک اور نوکر) جنگل میں چھپے رہے رات کو پہاڑیوں پر چڑھ کے قلعہ کی دیوار کے پاس پہنچے - نوکر کو باہر چھوڑ کے راجہ خود ایک ٹوٹی ہوئی دیوار پھاند کے قلعہ کے اندر گیا - گھنٹہ بھر میں اپنا کام کیا - واپس آیا - اور پھر اسی طرح سیاحت میں مصروف ہو گیا - کچھ دن کے بعد سلام آباد میں گیا اور وہیں رہنے لگا۔"

رام - مگر وہ کام کیا تھا جس کے لیے راجہ نے لوگوں کو دھوکا دے کے سیاحت تیار کی؟"

یش - یہ راز تو راجہ نے اپنے ملازم تک کو نہیں بتایا مگر اس نے خود بعض ات سے یہ قیاس کیا ہے اور عجب نہیں کہ وہ قیاس صحیح ہو۔"

گنیش - جب تم آزاد ہو جاؤ گے اُس وقت ہم تم دونوں اس کا پتہ لگا لیں گے"
بہرام - خیر یہ بات ابھی ضروری بھی نہیں ہے - اچھا یہ تو کہو مہنسراج کون ہے؟"
گنیش - دیبی سنگھ ولد مہراج سنگھ ولد پدم سنگھ ولد رام سنگھ رئیس کستا ور ریاست ....

بہرام یہ سن کے خوش ہوا کہ شکار اچھا ہے - سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے"
گنیش - جب انگریزوں میں اور سکھوں میں لڑائی ہوئی تھی اور انجام میں سکھ ہار گئے اور پھر صلح ہو گئی - جہاں اور شرطیں تھیں - وہاں ایک یہ بھی شرط تھی - کہ ایک کرور روپیہ بطور خرچہ جنگ فریق ثانی کو دینا پڑے گا" یہاں خزانہ میں حبہ نہ تھا - گلاب سنگھ نے کرور روپیہ دے کے حکومت گویا خرید لی - اس مشورے میں رام سنگھ بیچ میں پڑے تھے - اس خدمت کے عوض مہاراجہ .... نے رام سنگھ کو کستاور کی جاگیر مرحمت کی - اور وہ راجہ ہو گئے - راجہ کستاور کے قلعہ میں رہنے لگے - جب وہ مر گئے تو ان کے بیٹے پدم سنگھ گدی پر بیٹھے مگر وہ عیاش اور فضول خرچ تھے - ساری دولت اڑا دی - پھر رعایا پر ظلم کر کے روپیہ وصول کرنے لگے - اس لیے رعایا بگڑ گئی اور قلعہ لوٹ لیا - اسی زمانہ میں مہاراج گلاب سنگھ بھی مر گئے اور ان کی جگہ ان کے نابالغ صاحبزادے تخت نشین ہوئے اور ایک تجربہ کار مسن امیر مدار المہام ہوا - اس امیر سے اور راجہ کستاور سے دوستانہ تھا - راجہ کستاور تباہ ہو کر ان کے پاس جا پڑا - آخر ایک اتفاقی لڑائی میں زخمی ہوا - مرتے وقت اپنے لڑکے کو اپنے دوست کے سپرد کیا - یہ بھی اولاد ہی کے برابر سمجھتے تھے - اس اثنا میں مہاراجہ .... جوان ہوئے اور ریاست کا کام اپنے ہاتھ میں لیا - تھوڑے دنوں کے بعد اس امیر کا بھی انتقال ہو گیا مہاراج سنگھ وہیں موجود تھا - اس نے سیاحی اختیار کی - یہ تین راجاؤں کا حال ہوا

گنیش ۔ ہے ۔"

یہ کہکے شیشی نکالی۔ بہرام نے وہ شیشی کھولی - مرزا صاحب اور محرر کی ناک کے پاس لگائی - پھر بند کر کے جیب میں رکھ لی - اور کہا - اب ہم دس بارہ منٹ اطمینان سے باتیں کر سکتے ہیں - گنیش - تم نے دیکھا میں کیا کر سکتا ہوں اور کیا وقت پر سوجھتی ہے ۔"

گنیش ۔ (ڈرا ہوا تھا) ہاں جرأت کا کام ہے - مگر انجام معلوم -

بہرام ۔ اچھا دیکھا جائیگا - اب اس راز کو تو بیان کرو۔"

گنیش ۔ کہے دیتا ہوں - میں نے ہمت سنگھ کو بھی اسی لیے وہ بھید بتایا تھا کہ اُن کے پاس روپیہ بھی تھا اور وہ اس سے کام لے سکتے تھے - تم اگرچہ قیدی ہو مگر تمھاری جرأت دیکھ کے مجھے اطمینان ہو گیا کہ جو کام ہمت سنگھ سے نہو سکا تم اُس کو کر سکتے ہو ۔"

بہرام ۔ اچھا میں پوچھتا جاؤں اور تم کہتے جاؤ - اس طرح تم کو سہولت ہو گی - سب سے پہلے راجہ کے قاتل کا نام بتاؤ۔"

گنیش ۔ (کا مُنھ زرد ہو گیا) اس ذکر کو جانے دو - میری زبان سے نہیں نکلتا

بہرام ۔ بس تو تم ڈرتے ہو - تم سے کچھ نہ ہو گا ۔"

گنیش ۔ اچھا یہی سمجھ لو ۔"

بہرام ۔ پھر بے گھوڑے یہیں ستے - اور تمھارا وعدہ کیا ہوا کہ ہم سب بتا دیں گے ۔"

گنیش (بے قرار ہو کے) میں اپنا وعدہ پورا کروں گا - دیر آید درست آید - ابھی یہ بات نہ پوچھو ۔"

بہرام ۔ تو پھر کب ؟"

مرزا صاحب - تو پھر بیان کرو - اور اطمینان رکھو تمھارا بیان شامل مسل ہوگا -
بیان - اور اسپر غور کرلو کہ بہرام کا موجود ہونا ضروری ہے ؟"
گنیش - جی ہاں - بہت ضروری ہے - آپ کو خود معلوم ہو جائیگا "
گنیش اپنی کرسی مرزا صاحب کے قریب کھسکا لے گیا - بہرام محرر کے قریب کھڑا ہوا - گنیش نے یہ داستان کہنا شروع کی " دس سال کا زمانہ ہوا مجکو اتفاق سے ایک عجیب واردات معلوم ہوئی - دو شخصوں کو اس سے خاص تعلق ہے -
مرزا صاحب - کون کون ؟"
گنیش - دیکھیے عرض کرتا ہوں - میری طرف مخاطب رہیئے اور ذرا غور سے سنیئے ان دونوں میں سے ایک تو پنجابی اور دوسرا بنگالی یا مدراسی - غالباً مدراسی تھا -
گفتگو یہاں تک پہونچی تھی کہ بہرام نے ایک گھونسہ مرزا رحیم بیگ کی کنپٹی پر رسید کیا اور پلٹ کر دوسرا ہاتھ محرر پر صاف کیا - گھونسے لگتے ہی دونوں بیہوش ہو گئے -
بہرام - (بڑے فخر کے ساتھ) واہ بہرام کیا کہنا تیرا مقابلہ کون کرسکتا کوتوالی میں بھی اپنا کام کر گیا -

باب (۳)

کتا ورکے راز

گنیش (بدحواس ہوکے) غضب ہوا دونوں مر گئے
بہرام - ایسے غیرت دار نہیں ہیں کہ ایک گھونسے میں مرجائیں دو تین منٹ میں ہوش آجائیگا - تمھارے پاس کلوروفارم ہے ؟

ننھے - کسی کام میں مشغول ہیں -

بہرام کوتوال صاحب کے کمرے میں گیا تو دیکھا گنیش بھی موجود ہے - کوتوال صاحب نے پوچھا - "بہرام تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

بہرام - جی ہاں گنیش یہی ہیں -

مرزا صاحب - ہاں درست ہے - کرجی نے ننھے اور منے مخبروں کی مدد سے اسے ڈھونڈھ نکالا - یہی ہمت سنگھ کے قاتل کا نام اور پتہ سے واقف ہے -

بہرام - جی ہاں - بس اب کیا ہے؟ سب کام درست ہو گیا"

مرزا صاحب - مگر عجیب بات ہے - گنیش کہتے ہیں کہ میں بہرام کی موجودگی میں زبان کھولوں گا"

بہرام - تعجب ہے کہ بہرام کے قدردان کہاں سے پیدا ہو گئے"

مرزا صاحب - بہرام کا تو ذکر نہیں البتہ راجہ مہراب جنگ [illegible] حمید خاں کی تعریف ضرور کروں گا"

بہرام - اچھا تو وہ ایک ہی بات ہے"

مرزا صاحب - (گنیش سے) لو اب کہہ چلو - بہرام بھی آ گئے؟"

گنیش - مگر تخلیہ نہیں ہے"

مرزا صاحب - یہاں ہم تینوں کے سوا ایک میرا محرر اور ایک اور شخص جو بہرام کا محافظ ہے اور کون ہے"

گنیش - دیکھئے میرے بیان کے بعد آپ کو افسوس ہوگا"

مرزا صاحب - اچھا محافظ کو ہٹائے دیتا ہوں - محرر سے تو کچھ ایسا حرج نہیں ہے -

گنیش [illegible] بہرام [illegible]

آپ اصرار کرتے ہیں [illegible] رہنے دیجئے

"بہرام ننکا م ایک بار تو ہار چکا - اب بھی باز آ - میرے خلاف ہو کے قید سے رہائی نا ممکن ہے - راقم س ب"

بہرام - (بہت متردد ہو کے - ظالم نے بہت تنگ کیا - یہ رقعہ یہاں تک کیونکر پہونچا؟ دربان رشوت لیتا نہیں - پہلے ہی تجربہ ہو چکا ہے - سو روپیہ کا نوٹ جو میں نے دیا تھا وہ قلعہ دار کو دیدیا - پھر کیونکر یہ خط آیا - خیر جو ہونا ہے وہ ہو گا - مگر مقابلہ سخت ہے"

"دوسرے دن کوتوالی میں بہرام نے ننھے کو کچھ لفافے دیے - ایسا ہی روز ہوتا رہا - دس گیارہ دن گزر گئے - بارھویں دن جب بہرام سو کے اٹھا تو آپ ہی آپ یہ کہہ رہا تھا"

"آج اپنے ذہن کی صفائی اور فہم کی رسائی کا امتحان ہو جائیگا - امید تو ہے کہ ننھے اور منے نے میری ہدایت کے مطابق سب کام کر لیا ہو گا - اب تو مرزا صاحب بھی کسی قدر رام ہو چلے ہیں - وہ سمجھتے ہیں کہ میں کوتوالی میں کوئی حرکت نہ کروں گا - اب ذرا چالاکی سے کام کرنا چاہیے - بڑی دل لگی ہو گی"

"بہرام کا قاعدہ تھا کہ صبح کو اٹھ کے تھوڑی دیر ورزش کیا کرتا تھا - اس نے اپنا گھونسہ سخت چیزوں پہ مار مار کے خوب تیار کر لیا تھا - آج بھی ایسا ہی کیا پھر سادے کاغذ کے لفافے بنانے لگا - اس مشقت کو بہرام نے خود اختیار کیا تھا کیونکہ بالفعل تو وہ حوالات میں تھا - مقدمہ ابھی تک قائم ہوا تھا"

"دس بجے کے قریب بہرام گاڑی میں بیٹھ کے کوتوالی پہونچا - موقع پا کے ننھے اور منے سے باتیں کیں" -

ننھے - آج آپ کا اور گنیش کا سامنا ہو گا"

بہرام - بہتر - اور تم نے سب انتظام کر لیا ہے - مکرجی کہاں ہیں -

بہرام (ہنس کے) واقعی آپ ذہین آدمی ہیں - خوب سمجھے - سوائے آپ کے دماغ کے یہ بات کسی کے دماغ میں نہیں سما سکتی - بس اب اس غیر متعلق بحث کو چھوڑیئے - ہمت سنگھ کے مقدمہ میں اس سے کوئی کام نہیں چل سکتا - یہ بڑا پیچیدہ مقدمہ ہے - میری رائے ناقص میں صرف ایک ہی شخص ہے - جس سے آپ کو مدد مل سکتی ہے - مگر وہ کہاں ملتا ہے ؟

مرزا صاحب - اُس کا نام تو بتاؤ ؟"

بہرام - گنیش (اس کے بعد مکرجی کی طرف مخاطب ہو کے) تم نے اُس کا حیدر بنا کے پاس سے غائب ہو جانا سنا ہوگا - اب مجھ سے سنو کہ اسے کون لیگیا - ارجن سنگھ یعنی جبیر سنگھ -

"مرزا صاحب نے مکرجی کی طرف دیکھا"

مکرجی - میں تلاش کر کے آپ کے سامنے حاضر کر دوں گا"

مرزا صاحب - (تو پھر کوئی تشویش کی بات نہیں (بہرام کی طرف مخاطب ہو کے) تم بھی اپنی صفائی کی تدبیر کرو -

بہرام - اگر ضرورت دیکھوں گا تو کسی بیرسٹر کو بلاؤں گا"

مرزا صاحب نے بہرام کو رخصت کیا - مکرجی اسکو زینے سے لے کے اُترنے لگا - راہ میں پھر ننھے اور منے سے ملاقات ہوئی - بہرام نے پھر اُسی ترکیب سے انھیں تاکید کر دی کہ گنیش کو کسی سے بات نہ کرنے دینا - پھر ملنا - کچھ کاغذ دینا ہے - اس میں سے ایک ہدایت نامہ ہے تمھارے نام"

اسی طرح گاڑی میں بیٹھکر قید خانہ کو روانہ ہوا - جب وہاں پہونچا تو اپنے کمرے میں دیکھا کہ ایک پرزہ کاغذ کا پڑا ہوا ہے - اسپر مختلف الفاظ کسی اخبار سے کاٹ کر چپکائے گئے تھے - بہرام نے اسے پڑھا - یہ عبارت تھی -

مرزا صاحب - پھر تمھیں بتاؤ کس نے قتل کیا ؟
بہرام - خون کے مقدمے محض قیاس سے ثابت نہیں ہو سکتے - اچھا سنئے میں بتائے دیتا ہوں - جسبیر کا قاتل وہی ہے جس نے ہمت سنگھ، پرتاپ سنگھ ... کو قتل کیا - سب کے زخم ایک طرح کے ہیں -
مرزا صاحب - تو پھر وہ کیونکر غائب ہو گیا ؟
بہرام - چور دروازہ سے نکل گیا "
مرزا صاحب (دل میں تو بہت خفیف ہوئے مگر پولیس کی افسری نے اپنے ... کے مان لینے کی اجازت نہ دی) اور تم کیوں رہ گئے ؟
بہرام - میں بھی نکل گیا تھا مگر مجھ کو پھانسنے کے لیے کسی نے دروازہ بند کر دیا جو مجھ سے کھل نہ سکا - اسی اثنا میں قاتل نے اپنے ساتھی کیجو معین ... چاہا - جلد تو معین جب اُس کے بند نہ کٹ سکے تو اس خیال سے کہ کہیں بھید نہ کھل جائے اسے بھی تمام کر دیا اور خود نکل گیا - اس نے کپڑوں کی گٹھری بھی غائب کر دی -
مرزا صاحب - کیسے کپڑے اور کس کے کپڑے ؟
بہرام - جی حیدر خاں کے کپڑے -
مرزا صاحب - اور تم سے کیا واسطہ ؟
بہرام - تو پھر آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں - وہ جسے آپ حیدر خاں کہتے ... طرف دیکھنے میں ہی تھا -
مرزا صاحب - کیا فضول باتیں کرتے ہو کسی کی سمجھ میں یہ بات آ سکتی ہے کہ تم ہی حیدر خاں تھے - یہ بھی تمھارا ایک شعبدہ تھا کہ لوگ حیران ہوں ... بال بال بچ جاؤ -

مرزا صاحب۔ اچھا تو صحیح صحیح اپنا نام بتا دیجئے۔

بہرام۔ کیا خوب! ابھی تک آپ میرے نام سے بھی واقف نہیں؟

مرزا صاحب۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص بہرام نامی چند سال پہلے گرفتار ہوا تھا۔ مگر قید خانہ سے فرار ہو گیا۔ معلوم نہیں وہ بہرام تمہیں ہو۔ مگر اسکا حلیہ تم سے نہیں ملتا۔

بہرام۔ کیا عرض کیا جائے۔ واقعی تو یہ ہے کہ میں نے سیکڑوں نام اور ہزاروں بھیس بدلے ہیں۔ اب مجھے بھی نہ اپنا اصلی نام معلوم ہے اور نہ اپنی اصلی صورت پہچانتا ہوں۔

مرزا صاحب۔ اس طرح باتیں بنانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تم پر جسپیر سنگھ کے قتل کا الزام ہے۔"

بہرام۔ خوب! آخر اس کا ثبوت؟"

مرزا صاحب۔ تمہیں نے اُس کو قتل کیا۔"

بہرام۔ دعویٰ تو آپ کا بے دلیل ہے۔ میں نے تو آج ہی سنا کہ میں نے کسی کو قتل بھی کیا۔ یہ میرا بچپن کا عہد ہے اور آجتک اسپر قائم ہوں کہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے قتل نہ کروں گا۔"

مرزا صاحب۔ اچھا تو پھر سوائے تمہارے وہاں اور کون موجود تھا؟"

بہرام۔ اس سے تو مقدمہ ثابت نہیں ہوتا۔ آخر اُس کے کوئی زخم لگا تھا؟

مرزا صاحب۔ گردن پر چھری کا زخم تھا۔"

بہرام۔ وہ چھری کہاں ہے؟

مرزا صاحب۔ ابھی وہ دستیاب نہیں ہوئی۔"

خفا ہے

۔ آلۂ قتل کیوں نہ برآمد ہوتا؟

"اس گفتگو میں زینہ ختم ہو گیا۔ بہرام مرزا رحیم بیگ کو توال کے کمرہ میں داخل ہوا"

مرزا صاحب۔ (بہت خوش ہو کر) آؤ میاں بہرام مزاج تو اچھا ہے۔ بہت اشتیاق کے بعد آج تم کو دیکھا۔ تمہارے دیکھنے کو تو آنکھیں ترس گئی تھیں۔ خدا خدا کرکے یہ صورت دیکھنے میں آئی۔

بہرام۔ جی ہاں۔ آپ پر کیا منحصر ہے۔ ایک زمانہ میرے دیکھنے کی تمنا کرتا ہے

مرزا صاحب۔ میں بھی اپنی خوش قسمتی پر فخر کرتا ہوں کہ مجھے آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں؟"

بہرام۔ میں اسے خوبی مقدر نہ کہوں تو کیا کہوں کہ جیسا میں ایماندار اور راستباز ہوں ویسے ہی افسر کے سامنے میرا مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ حضور مجھ سا خوش معاملہ بھی آپ کو دوسرا نہ ملے گا"

مرزا صاحب۔ کیا کہنا چوری، دغابازی، دروغ حلفی، جعل سب ملا کر چار سو اکاون مقدمے آپ پر ہیں"

بہرام۔ بس اسی قدر؟ یہ تعداد سن کے تو مجھے شرم آتی ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی ہزار دو ہزار ہوں گے۔ آپ پر بہت جلد واضح ہو جائے گا کہ میں بالکل بےقصور ہوں"

مرزا صاحب۔ بےقصور ہونا تو آپ کا ظاہر ہی ہے۔ اور مقدموں کی کیا کمی ہے دو ایک مقدمے چلنے دیجیے پھر دیکھیے شاخ در شاخ کیسے کیسے سنگین جرم آپ پر عائد ہوتے ہیں۔ خیر ان باتوں سے کیا فائدہ؟ باضابطہ کارروائی ہونا چاہیے۔

بہرام بجا ہے بسم اللہ کیجیے۔

گاڑی کوتوالی میں پہنچی اور بہرام کو بڑے اہتمام سے اُتارا۔ بہرام کی نظر چاروں طرف تھی۔ دیکھا کہ مخبروں کے گروہ میں ننھے مُنّے بھی موجود ہیں۔ مکر جی نے انھیں دونوں سے پوچھا کہ مرزا رحیم بیگ صاحب آگئے۔

ننھے۔ جی ہاں کوتوال صاحب آگئے۔ اپنے کمرے میں ہیں۔

مکر جی بہرام کو لے کے سیڑھیوں پر چڑھنے لگا ننھے نے مکر جی کو کچھ غیر ضروری باتوں میں اُلجھایا۔ اس موقع پہ بہرام نے مُنّے سے ضروری باتیں دریافت کرلیں۔

بہرام۔ رتن بائی کا پتہ چلا؟"

مُنّے۔ ہم اسکو ڈھونڈھ رہے ہیں"

بہرام۔ کہاں ہے؟"

مُنّے۔ اپنی دادی کے پاس"

بہرام۔ رانی کملا پتی کہاں ہیں؟

مُنّے۔ جہاں پہلے تھیں"

بہرام۔ چندن اُن کی پیش خدمت بھی ہے؟

مُنّے۔ اُس کا کہیں پتہ نہیں"

بہرام۔ گنیش کا کیا حشر ہوا؟"

مُنّے۔ اُسے بھی ہم نکال لائے"

بہرام۔ شاباش۔ اس سے کچھ پتہ چلا؟"

مُنّے۔ وہ کہتا ہے سوائے راجہ مہراب جنگ کے کسی کو نہ بتاؤں گا۔

بہرام۔ اسکا کیا سبب؟

مُنّے۔ آپ کا شکرگزار ہے۔ سچ پوچھئے تو آپ ہی کے حکم سے رہائی ملی۔

بہرام۔ (کاغذ کی ایک گولی مُنّے کے ہاتھ میں دے کے) لو اس کو پڑھ لینا۔

جیالال - اچھا لاؤ۔
"قیدی نے پنسل سے کاغذ پر کچھ لکھ کے اُسے لفافہ میں بند کیا اور پتہ لکھ کے
جیالال کو دیا۔ وہ لفافہ اور نوٹ لیکے روانہ ہوا۔"
بہرام - (ہنس کے) اچھا نامہ بر ملا - جواب بھی آیا ہی اچھا ہتا ہے سہ
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں
خیر اس قید کو تو میں کچھ نہیں سمجھا۔ دس بارہ دن آرام کرکے نکل جاؤں گا
مگر اب کی بہ کسی اُستاد سے مقابلہ۔ برابر کی چوٹ ہے ۔ خیر دنیا میں مشکل ہی کام کرنے کے
ہوتے ہیں۔ کیا میرے دل پر مقابل کا رعب غالب ہو گیا ہے؟ بڑا چالاک ہے۔ کسی کے
قابو ہی میں نہیں آتا قابو میں آنا کیسا نظر بھی تو نہیں آتا ۔ میرے قتل کرنے میں کوئی کسر
باقی نہ چھوڑی تھی ۔ ابھی تک اپنی فطرت سے بچا ہوا ہوں ۔ بچا کیا ہوں ۔ بے بس ہوں
میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ منزل مقصود تک پہونچ گیا ہے اور میرے ہاتھ پاؤں بندھے
ہوئے ہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ گنیش بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے اور ہنس راج تو خیر ایک
کمزور آدمی ہے جسکا جی چاہے اُس کو اپنے بس میں کرلے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے
ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں ۔ اور حریف کا ہر طرح زور ہے ۔
بہرام اسی فکر میں تھا کہ اتنے میں دروازہ کھلا ۔ بہرام نے بغیر نظر اُٹھائے کہا
"آئیے قلعدار صاحب تشریف لائیے!"
قلعدار - (کمرے میں داخل ہوکے) گویا آپ کو میرے آنے کی اطلاع تھی ۔
بہرام - (مسکرا کے) جی آپ ہی کو تو تکلیف دینے کے لیے خط لکھا تھا ۔ مجھے یقین تھا
کہ نیاز نامہ آپ ہی کے دست مبارک میں پہونچے گا ۔
قلعدار - واقعی تمھارا خیال درست ہے جیالال ایسا ویسا آدمی نہیں ہے ۔ یہ آپ کے

مگر بھئی بہرام کے گرفتار ہو جانے سے ہماری تو دل لگی گئی - روز دو چار پیسے اخبار کے مول لینے میں صرف ہوتے تھے - اب اخباروں میں کیا دھرا ہے -
ولی محمد - اے اخبار کیسے ؟ سچ تو یہ ہے کہ دلی کی چہل پہل بہرام کے دم سے تھی - مگر ہم نے سنا ہے بہرام کہتا ہے کہ خوب ہوا - کچھ دنوں آرام تو کر لوں - یہ تو میرے اختیار میں ہے جب چاہوں گا چھوٹ جاؤں گا -
لکھن لال - اس میں تو شک نہیں کہ بہرام ہے عجیب شخص - میرا بھائی جیا لال بیان کرتا ہے کہ جس کمرے میں بہرام قید ہے وہاں میں پہرے پر تھا - صبح کو مسکراتا ہوا اٹھا اور ایک انگڑائی لے کے آواز دی "کون ہے" میرا بھائی سامنے گیا - آپ حکم دیتے ہیں "گرم پانی لاؤ" - جیا لال تعجب سے منھ دیکھنے لگا کہ ہیں یہ کیسا قیدی ہے - ہم پر اس طرح کی حکومت کرتا ہے - جیسے ہم اس کے باپ کے نوکر ہیں - بہرام نے پھر ذرا ڈانٹ کے کہا "میں تم سے کہتا ہوں" منھ دھونے کے لئے گرم پانی منجن حاضر کرو - کیا تم مجھ کو کوئی معمولی قیدی سمجھ گئے - میں پولیس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہوں - حیدر خاں " -
جیا لال - (تیوری چڑھا کے) میں سب جانتا ہوں - ابھی تک نشہ نہیں اترا -
یہ کہکے وہ یا دہے باہر جانے لگا - بہرام نے دروازے کے پاس اُس کا بازو تھام کے کہا " واہ بھئی اتنی جلدی بگڑ گئے - ارے میاں - ایک کام تو کر دو - یہ تم بیس پیش کیا کرتے ہو - یہ لو - یہ سو روپیہ کا نوٹ حاضر ہے اور کام بھی کچھ ایسا نہیں ہے
جیا لال - آخر کہو تو کام کیا ہے ؟
قیدی - لو یہ خط ذرا ڈاک میں ڈالدو "
جیا لال - کیسا خط ہے ؟
قیدی - (ہنس کے) جیسا خط ہوا کرتا ہے -

ولی محمد - ارا یہ تم کو معلوم ہی نہیں - حیدر خان جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سمجھا جا
تھا وہ خود بہرام تھا -
محمد احسن - اچھا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ خود بہرام بہرام کو گرفتار کرنا چاہتا تھا -
" دونوں نے زور سے قہقہہ لگایا "
ولی محمد - بھئی یہ تو کبھی دیکھا نہ سنا کہ چور خود اپنی گرفتاری کی فکر میں ہو -
محمد احسن - آپ بھی کتنے بھولے بھالے آدمی ہیں - یہ بہرام کی تدبیر تھی کہ خود خفیہ پولیس
کا افسر بن کے اشتہاری چور کی گرفتاری کا بیڑا اٹھایا تھا - اس سے پولیس کو دھوکا
دینا منظور تھا "
ولی محمد - ہاں ہاں - یہ تو اب سمجھ میں آگیا - مگر ایسی تدبیریں سوائے بہرام کے اور کوئی
کر سکتا ہے -

ع
چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

لکھپت رام - (ایک راہگیر جو دونوں کی باتیں سن رہا تھا) اچھا تو بہرام گرفتار ہو گیا - مزاج
مجھے تو یقین نہیں آتا - بھلا بہرام گرفتار ہونے والا ہے "
محمد احسن - ابی لالہ جی سنا تو ایسا ہی ہے - مگر تم سچ کہتے ہو بہرام تو انسان نہیں ہے
کوئی جن ہے - بھلا وہ ہے خدا جانے کیا ہے "
ولی محمد - ابی وہ بہرام نہ ہوگا جو گرفتار ہو گیا ہے - کسی کو بہرام بنا کے اس نے خود گرفتار
کرا دیا ہوگا - اس میں بھی اس کا کچھ مطلب ہوگا "
محمد احسن - خیر کچھ ہو - شہر بھر میں تو یہی چرچا ہے کہ بہرام گرفتار ہو گیا -
کریم خان (ان باتوں کو کچھ کچھ سن چکا تھا) آپ لوگ کس خواب و خیال میں ہیں -
بہرام واقعی گرفتار ہو گیا - اور اب قلعہ میں قید ہے - آپ یہ تو سمجھیں کہ لاکھوں کروڑوں
روپیہ سرکار کا پولیس پر خرچ ہوتا ہے - ہزاروں آدمی ہیں ایک سے ایک لائق - ایک بہرام

۷۸۶

تعارف

ہندوستان کے مشہور مصنفین سے آپ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں جو اپنا بیش بہا وقت خرچ کر کے اس بکڈپو کی اعانت فرما رہے ہیں۔ آیندہ ان کے ناولیں ہوں گے۔

مسٹر رسوا بی۔اے۔ علی حیدر طباطبائی نظم مرزا موزوں بی۔ایس۔سی

مسٹر رحمت علی بی۔اے۔ محمد یعقوب خاں بی اے۔ بھائی بھٹناگر بی۔اے

سید صابر علی بی۔اے۔ سید نصرت علی بی۔اے۔ مسٹر عتیق احمد ہاشمی بی۔اے

مسٹر ایس ایچ حیدر۔ عبدالباقی عباسی منشی فاضل۔ عظمت علی عشرت مولوی فاضل

مرزا افضل علی خنجر۔ مسٹر ایس ایم رضا واسطی۔ ایم۔اے قدوائی

مولوی محمد مبین نازش۔ مولوی وحید الحق صاحب۔ منشی موہن لال فہم

محمد عبدالوحید خاں بی۔اے۔ مسعود الرحمن خاں ندوی

ان اصحاب کا خدمت گزار

جنٹلمین بکڈپو لکھنؤ

ناولوں کی فہرست مفت

بحری قزاق

مولفہ جناب مرزا باقر حسن صاحب مورخ بی الیس سی

امیر یعقوب کا اپنے گمشدہ لڑکے کی تلاش

الیاس و لیلی کے حسن و عشق

سلیم شاہ کی مکارانہ چالیں ہشام یا خلیل الرحمن کی خوفناک ڈکیتیاں۔ سلیم شاہ کی عبرتناک موت۔ خلیل الرحمن کا حسرتناک انجام وغیرہ وغیرہ۔ خوشنما بلاک۔ قیمت عمر

بہرام کی رہائی